اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَّاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

از نتائج افکار جناب مولانا سید محمد ظہیر الدین صاحب المتخلص بہ ظہیر ولد حضرت صلاح الدولہ

مرصع رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم استاد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی عرش آرامگاہ

دیوان ظہیر

جلد اول

بہ فرمایش جناب مہاراجہ ... صاحب بہادر

امرای حیدرآباد دام اقبالہ [illegible] حضرت مصنف

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید الہی مین جو سرگرم رقم تھا
سجدے مین خمیدہ سر تسلیم قلم تھا

تھا منزل مقصود وہی جو نقش قدم تھا
میراہی مگر شوق طلب جبہہ ستم تھا

ہستی کی اسیری سی غضب ناک مین دم تھا
جب دام سے چھوٹے تو نہ غم تھا نہ الم تھا

ادنی یہ جو اک جوہر علی کا بھرم تھا
یہ نقش حدوث اور وہ اک نور قدم تھا

قطرہ کے لیے تھی یہ دریا کی جدائی
ہستی کا تعلق مجھے زندان الم تھا

عاشق کو دیا سوز حسینون کو کرشمے
یہ تیری عنایت وہ ترا لطف و کرم تھا

تھا دور سے دور اور وہ نزدیک سے نزدیک
جب غور سے دیکھا تو بہت فاصلہ کم تھا

[illegible]لین بند ادہر سے تو ادہر کھل گئین آنکھین
جو پردہ اوٹھا چشم سے جلباب حرم تھا

جب آنکھ ہوئی بند کھلا حال کہ مین ہی
اک پردۂ انوار تجلای قدم تھا

[illegible]ت نے عجب ہرزہ خرامی سی سجایا
بیہودہ سر کشمکش دیر و حرم تھا

کیا کیا نہ تہ تیغ رہے ذوق فنا مین
دم کا ہے کو تہا سینہ مین اک تیغ دودم تہا

حیرت مین ہو جلوے نظر آئی ہین کہ جسکا
کعبہ مین گمان تہا نہ سرِ طور بہرم تہا

واماندگیِ شوق نے منزل سی لگایا
کیا کچہہ سرِ آوارگیِ دیر و حرم تہا

تہا روزِ ولادت مرا جسنگا نہ ماتم
مجکو تری دوری کا اوسی روز سے غم تہا

وان ہمسے سیہ کار بہی پہونچے تو یہ جانو
اک روز قیامت بہی ہماری شبِ غم تہا

عاجز ہون گنہگار ہون پابند رضا ہون
وہ شیخ زبان تہا کہ طلبگارِ ارم تہا

مین اور ظہیر اوسکی طرف دستِ مناجات
اس عجز کے قابل نہ مرا روی و قدم تہا

پردہ اوٹہا دیا ہے مقامِ کلیم کا
پایہ فرازِ عرش سے گذرا یتیم کا

شاہد ہین جزو و کل تری نیرنگ صنع پر
ہے برگ برگِ گل یدِ بیضا کلیم کا

آشوبِ عشق و حسنِ بتان پر یہی لقا
ہے ایک لمعہ جلوۂ حسنِ قدیم کا

بخشی صدقہ کہ تو نے زبان [illegible]
[illegible]

[illegible]
بہوکا ہے نفس ہی چمن کی شمیم کا

اک اک خطا شعار سی رحمت کو ہی لگاؤ
اوبجہا ہی خار خار سے دامن نسیم کا

ہے تنگنای سینۂ عاشق بہی کیا وسیع
مومن کے دلمین رنگ ہی عرشِ عظیم کا

آزاد ماسوا ہین اسیرانِ دامِ عشق
زندانِ رنج و غم ہے گلستان نعیم کا

مرنا ہے جیتے جی ترے رنجور کا علاج
رکہا ہی تو نے درد مین درمان سقیم کا

جس جا کہ شانِ قہرِ عدالت کو تو دکہاے
پشہ سے پایمال ہو لشکر غنیم کا

تیری نگاہِ عدل سے کیا تاب دم زدن
طوفانِ قومِ عاد ہے جہوکا نسیم کا

بھر دی ہین تو نے درد مین دنیا کی لذتین — ملتا نہین مزاج ہے تیرے سقیم کا
پرواز تیرے اوج حقیقت پہ کر سکے — کیا حوصلہ ہے طائر عقل سلیم کا
قدرت ہے سب طرح کی جو چاہے وہ کر دکھائے — کیا کام ہو سکے کام مین فکر فہیم کا
جو کچھ کیا درست ہے جو کچھ کرے بجا — حکمت سے کوئی فعل ہے خالی حکیم کا
بس لی ہے ہجوم شوق کہ ہے راہ ناگزیر — ہے ماجرا نظر مین سوال کلیم کا

ہشیار اے ظہیر کہ یہہ راہ حمد ہے
پھسلا ہے پانو حامل عرش عظیم کا

کیا کیا ہے آسرا تری عفو عمیم کا — ارمان حشر تک ہے گناہ عظیم کا
ہے عدل سے تری تری رحمت بڑھی ہوی — بازار سرد سرد ہے نار جحیم کا
حقا تری مشیت صنعت طراز مین — کچھ نطق کا گذر نہ تعلق قدیم کا
پرستش تری جناب مین کیا زہد و کفر کی — عالم ہے مستحق ترے فیض عمیم کا
قدرت تری تجھی کو ہے شایان کہ بخش دے — ذرہ کو رتبہ ذرہ عرش عظیم کا
شایان تجھی کو ہے تری رحمت ترا کرم — مجرم کو حوصلہ ہے گناہ عظیم کا
یارب تری نگاہ کرم پر نگاہ ہے — منکر جحیم کا ہون نہ طالب نعیم کا
ہے دل کو شوق مرحلہ پیمائے رہنما — شائق نہین فسانۂ نار و نعیم کا
ہے اہدنا الصراط مرا کام اولین — ہون راہ رو ازل سے رہ مستقیم کا
عاجز ہون روسیاہ ہون عبد ذلیل ہون — ہے آسرا مجھے ترے لطف عمیم کا

یا غافر الذنوب ظہیر سیاہ رو
امیدوار عفو ہے جرم عظیم کا

عفوِ گناہ کب تری رحمت سے دور تھا
زاہد قصور وار ہے گو بے قصور تھا

مستور کب حجاب مین حسنِ ظہور تھا
ہمکو مگر تلاش مین آنا ضرور تھا

اوتنا ہی تھا قریب وہ جتنا کہ دور تھا
ای شوقِ ناتمام یہ تیرا قصور تھا

ہر چشمِ حیرتی مین وہی جلوہ نور تھا
ہر دل کے آئینہ مین اوسی کا ظہور تھا

منظور کچھ شہود سے اپنا ظہور تھا
ہونے کو یون تو نور سے پہلے بھی نور تھا

ہر رنگِ دلفریب مین اوسکا ظہور تھا
اپنے ہی امتیازِ نظر کا قصور تھا

ای برق کسکی آگ مین کسکو جلا دیا
ہم پھر سوزِ رشک تھے جلنے کو طور تھا

ساقی کی چشمِ شوخ کی کیفیتین نہ پوچھ
جس سے نظر لڑی وہی مستی مین چور تھا

کیا ساقیِ ازل نے دیا جامِ بیخودی
بدمستیِ شبینہ کا [illegible]

جلنے کو دل یہ تاز تھے سب آگئے
صبرِ گریز پا بھی ہمارا غرور تھا

کسلو ظہیر بارِ امانت کی تاب تھی
یہ بوجھ تو ہمین کو اوٹھانا ضرور تھا

روشن ہے بس خدیوِ ملائک جناب کا
ہے جلوہ ریز نورِ نظر آفتاب کا

پایا ہے عہدِ شیب مین عالم شباب کا
آدم سے پیشتر ہے تولد جناب کا

پڑتی ہے اہلِ جرم کی جانب نگاہِ مہر
کچھ کہہ رہا ہے دور سے خندہ نقاب کا

کیا باک جبکہ رحمتِ عالم ہو ذاتِ پاک
محتاج فیضِ عام نہین انتخاب کا

مہکی ہوئی ہے جسم من بوسی بزمِ قدس
اک اک عرق کا قطرہ ہے شیشہ گلاب کا

منشورِ ذو الجلال ہے شاہا تری زبان
حکمِ قضا ہے رعب ترے احتساب کا

ممکن نہین نجات ترے دستخط بغیر ‌ ‌ ‌ مختار تو ہے دفترِ روزِ حساب کا

شاہا ترے قدم سے بنا حجلۂ عروس ‌ ‌ ‌ ٹوٹا ہوا طلسم جہانِ خراب کا

بیرونِ پردہ کون پسِ پردہ کون تھا ‌ ‌ ‌ تھا احولون کیواسطے دہوکا حجاب کا

راز و نیاز عاشق و معشوق ہو لیے ‌ ‌ ‌ تھا شوق ایلچی کو سوال و جواب کا

اللہ رے تجلی حسن جہان فروز ‌ ‌ ‌ آیا نظر کسی کو نہ سایا جناب کا

جب تم شفیع جرم ہو آمرزگارِ حق ‌ ‌ ‌ کیا کام بازپرسِ عذاب و ثواب کا

تھا صاعقہ نگن یدِ بیضای موسوی ‌ ‌ ‌ مشکل کشا ہے دست مبارک جناب کا

پھرتی ہو ڈھونڈتے ہوی کیا جادہ سلوک ‌ ‌ ‌ ای خضر آکے تھام لو حلقہ رکاب کا

[illegible]

روزِ جزا امید ترحم ہے یا نبی ‌ ‌ ‌ ایسا ادہر بھی ہو نگہہ پر حجاب کا

یثرب کی راہ مین مری مٹی عزیز ہو ‌ ‌ ‌ اوڑتا پھرے غبارِ دلِ [illegible] کا

جو دل سے ہین فدائی آلِ رسول پاک ‌ ‌ ‌ خادم ہون اون صحابۂ عالیجناب کا

جامی ترا شفیع قیامت ہے ای ظہیر
کیا پاک تجھکو پرسشِ روزِ حساب کا

طرازِ کلکِ قدرت نی جو نقشِ کن مکان باندہا ‌ ‌ ‌ سرِ میمِ محمد مرکزِ دورِ زمان باندہا

دکہایا جلوۂ وحدت کو اک پرتو سی کثرت مین ‌ ‌ ‌ اور اوس پرتو کی پرتو سی طلسمِ دو جہان باندہا

دو عالم کو دیا پیوند سلطانِ دو عالم نے ‌ ‌ ‌ سرِ رشتہ تعلق کا یہان باندہا وہان باندہا

بندہا جب طالب و مطلوب مین سر رشتۂ الفت ‌ ‌ ‌ تو پیمانِ یقین بہرِ شفاعت درمیان باندہا

بنایا ایک نقشِ دلنشین نقاشِ قدرت نے ‌ ‌ ‌ اور اوس نقشہ کو نقشِ طرازِ کن مکان باندہا

تو وہی امی ہے اس گلہ کا جسنے دوشِ ناز پر
ازل سے بخششِ امت کا ہے بارِ گران باندہا

کہین کھٹکا نہین سالک کو ہرگز کوی جنت تک
وہ تمنے جادۂ حبل المتین مین ہی یان باندہا

نہین فکر حوادث جسمین کچہہ یا سیدِ عالم
وہ مستحکم حصارِ حیطۂ امن و امان باندہا

تصور نے ترے روضہ کے چشمِ حق نگر کہولی
کہلے در ہای جنت جب خیالِ آستان باندہا

نوا سنجانِ یثرب کی ترنم ریزیان سنکر
زمین پر بلبلانِ قدس نے ہے آشیان باندہا

ظہیر اوسکا ثناخوان ہون کہ جس سلطانِ ذیشان نے

صورتکدۂ دل مین تصور ہے نبی کا
نقاش ہون تصویر رسولِ عربی کا

یہ کون ہی وہ کون ہی افلاک و زمین کیا
چرچا ہے خدائی مین تری بوالعجبی کا

یہ کیا ہی کہ تجہہ سے ترے اجداد کو ہی فخر
دم بہرتے ہین قدسی تری والانسبی کا

سیمای پر انوار ہے صد مشرقِ خورشید
جلوہ تری انگشت مین ہے ماہ شبی کا

تہا حضرتِ یوسف سے زلیخا کو تعشق
غوغا ہے ملائک مین تری دل طلبی کا

تہا عالمِ ارواح مین استادِ ازل کون
احسان ہے احسان ہی امت پہ نبی کا

کس پیار سے لیتا ہے ترا نامِ مبارک
اللہ ہے شاہد تری شاہد لقبی کا

دیکہا رخِ پر نور مین اللہ کا جلوہ
جلوے سے مین خدائی کی تماشا ہے نبی کا

ای رحمتِ عالم ترے تکیہ کی بدولت
پایا ہے لقب نخل نے شیرین رطبی کا

کہنے کو تو کہہ جاؤن تجہے احمدِ بی میم
ڈرتا ہون کہ ہے یہ کلمہ بے ادبی کا

تو قاسمِ فردوس ہے تو مالکِ کوثر
کیا خوف ہو محشر کی مجہے تشنہ لبی کا

یان بہی مرا حامی ہی وہان بہی مرا آسرا
ہے فکر تجہی کو مری عقبی طلبی کا

نازش ہے ظہیر اوسکی غلامی پہ مجھے بھی
ہے جس سے شرف ہاشمی و مطلبی کا

بیان کیا ہو بشر سے آپکے اوصافِ بیحد کا
خدا کے نام سے مشتق ہے نامِ پاک احمد کا

فروغِ روی عالمتاب کن سے کچھہ گذر کر ہے
خدا کے نور مین پایا نشان حسنِ محمد کا

گنہگارون مین چرچا ہی حضور آتی ہین بخشش مین
زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے آمد آمد کا

گذر گہ ہے تری شاہا ازل کیا ہے ابد کیا ہے
یہ اک ناکا در آمد کا وہ اک ناکا بر آمد کا

کرے کارِ خدائی بندگی مین کسکی طاقت ہے
خدا کے سامنے کہہ دون یہ رتبہ ہے محمد کا

خدا کی شان سے ہے وہ عالمِ علمِ الٰہی ہو
پڑھا جسنے دبستان مین نہین اک حرف ابجد کا

مدینہ تک پہونچ جاؤن ظہیر اب یہ تمنا ہے
لگاؤن جا کے آنکھون سے غبار پاک مرقد کا

منقبت

مرا سینہ سفینہ ہے ولایِ شاہِ مردان کا
حریمِ دل تجلی زار ہے انوار عرفان کا

مجھے تعلیم ہے اوس مدرسہ مین درس وحدت کی
کہ عقلِ اولین ہی طفل مکتب جس دبستان کا

مرا مشرب محبت ہی نہو الفت تو کافر ہون
تولا رکن اعظم ہے مری ارکانِ ایمان کا

صداقت کی یہ بس ہی ید اللہ فوق ایدیکم
قوی تر ہی قوی دستون سے بازو دست یزدان کا

نہ سمجھا مین ترے رتبہ کو پر اتنا سمجھتا ہون
امامِ انس و جان بازو نبی کا شیر یزدان کا

علی کو در پہ جو پہونچا خدا کے پاس جا پہونچا
تقرب دست یزدان کا ہی قرب خاص یزدان کا

ظہیر مدح پیرا ہون غلام خاص مولا ہون
ترنم سنج ہے حسان مرے اشعار دیوان کا

دل مرا مسکن ہوا ہی مرتضےٰ کا ہو گیا
اس شبستان میں گذر شیرِ خدا کا ہو گیا

سر پہ سایہ دامنِ مشکل کشا کا ہو گیا
آسرا بیدست کو دستِ خدا کا ہو گیا

لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار
خوب شہرہ ذوالفقارِ مرتضےٰ کا ہو گیا

تیغ دشمن پہ چلی کاٹے پر روح الامین
رعبِ حق بازوئے خیبر کشا کا ہو گیا

مرگ ہو یا ہو ولادت جو ہوئی گھر میں ہو
مولد و مشہد تمہارا گھر خدا کا ہو گیا

تو ہی بیشک دستِ حق اور دستِ حق میں کائنات
مالک و مختار تو ہر دوسرا کا ہو گیا

یا علی منہہ سے کہا اور مشکلیں آسان ہوئیں
نام ہی مشکلکشا مشکلکشا کا ہو گیا

واہ وا کیا کوی عرفان کی نکالی راہِ راست
اک جہان دنبال رو اوس پیشوا کا ہو گیا

عقد میں دخترِ نبی نے دی خدا نے تیغ دی
مرتبہ کیا کیا علی مرتضےٰ کا ہو گیا

حق نے کیسا نور کو پیوند بخشا نور سے
فخر آدم خویش فخرِ انبیا کا ہو گیا

اے ظہیر اوسکے دو عالم میں رہیں کیوں کام بند
جو غلام با صفا مشکلکشا کا ہو گیا

تعلق اور تعلق خاطرِ بیداد سا یا نکا
شہیدِ تیغ احسان ہوں نوازشہای پنہانکا

خدا نے رکھ لیا پردہ ہماری دین و ایمانکا
کہ ہم سے پھر گیا دل اوس بتِ برگشتہ مژگانکا

بنا ہے جادہ جادہ رشتۂ الفت بیابان کا
سرِ ہر خار سے اوبجھا ہی اک اک تار دامان کا

یہ اندازِ کرشمہ ہے اوسی برگشتہ مژگان کا
کہ دل اور دیر و حرم سے پھر گیا گبر و مسلمان کا

کھے دیتا ہے وہ کر کسکا دلمیں پیکانکا
یہ تیرِ بازگشتی ہے اوسی برگشتہ مژگان کا

زبان بنکر کہی دلکی حقیقت پردہ داری نے
تحیر عکسِ طلعت ہے شکایتہای پنہان کا

مری وحشت میں شوخی ہے مزاجِ لاوبالی کی
مری خاطر میں عالم ہے تری زلفِ پریشان کا

پڑے ہے دستِ دعا جب اُٹھا نہ کافر دو کہ جیتا ہے
فلک بھی کوئی گوشہ ہے تمہاری ورد اما نکا

البتہ جان بخشی پہ جیتے مسیحائی کو خوبان
کہ تم پر دم نکلتا ہے مریضِ دردِ ہجران کا

مری ماتمکدہ میں نور ظلمت سب برابر ہے
سویدا ہی شبِ غم ہے سپیدہ صبحِ ہجر انکا

نگاہِ لطف کہتی ہے کہ دل ہے غیر کی جانب
کنایہ ہم سمجھتے ہیں اشارہ ہے نہاں کا

غضب کی تفرقہ ڈالی تمہاری چشمِ فتان نے
مسلمان دشمن کا فر ہوا اور کافر مسلمان انکا

تہ او لٹو وصلِ دشمن میں نقابِ روی روشن کو
کہ پردہ ہے عاشق کی شبِ تاریک آج انکا

ہمارے ساتھ کیا وحشت ہے بھی ناصح قید ہوتی ہے
رکا ہے بند و زندان سے کہیں سودا بیابان کا

اسیری حضرت یوسف کو خوشتر تھی عزیزی سے
نگہبان دیدۂ یعقوب تھا اطراف زندان کا

رہے ہے پیشِ نظر یوسف حجابِ چاہ زنداں میں
جہاں چشمِ زلیخا ہے وہیں روزن ہے زندان کا

سلیقہ شرط ہے ہر کام کو بیداد آساں ہے
کبھی آنسو بھی پونچھا ہے کسی کی چشمِ گریاں کا

تمہاری سادہ لوحی کا کوئی کافر ہی منکر ہو
اگر چل جائے دشمن پر کرشمہ چشمِ فتان کا

مری دست و گریبان کو ٹھکانے سے لگانا تھا
وہ کچھ کچھ شرمگیں ہو کر چھڑانا مجھ سے داماں کا

اگر منظور ہے ناصح جنون کی چارہ فرمائی
ہمارے سر میں ہے ٹانکے دو دامن بیابان کا

اگر ہے پاس نخوت کچھ بھلا دی یاد دشمن بھی
تغافل درسِ دل ہے کتابِ طاقِ نسیان کا

تمہیں کو اپنی وفاداری جتانی تھی
وگرنہ پوچھنا کیا تھا مریضِ دردِ ہجران کا

قدم رکھتے کہیں ہو اور نہیں پڑتے نشاں
ہمارا سا ہی کچھ کچھ حال ہے بیمار ہجران کا

قلم اُٹھتا نہیں دل کی حقیقت کیا لکھوں قاصد
مرے خط کے عوض لیجا کوئی پرزہ گریباں کا

ظہیر خستہ و آفت رسیدہ بس غنیمت ہے
چراغِ صبحگاہی ہے کسی بزمِ سخنداں کا

غضب رحمت سے دل توڑا ہی واعظ میگسارونکا ستمگر صبر تیری جان پر امیدوارون کا

علاج درد بھی ہی درد سر آفت کے مارون کا ذرا سا منہ نکل آیا مرے تیمارداروں کا

گذر جنت مین ہی واعظ اگر پرہیزگارون کا بھلا دوزخ مین تو ہوگا ٹھکانا تیرہ کارونکا

کیا ہے محتسب فی راز افشا پردہ دارونکا خدا رکھتا ہے پردہ کیسے کیسے تیرہ کارونکا

نہ دنیا مین سمائی ہے نہ عقبی تک رسائی ہا ترے در پر ٹھکانا ہے تری آفت کے مارون کا

زبان مدعی تیر نگہ کے کام کرتی ہے کلیجہ چیر کر دیکھو تم اپنے دلفگارون کا

مرے ہمراز منہ دیکھے کی کہتے ہین دو جانب کو گلہ کرنا پڑا دشمن سے مجھکو دوستدارون کا

گرا دینا اوٹھا لینا بنا دینا مٹا دینا فلک پیرو ہے اون کا ذرا انگلی کے اشارونکا

ملایا خاک مین جنکو تو پھر اونسے کدورت کیا مٹا دو دل سے نقشہ خاکسارون کے مزارون

گریگا خود فلک جان عدو پر برق بن بنکر پڑیگا صبر آخر تو کہین ہم بیقرارون کا

ابھی تک وہ لیے جاتی ہین مجھسے کج ادائی سی اشارہ ہے یہ اون ترچھی نگاہونکے اشارونکا

ملی ہین خاک مین کیا کیا مری دل کی تمنائین زمین شعر دیتی ہے نشان کچھ کچھ مزارون کا

بھری ہے گردش افلاک اوسکی چشم فتان مین پلٹ جانا نگاہون کا ہے پھر جانا ستارونکا

ذرا سے لب ہلانے مین تمہارا کیا بگڑتا ہے کہ اک امید پر ہوتا ہے جینا بیسہارونکا

نجوم طالع دشمن فلک پر جگمگاتے ہین شب تاریک ہجران مین کہان جلوہ ستارون کا

قیامت کے بھلا وعدے پہ کیسکو صبر آتا ہے بندھا ہی آس ہے دل ٹوٹتا امیدوارون کا

ذرا سی چین ابرو مین ہزارون ٹکڑی اوڑتی ہین حباب ایسا ہی نازک شیشہ دل بیسہارون کا

ستم دیکھو کہ دل لیکر مکرنا اور یہ کہنا تمہین کیون اعتبار آئیگا بے اعتبارون کا

تکلف برطرف اے میکشان محفل رنگین ظہیر مردہ دل بھی تھا کبھی تو یار یارون کا

مہربان مجہپہ کسیدن مرا قاتل نہوا — تیغ کا ہاتہہ بہی گردن مین حمائل نہوا

ناوک انداز کدہر غمزۂ قاتل نہوا — مین اسی شان کی بسمل ہون کہ بسمل نہوا

چرخ کا ایک ستم داد کے قابل نہوا — کوئی چلتا ہوا فتنہ کبہی شامل نہوا

کچہہ مری قید سے ناصح تجہے حاصل نہوا — نالۂ زندان مین بہی پابند سلاسل نہوا

دشت گردی کا مزہ قیس کو حاصل نہوا — خاک ہوکر بہی غبار پس محمل نہوا

کچہہ محبت مین تمہاری مجہے حاصل نہوا — تمسے مین شاد کبہی مجہسے مرادل نہوا

دیکہتے آپ بہی کس کس کو کہ بسمل نہوا — ہای جب ہاتہہ مین خنجر ہے مرادل نہوا

لٹ رہی ہے کہین بصیرۂ تجلائی جمال — یہ تو کچہہ کہیل ہوا پردۂ محمل نہوا

عمر بہر بسمل شمشیر تغافل ہی رہا — مین کبہی زینت فتراک کے قابل نہوا

درد بن بن کے رہا دل مین خیال مژگان — اپنے پہلو سے جدا خنجر قاتل نہوا

تہی مگر لطف سے خالی نہ ادای تمکین — وہ تغافل مین مری حال سی غافل نہوا

نہین ہوتا ہے پس مرگ کسی کا کوئی — درد تک بہی تو برے حال مین شامل نہوا

وہ اوٹہا شور جرس وہ ہوئی آواز رحیل — قافلہ ایک دم آسودۂ منزل نہوا

ڈوبنے کا تو بہلا بحر مین کیا ہو یارا — بیتہہ موج بہی دامن کش ساحل نہوا

خاک اوس ہاتہہ سے ہو عقدہ کشائی اپنی — جو تصور سے بہی گردن مین حمائل نہوا

وا ہی قسمت کہ مرا عقدۂ تقدیر بنے — وہ کرشمہ کہ ستم دیدہ سے شامل نہوا

ہاتہہ ہنگام ستم وہ مرے سر پر ہو — جو کبہی غیر کی گردن مین حمائل نہوا

شوق دیدار طلب چشم نظرباز کہان — جلوہ کب رخنہ گر پردۂ محمل نہوا

حیف آتا ہے مجہے چاک جگر پر اپنے — کہ یہ کمبخت ترا پردۂ محمل نہوا

شکر صد شکر کہ دریاے ہلاکت مین ظہیر
ڈوبتے وقت بھی منت کش ساحل نہوا

ہے گرمیِ ہنگامہ تڑپنا مرے دلکا
اک اک کو دکھاتے ہین تماشا مرے دلکا

رہتا تو ہے اوس بزم مین چرچا مرے دلکا
اچھا ہی کہ اچھا ہو نہ سودا مرے دلکا

ہے جوش قلق معرکہ آرا مرے دلکا
ہنگامہ ہے دلبر مرے برپا مرے دل کا

کیون دیکھتے ہو تمکو تو ضد ہی مرے دل سے
آئینہ ہے تصویر سراپا مرے دل کا

بیتابی و آزردگی و رنجش بیجا
انداز ہے سب تمنے اوڑایا مرے دلکا

ہے سیر لگا ہون مین شبستان عدو کی
کیا مجھسے چھپاتے ہو تماشا مرے دلکا

اک شغلہ ٹھہری ہے تمہین رنجش بیجا
اک کھیل ہوا تمکو ستانا مرے دل کا

جلتا ہون تو تمسے سلگتا ہون تمہارے
سیکھو مرے دل ہی سے جلانا مرے دلکا

قربان ہون اے عشق تری جامہ دری کے
ہمرنگ گریبان کو بنایا مرے دلکا

کیا کیا مری وحشت نے جھنکائے نہ بیابان
نقشہ مری آنکھون سے دکھایا مرے دلکا

دشمن کی شب وصل مین کیا خاک سحر ہو
یہ شام بد انجام ہے سودا مرے دلکا

بیخود ہون تصور مین کسی برق ادا کے
سرمایۂ تسکین ہے تڑپنا مرے دل کا

برباد نہ جائیگی ظہیر اپنی مصیبت
آخر تو کہین صبر پڑیگا مرے دل کا

جبین اور شوق اونکی آستان کا
ارادہ اور ارادہ بھی کہان کا

ہمارے ساتھ پھرنا آسمان کا
کرشمہ ہے نگاہِ دلستان کا

دھری ہے کیا ابھی صبح شب ہجر
ہنسی ہے کاٹنا کوہ گران کا

شبِ غم اور ستمہای شبِ غم
فقط گزرا ہے باقی آسمان کا

یہان یہ دل مین ذوقِ سجدہ تیری
دہان وہ صرفہ سنگِ آستان کا

فنا ہے سب بہارِ باغِ ہستی
نسیمِ صبح جو کا ہے خزان کا

ترے پہلو سے دشمن کو اوٹھانا
گرانا ہے زمین پر آسمان کا

ہمارا گھر دلِ صیاد مین ہے
چمن مین باندھنا کیا آشیان کا

انہین پہرتے نہین کچھہ دیر لگتی
نگہین کام کرتی ہین زبان کا

مری واماندگی منزل رسان ہے
سراغِ نقشِ پا ہون کاروان کا

مزہ بیداد کا بھی تمنے کھویا
ابھی سے ذکر کیا تھا امتحان کا

رہے پیغامِ دشمن بدگمانی
عدو ہون آپ اپنے رازدان کا

رہے پابند دل کے دل مین ارمان
قدم منزل سے نہ بگڑا کاروان کا

بنے ای کاش خوابِ بختِ دشمن
بکھرنا گیسوئے عنبر فشان کا

یہ لاغر ہون کہ ہون بھی اور نہین ہون
مرا بھی حال ہے دردِ نہان کا

نظر مین نیند بنکر پھر رہا ہون
نگہبان مین ہون خوابِ پاسبان کا

نہوگی غیر کی الفت نہ ہوگی
بھروسا ہے دلِ نامہربان کا

اوٹھے دنیا سے ہم ہوکر گرانبار
جہان سے لیجیے سامان جہان کا

بس اب بیطاقتی پر زندگی ہے
گران ہے توڑنا جانِ گران کا

دھرا ہے اوسنے دلپر دستِ دشمن
اثر اولٹا ہے کچھہ اپنے فغان کا

اوٹھا سکتے نہین سر آستان سے
غضب ہے بارِ منت پاسبان کا

مری تقدیر کی نیرنگیان ہین
بدل جانا نگاہِ دلستان کا

عنایت کی تمنا کیا تمنا
گلہ کیا خاطر نامہربان کا

ظہیر آؤ چلو اب میکدے کو
نکالا زہد و تقوے سے ہے کہان کا

خوشی گل کی نہ ڈر کا ہے خزان کا
تماشائی ہون نیرنگ جہان کا

لٹا ہے قافلہ تاب و توان کا
خدا حافظ ہے دلکے کاروان کا

ہمیشہ مورد برق و بلا ہون
مٹے جب گر الٰہی آشیان کا

اگر پھرتی نگاہ یار پھرتی
کیا کیا جرم ہمنے آسمان کا

دل بیتاب نے وہ بھی مٹایا
کسی کو کچھ جو دہوکا تہا فغان کا

پھرین گر عہد دشمن سے تو جانون
نہین ہے اعتبار اونکی زبان کا

ہمارا سوز پنہان سنتے سنتے
کلیجہ پک گیا ہے راز دان کا

نگاہون سے تمہاری گرکے اوٹھنا
بہت مشکل ہے مجھسے ناتوان کا

پھرے دیر و حرم سے ہوکے مایوس
ارادہ ہے ظہیر اب کے کہان کا

شورش افزا ہے ولولہ دل کا
خود ہدی خوان ہے قیس محمل کا

رنگ فق ہو گیا ہے قاتل کا
آپ بسمل ہوا ہے بسمل کا

شوق رہبر ہے وادی دل کا
بے نشانی نشان ہے منزل کا

اوٹھ چکے ہین حجاب حائل سب
چشم مجنون سے ہے پردہ محمل کا

تیر وان ہو چکے ہین ترکش مین
اب سنبھلنا محال ہے دل کا

موج کی جا محیط ہستی مین
اوڑ رہا ہے غبار ساحل کا

ہاے دشمن کی بزم آرائی
دل مرا ہے چراغ محفل کا

نالہ کیون تا بلب نہین آتا
شور ہے کیا مری سلاسل کا

بزم دشمن نظر مین پھرتی ہے
صاف کھلتا ہے آینہ دل کا

ہے جو کچھہ کچھہ حیا لگا ہون مین
رنگ ہے کسکی طبع مائل کا

رہبری کی شکستہ پائی نے
بیٹھہ جانا نشان ہے منزل کا

چشم لیلی نگر کہان سے آئی
ٹکڑے ٹکڑے ہے پردہ محمل کا

نعش اوٹھتی ہے کوی قاتل سے
اب تماشا ہے رقص بسمل کا

کشتۂ ناز اک زمانہ ہے
تیغ مونہہ دیکھتی ہے قاتل کا

کچھہ تو ہے لطف سے نہین خالی
چھیڑنا شکوہ ہی باطل کا

جس مین اپنے سوا نہ دیکھوگے
وہ ہمارا ہے آینہ دل کا

تم سے بزم رقیب روشن ہے
کام کیا ہے چراغ محفل کا

مر گیا کیا ظہیر زندان مین
غل نہین نالۂ سلاسل کا

ہوا جو مین ننگ کفر و دین کا ہوا نہ پیوند کیون زمین کا
برا ہو یارب دل حزین کا کہ اسنے کہا نہین کہین کا

نہ فکر کچھہ چاک آستین کا نہ وہم کچھہ زلف عنبرین کا
حجاب اک چشم شرمگین کا جواب ہی سب نہین نہین کا

اگرچہ بت پرستی کی صورت کجی کی جانب ہی طبیعت
حیا سے آتی ہی لو بھی الفت نگہ پہ شک ہی عتاب و کین کا

وصال دشمن مین عذر کیا ہی کہ رنگ چہرے سے اڑ گیا ہے
نگہ نگہ سے ٹپک رہا ہی عرق خجالت بھری جبین کا

کہان ہین آنکھون مین اشک خونین تمام آنسو ہین جوہر انگین
دھری ہین اوسنے کف نگارین پہ رنگ ہی پشت نازنین کا

ادہر ادہر تو لڑاو آنکھین ادہر سے مجکو دکھاو آنکھین
بدن کی صورت چراو آنکھین فسانہ چھیڑین اگر کہین کا

جو تم مٹاتی نہ آستان سی تو کوئی کہتا نہ کچھہ یہان سے / کہ نقش پا ہی عدو نہین تہا نشان سجدہ مری جبین کا

ادا ادا مین جو گرمیان ہین یہ حسن دلکش کی خوبیان ہین / جو طبع نازک مین شوخیان ہین اثر ہی رخسار آتشین کا

ابہی تو خاموش ہم ہین بیٹہی رقیب لیکن تو گل کہلینگے / بہت گریبان کی ٹکڑی ٹکڑی کریگا یہ چاک آستین کا

ظہیر تمکو ہوا ہے سودا نہین ہے کچھہ ہوش تن بدن کا
نہ جیب و دامان نہ ہے گریبان نہ تار باقی ہے آستین کا

بنایا کعبہ صنمکدہ انکو کیا نہ ہی ہی خیال دین کا / کہ کوچہ کوچہ مین نقش سجدہ قدم قدم ہی مری جبین کا

لیا جو رستہ نفاق و کین کا تو پہیر کہیا یا کہین کا / ملا نشان منزل یقین کا تو ایک تہا جادہ کفر و دین کا

ترس کہ دلکو ہوا ہی سودا جہان ہی آنکہون مین تیرہ / نظر مین پہرتا ہی حلقہ حلقہ تمہاری گیسوی عنبرین کا

خدنگ دلدوز کس نظر کا جگر سے یکبار پار گذرا / لب جراحت سی شور پیدا ہوا ہی تحسین و آفرین کا

غرض نہ کعبہ نہ بتکدہ سی جہان مین پہرتی ہین ہوکی بےگہر / بہٹک بہٹک کر سبوچ رہینگے سراغ پایا اگر کہین کا

جگر مین شعلہ بہڑک رہا ہی تمام سینہ دہک رہا ہے / کہ دل مین پہوڑا سا پک رہا ہی تصور اس روی آتشین کا

خیال لبہای شکرین سی ہوی ہین جیسی جگر کی ٹکڑی / پیے ہین جب گہونٹ خون دل کی مزہ وہ پایا ہی انگبین کا

دم سوال وصال ہی ہی دل حزین سی تو کوئی پوچھے / نگاہین نیچی جہکا جہکا کی ترا وہ کہنا نہین نہین کا

بلا ہی کمبخت سخت جانی ہوی ہی جنجال زندگانی / گیا وہ پہلو سی یار جانی ہوا نہ پیوند مین مین کا

نہ چہیڑ ای دست شانہ ہر دم او سمجہہ او سمجہہ کر نہ ہو وہ برہم / کہین وہ افعی لٹ پر خم نہ سانپ بنجائی آستین کا

ظہیر بدکیش و رند مشرب بنا ہی عشق بتان مین یارب
نہ فکر ملت نہ پاس مذہب ہا نہ دنیا کا اور نہ دین کا

وصال دوست مین اپنا نظارہ کیا کرتا / کنار بحر سے قطرہ کنارہ کیا کرتا

ادا ادا سے تری استعارہ کیا کرتا / تپش کو برق کی مین پارہ پارہ کیا کرتا

مجھے اشارۂ ساقی سے مے پہ پی ہی تھی
سوالِ حرمتِ صہبا دوبارہ کیا کرتا

کرشمہ ریزی پیہم سے دل سنبھل نسکا
ہجومِ برقِ تپان مین شرارہ کیا کرتا

ہم ایسے بحر مین ڈوبے جہان پتہ تلکا
حباب موجۂ تیم سے کنارہ کیا کرتا

نماز میکدے مین مین نے بیوضو پڑھی تھی
شرابِ ناب سے واعظ غرارہ کیا کرتا

ازل سے مین دل صد چاک لیکے آیا ہون
ہوای گل مین گریبان کو پارہ کیا کرتا

سمجھ کے گفتۂ واعظ پہ مین نے توبہ کی
کرادکتاب گنہ کا اجارہ کیا کرتا

جنون مین کسوتِ عریان تنی بہانہ ہوئی
وگرنہ دلقِ گدائی کو پارہ کیا کرتا

بغل مین غنچہ کے ہے کائنات دلتنگی
سوای جیب و گریبان کو پارہ کیا کرتا

وہ آبھی جاتے اگر یان تو ہم دکھا دیتے
کرا بختِ نگون کا ستارہ کیا کرتا

ہوس یہی اہلِ دل کیلیے ہے ورنہ فقیر
ہوای تاج و سر گوشوارہ کیا کرتا

ادای عشوۂ پنہان کو کوئی کیا جہی
نگاہ کہتی ہے کیا اور اشارہ کیا کرتا

ہنسو نہ ہمپہ گر آئینہ ہم دکھا دیتے
تمہارے ساتھہ تمہارا نظارہ کیا کرتا

کہین یہ پستیِ طالع ابھرنے دیتی ہے
عروجِ کوکبِ مسعود چارہ کیا کرتا

خدا نے خلعتِ فخری دیا ہے مجھکو ظہیر
لباسِ فقر کو مین پارہ پارہ کیا کرتا

تم تھے جہان وہین دل بھی ضرور تھا
مین بدگمانیون سے بہت دور دور تھا

رندانِ بادہ کش کو بلانا ضرور تھا
واعظ اگر بیانِ شرابِ طہور تھا

کچھ ہو شبِ فراق مین جینا ضرور تھا
وہ تو یہی کہین گے طلبگارِ حور تھا

اللہ رے شوخیان کسی پہلو نہ چین تھا
وہ شوخ برق وش بھی دلِ ناصبور تھا

کیا کہئے اب کسی کی امیدیں بندھا ہو گو
تمکو ہماری نعش پہ آنا ضرور تھا

بس اک نگاہ غیر نے مجھہ سا بنا دیا
اللہ تمکو حسن پہ کتنا غرور تھا

آئینہ دیکھتے ہی تحیر مین آ گیے
اتنی سی کائنات پہ اتنا غرور تھا

تم اور یون اٹھا دو سر بزم ناز غیر
اوتنا ہی جھک گیے نہین جتنا غرور تھا

کیا ناگوار طبع ہوا ایسے کی گفتگو
واعظ بھی مست ذوق شراب طہور تھا

پیتے تھے گھونٹ ہم کہ بجز بزم دشمنین
کیا تلخ تر بیان شراب طہور تھا

محفل فروزیان تھین غضب بزم غیر مین
کوئی تو دل کی آگ مین جلنا ضرور تھا

پہلے ہی کچھہ نگہ سے طبیعت بدل گئی
ہمکو مزاج یار پہ کتنا عبور تھا

خط لیکے اوسنے قطع کیے دست نامہ بر
پائی سزا کسی نے کسی کا قصور تھا

کچھہ اور تو خبر نہین مرگ ظہیر کی
اتنا تو جانتے ہین کہ مرد غیور تھا

غوغای بند گو نہ رہا نوحہ گر رہا
ہنگامہ اک نیا اک مرے بالین پر رہا

ناکامیون سے کام مجھے عمر بھر رہا
شکر ستم زبان پہ شکایت اثر رہا

سر پھوڑنا ہی اگر آٹھون پہر رہا
جس گھر مین ہم رہینگے وہ کاہیکو گھر رہا

اعجاز دلفریبی انداز دیکھنا
ہر ہر ادا پہ مجھہ کو گمان نظر رہا

صدقے ہون جوش طیش کی اس کینہ کوشیان
میرا ہی ذکر بزم مین کچھہ بیشتر رہا

قاصد بھی کوئی صبر دل ناشکیب تھا
آتے ہی آتے راہ مین کمبخت مر رہا

اونکی نگہ کے کام کیے میری آہ نے
دل چاک چاک پردۂ بیرون در رہا

پرہیز عشق سے مجھے جست زبان ہوئی
مین کچھہ دوا سے اور بھی رنجور تر رہا

ہے ہائی ہرزہ تازین کیا گردشِ نصیب
دو دن نہ چین سے سرِ شوریدہ سر رہا

اوٹھنہ اوٹھہ کی ساتھہ ساتھہ مری تھک کی رہ گیا
مین کچھہ تپش مین ورد سی بیتاب تر رہا

زخمونکی مونہہ بہری ترے پیکانِ تیر نے
ہر زخم تازہ مرہمِ زخمِ جگر رہا

کیا خاک دلنشین ہو مرا حرفِ مدعا
اک عمر مدعی کا ترے دل مین گھر رہا

کیا کیا نہ زخمِ دل پہ چھڑکتا رہا نمک
غافل مرے علاج سی کب چارہ گر رہا

ناکامیِ نصیب سے گو دور ہے ظہیر
دل سے فدائی وضعِ خیر البشر رہا

دور کیا کیا نگہہِ جلوہ نما کو دیکھا
اس سے دیکھا ہی تمہین اس سی خدا کو دیکھا

شعلہ انگیز نشانِ کفِ پا کو دیکھا
شوخ کیا کیا نہ ترے رنگِ حنا کو دیکھا

وحشت انگیز تری زلفِ دوتا کو دیکھا
تنکے چنتے ترے کوچمین صبا کو دیکھا

چشمِ بدمست مین اندازِ حیا کو دیکھا
مست و ہشیار اسی ہوش ربا کو دیکھا

اونکے آنے کی خوشی تہی مری مرنیکی نوید
شاد کیا کیا نہ دلِ اہلِ عزا کو دیکھا

خود بخود دل مرے سینے سی کھچا جاتا ہے
دلربا آپ کی ایک ایک ادا کو دیکھا

پڑگئی کیا دلِ پرکین کی گرہ بہی ایسی
کبھی کھلتے نہ ترے بندِ قبا کو دیکھا

فیصلہ پاک کیا تیغِ نگہہ سے تمنے
بیوفا کو نہ کسی اہلِ وفا کو دیکھا

ہمت حوصلہ فرسا نے اوبھرنے نہ دیا
نہ گریبان سے جدا دستِ دعا کو دیکھا

کچھہ نہ کی اوس بتِ سفاک کی دلمین تاثیر
آہ کو شوق کو نالہ کو دعا کو دیکھا

اور پہنچائیگی دشوار کہان کی فریاد
اہلِ محشر نے گر اوس ہوش ربا کو دیکھا

ہای کافر نے اوڑائی ہین تمہاری چالین
ناز کرتے ہوے کیا کیا نہ قضا کو دیکھا

کیا ملا عشقِ مجازی مین ظہیر ناکام
مدعی تو نے بشر کو نہ خدا کو دیکھا

رنگ الفت نہ حجابِ رخِ جانان نکلا
شعلۂ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا

بزم دشمن سے نہ وہ شمع شبستان نکلا
تجھہ سے کچھہ کام نہ اے گردشِ دوران نکلا

وحشتون سے مری کیا تنگ بیابان نکلا
کہ مرا سایہ بھی کچھہ مجھہ سے گریزان نکلا

آئینہ تہا جو ترا خلوتیِ محفلِ خاص
وہ بھی مجھسا ہی سراسیمہ و حیران نکلا

جس توقع پہ کیے نامۂ اعمال سیاہ
وا ہی قسمت کہ وہ کافر بھی مسلمان نکلا

چارہ گر ہم نے اسی جان سے کچھہ رکھا ہے
دم نکل جائیگا سینہ سے جو پیکان نکلا

زندگی مین ترے ملنے کی امیدین کافر
جان جائیگی جو دل سے مرے ارمان نکلا

اور وان پر بھی دل نے بڑہائی اوبھاؤ
جو سخن منہہ سے نکالا وہ پریشان نکلا

یان توقع نہ بندہی تہی کہ ابہی ٹوٹ گیا
کچھہ تری خو سے بہی نازک ترا پیمان نکلا

دہجیان ان صحرا کی اوڑینگی اے خضر
پانو اپنا جو کبہی سوی بیابان نکلا

دیکھنا وسعتِ رحمت کہ پس حشر ظہیر
دل سے ناکردہ گناہون کا نہ ارمان نکلا

دستِ نازک مین اگر خنجرِ بران ہوگا
کون ہوگا جسے مرنے کا نہ ارمان ہوگا

ہجر ہے ہجر تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا
دم نہ ہوگا مرے سینہ مین تو ارمان ہوگا

خانۂ دل تو ہوا اور نہ ویران ہوگا
تم نہ ہوگے تو غمِ ہجر ہی مہمان ہوگا

دردِ آخر کو دوا ہی تپِ ہجران ہوگا
سر نہ ہوگا تو نہ فکرِ سر و سامان ہوگا

داغ دینے سے تو خود ہی مرے دل مین آجاؤ
تمسے بہتر نہ تمہارا غمِ ہجران ہوگا

نہ رہونگا نہ رہونگا شبِ غم مین تنہا
تم نہ ہوگے مرے پہلو مین تو پیکان ہوگا

تیغ کیا ہاتھہ مین لیتے ہو مرا دل ہی لو
کہ تمہارا تو کرم ہی ستمِ جان ہوگا

شکر کیسا کہ شکایت ہے اجل سے مجھکو
اوس ستمگر کو ابھی جور کا ارمان ہوگا

آج ملنا ہے تو دل کھول کر مل لو ہمسے
پھر کہین حشر کو ملنا شبِ ہجران ہوگا

کچھہ طبیعت ہی نگہہ ہی کہ بدل جائیگی
ناصحو دل ہی عدو ہے کہ پشیمان ہوگا

کیا کرون شکوۂ بیداد تغافل اوس سے
اور وعدی ہے وہ بدعہد پشیمان ہوگا

غیر کے سر کی قسم آپ کو کھانی ہوگی
پھر نئے سر سے اگر وصل کا پیمان ہوگا

خوگرِ لذتِ آزار ہون راحت کیسی
مجھہ پہ بیداد بھی کیجے گا تو احسان ہوگا

مجھکو دیتے ہو عبث خلد کی ترغیب ظہیر
جانتا ہون کہ وہ کافر نہ مسلمان ہوگا

یہ رنگ الفت اگر نہ ہوتا تو کچھہ خدائی مین کم نہ ہوتا
کسی پہ کوئی نہ جان دیتا کسی پہ جور و ستم نہ ہوتا

عدو جو شایانِ ظلم ہوتے تو لطف دردِ الم نہ ہوتا
مری محبت کی کون لیتا جو مین قتیلِ ستم نہ ہوتا

اگر نہ کرتے وہ کج ادائی تو کچھہ عداوت سے کم نہ ہوتا
جو یہ نہ ہوتی تو کیا نہ ہوتا جفا نہ ہوتی ستم نہ ہوتا

غلط ہے شکوہ کہ وہ نہ آئے مجھی تو ہر طرح ہو آتی
اگر وہ آتے تو جی نہ جاتا کہ فرطِ شادی ہی دم نہ ہوتا

کسیلئے کس پہ جبر کیا ہی کہ خود محبت ہی اک بلا ہے
جو طبعِ نازک مین شک نہ ہوتا تو دلمین اندازِ رم نہ ہوتا

سپہر کیا تہا کہ تیری در سے وہ ٹہا کے فتنہ مجھی اٹھاتا
زمین ہی ٹلتی تو مین نہ ٹلتا کہ سر پہ مین تیرا قدم نہ ہوتا

یہ کبھی اپنا ہی جی نہ چاہا اگر نہ خوفِ رقیب کیا تھا
کہ آپ آتے تو اوٹھ کے آتے زمین پہ نقشِ قدم نہ ہوتا

جدا [illegible] بچائیگی اصل ہی ہوتی تو ہمکو امید وصل ہوتی
شبِ جدائی مین ہم نہ مرتے جو رنج روزِ الم نہ ہوتا

غلط ہی سب شورشِ قیامت سواہی دوزخ سے سوزِ الفت
وگرنہ جانِ حزین یہ اتنا کبھی عذابِ الم نہ ہوتا

تنگ اتنی ہین زندگی سے کہ مانگتے غیر گر خوشی سے
تو سر کی دیتے نہین عذر ہمکو تمہاری سر کی قسم ہوتا

نہ وہ زبان ہے نہ وہ عبارت نہ وہ گلے ہین نہ وہ شکایت
جواب خط غیر گر نہ لکھتے تو خط مین کیا کچھہ رقم نہ ہوتا

اگر عدو پر عتاب ہوتا نہ دل مین یون پیچ و تاب ہوتا
جبین پہ ہر دم شکن نہ پڑتی شکن سے ابرو مین خم نہ ہوتا

یہ سخت جانی پڑ رہی ہے وگرنہ خنجر مین [illegible] تھا
رواں نہ ہوتا گلو پہ ہرگز جو اپنے سینہ مین دم نہ ہوتا

بجا ہے انکار وصل دشمن گواہ صادق ہے شرمساری
اگر نہ ہوتی خجالت اتنی حیا سے گردن مین خم نہ ہوتا

ظہیر ملتی نہ راہ ایمان جو کفر کرتا نہ رہنمائی
لبون پہ یاد خدا نہ ہوتی جو ورد ہجر صنم نہ ہوتا

دل مرا یارب ہدف ہوتا کسی دلدار کا
چوم لون ہر زخم کے مونہہ سے مین سوفار کا

روز و شب ہین گردشین سی گردشین میری لیے
آسمان کی دور مین نقطہ ہون مین پرکار کا

ایک دل پہلو مین اپنے اور تقاضا چار کا
ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا

شرح سوز غم اگر نامہ مین لکھہ کر باندھ دون
جل کے خاکستر ہو بازو مرغ آتشخوار کا

کہو دیا دونو جہان سے انتظار اب کر نہ
خون ہے گردن پہ اپنی حسرت دیدار کا

لن ترانی مانع نظارہ جانان نہین
امتحان حوصلہ ہے طالب دیدار کا

تاب نظارہ کسی حسن تجلی ریز کی
صاعقہ پردہ ہے تیرے شعلہ رخسار کا

ہان جگا دو ٹھوکرون سے خفتگان مرگ کو
ہان دکھا دو ڈھنگ کچھہ رفتار مین گفتار کا

ضعف سے گر گر پڑا تیرا مریض ناتوان
پڑ گیا گر دور سے سایہ کسی دیوار کا

وہ نگاہ شرمگین کچھہ اس ادا سے پھر گئی
آگیا انکار مین ہمکو مزہ اقرار کا

دیکھہ لی تاثیر سوز نالہ ہای گرم کی
پک گیا ہے سنتے سنتے دل ہر غنچہ زار کا

ہے شکست شیشہ ہی مین صدای دل شکست
محتسب ہو کی مین توڑا دل کسی [illegible] سامان ہو

پاسبانِ کوی جانان بخت دشمن کچھ نہ تھا
اوڑ گیا کیون خواب میرے دیدۂ بیدار کا

وہ ظہیرِ پارسا مشہور ہے جسکے زہد کا
آج رستہ پوچھتا تھا خانۂ خمار کا

عہدِ نخست ہمسے بھلایا نہ جائیگا
ہر جا سرِ نیاز جھکایا نہ جائیگا

چھپنے سے رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
یہ پردہ وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دل سے نہ جا کہین کہ پھر آیا نہ جائیگا
نکلی شمیمِ گل تو بسایا نہ جائے گا

کس کس کے در پہ سر کا جھکایا نہ جائیگا
یہ ناز وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دیکھو برا ہے شوقِ ستم کا مآلِ کار
تمسے کبھی عدو کو ستایا نہ جائیگا

آتا نہ مونہہ لگا کے بدآموز کیجیے
ہمسے بڑھا کے ربط گھٹایا نہ جائیگا

مانا کہ تمسے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا تجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا

ظالم شبِ وصال ہے مجھسے نہ مونہہ چھپا
آخر تو کل عدو کو دکھایا نہ جائیگا

ہے اپنی سرنوشت مین مضمون خطِ تغیر
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائیگا

لکھوں جواب خط بھی تسلی کے واسطے
پیغامبر سے جا کے پھر آیا نہ جائیگا

ہے خستگی مری مری صورت سے آشکار
کچھ داغِ دل نہین کہ دکھایا نہ جائیگا

آنسو بھی گر بہینگے مری آرزوے شوق
دل سے نکل کے آنکھ تک آیا نہ جائیگا

جانیکو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا

مر گئے ہم وہ جو کچھ چتون بدل کر رہ گیا
چل گئی تیغِ ادا گر کھینچ کے خنجر رہ گیا

دستِ نازک مین روانی سے جو خنجر رہ گیا
نیم کشتہ شوقِ کشتن مین تڑپکر رہ گیا

بوالہوس نے اوسپہ امیدِ وفا مین جان دی
با وفا سے بیوفا آخر برابر رہ گیا

ملتی جلتی ہین بتون سے آسمان کی شوخیان
غیر کی جانب سے کیا کروٹ بدلکر رہ گیا

جھانکنا کیسا کھلی اک اور بھی چشمِ رقیب
دیکھتا صورت کو اوسکی روزنِ در رہ گیا

پارسائی کا ہماری آج ہی تھا فیصلہ
ٹوٹ کر توبہ سے پہلے دورِ ساغر رہ گیا

مین ادھر تڑپا کیا حسرت سے اور دشمن ادھر
ہاتھہ میرے قتل پر جب وہ اوٹھا کر رہ گیا

وصل کی شب یاد آیا وعدہ دشمن سے اوسے
عطر ملنے کے بہانے ہاتھہ ملکر رہ گیا

کچھہ بھی رفتارِ ہا یان زندگی بھر اے ظہیر
اک بلا شب بھر رہی اک حشر دن بھر رہ گیا

خونبہا سے عاشقِ ناشاد کیا
دلبرون کی داد کیا فریاد کیا

دل کو چاہا جس طرح سمجھا لیا
غمزدون کا شاد کیا ناشاد کیا

کہتے کہتے حالِ دشمن رک گیا
دل مین سمجھا وہ ستم ایجاد کیا

نامرادی جسکی ٹھہری ہو مراد
وہ دلِ ناشاد ہو پھر شاد کیا

ہو مقابل کیا نگاہِ ناز سے
برق کیا اور برق کی بنیاد کیا

ہم کہان جائین گے چھٹ کر دام سے
چھوڑکر ہمکو کرے صیاد کیا

گہہ ادا پر مرمٹے گہہ ناز پر
زندگی اپنی ہوئی برباد کیا

ہو رہے جسکے جہان مین ہو رہے
مرمٹے جب شکوۂ بیداد کیا

حضرتِ دل چاہ کر بیٹھے تو ہین
دیکھیے اسکی پڑے افتاد کیا

بندِ الفت سے رہائی ہے محال
ہم اسیرون کا بھلا آزاد کیا

ہو گیے برباد لاکھون عشق مین
اک ظہیر خانمان برباد کیا

سودائی محبت مین جو سر جائے تو اچھا
یہ بوجھ مرے سر سے اوتر جائے تو اچھا

آخر تو ڈبویا ہے مجھے دیدۂ تر نے
پانی یہ اگر سر سے گذر جائے تو اچھا

آتا ہے تو آجا کہین او وعدہ فراموش
یا آتے ہی آتے کوئی مرجائے تو اچھا

بدمستی و رندی مین یہان عمر گذاری
باقی جو رہی یوہین گذر جائے تو اچھا

قاصد ترے جانیسے وہ آئین تو آئین
دو چار گھڑی دل جو ٹھہر جائے تو اچھا

بہکے نہین اوس چشم قدح خوار کے مخمور
یہ نشا اگر دل سے اوتر جائے تو اچھا

دشمن کو بھی یارب نہ ہو سودائی محبت
اس درد سے پہلو ہی جو بھر جائے تو اچھا

رونا ہے تو دل کھول کے رو لو نہ ظہیر آج
دامن گہر اشک سے بھر جائے تو اچھا

ہر ایک زخم پہ ہے قصد لوٹ جانیکا
کہ فکر ہے مجھے قاتل کے دل بڑہانیکا

ہزار قصد کیا درد دل سنانے کا
ہوا نہ ضعف سے یارا زبان ہلانیکا

گلہ نہین ہے فقط تمسے موںہہ چھپانیکا
ہمین تو ناز اوٹھانا پڑا زمانے کا

برنگ غنچۂ تصویر باغ ہستی مین
ہوا نہ حکم کبھی ہمکو لب ہلانے کا

وہ بے نصیب ازل ہون کہ بجلیان ٹوٹین
جو موںہہ سے نام لیا آشیان بنانیکا

وہ پہلی ہاتھہ مجھی پر لگائین بسم اللہ
جو حوصلہ ہے اونہین تیغ آزمانے کا

کسی کے ناز و نزاکت پہ مرمٹے ہم تو
دل و دماغ کہان اب ستم اوٹھانیکا

قرار وصل پہ ایفاے وعدہ تو معلوم
بہانہ اور ہوا اونکو موںہہ چھپانے کا

بھلا ظہیر کو کیا بزم وعظ سے نسبت
وہ ایک رند ہے بگڑا ہوا زمانے کا

نہ کھلوا مجھسے زاہد ماجرا بد ریائی کا / تماشا بتکدہ مین دیکھتا ہون مین خدائی کا

رہی باہم کشاکش درد ہجر و جان مضطر مین / جہانتک جو بساط تھا آب و طاقت آزمائی کا

خدایا دی ہی الفت تو ذرا سا ہے بتون کو / بتون کو دی دل و آشنا صدقہ خدائیکا

بس اب بیٹھے وہ دو ہاتھ دست جنون تنگ / وگرنہ ہو جائیگا ٹکڑے گریبان پارسائی کا

ستمگر اسقدر نازان نہو حسن دو روزہ پر / بہت جلدی نکل جاتا ہی موسم کج ادائیکا

مغان کی پاؤن پر گر کی بہت توبہ توڑ دی / سیاہ ہے چاک سو سو بار دلق پارسائی کا

ظہیر اس مشغلہ مین روز محشر خوب گذریگا / فسانہ چھیڑ دینگے رنج شبہای جدائی کا

نگہ سے پہلی ہی کردو نہ فیصلہ دل کا / کہ دل کا دل ہی مین رہجاوی سب گلہ دلکا

ابھی سی خوب ہے ہو جائے فیصلہ دلکا / بھلے برے سے پڑیگا معاملہ دل کا

الہی خیر سے ہو جائے فیصلہ دلکا / کسی سے اب نکرینگے معاملہ دل کا

سمجھ ہی ایسے ہوئے دلگی داغ ہی ملی / یہ جانتے تو نکرتے کبھی گلہ دل کا

وہ بات بات پہ لیتے ہین چٹکیان دلمین / وہ چھیڑتے ہین نشتر سے آبلہ دل کا

بڑی جگہ پہ پھنسا دل ہے دن ہی کام بڑا / تدابھی ہو کہ جو اونسے ہو فیصلہ دل کا

بھری ہوئی ہین بہت سی گلونکو دلمین بخار / چھپک رہا ہے بہت دن سے آبلہ دل کا

یہ ناتوان ہے وہ نازک وہ شوخ یہ بیتاب / نگاہ ناز سے کرلو مقابلہ دل کا

ابھی تو دو نہین تمہارے ستم دیکھنگے / ابھی سے توڑ دیا تمنے سلسلہ دلکا

نگہ نگہ سے پڑا کام جان مضطر کو / ادا ادا سے ہوا ہے مقابلہ دلکا

مچل مچل کے رہے دلمین حسرت ارمان / ابھر ابھر کے دبا دلمین ولولہ دلکا

شباب آنے نہ پایا تھا کہ موت آئی
مٹا ہے عین جوانی مین ولولہ دلکا

الٰہی آئے اجل گر کسی پہ دل آئے
رہے نہ دل ہی بغل مین نہ حوصلہ دلکا

رہی سہی بھی گلے کر کے بات کہہ بیٹھے
الٰہی خاک مین مل جائے ولولہ دلکا

تمہین تو ہمسے عداوت نبھائی جاتی ہے
نہ توڑنا تمہارا مری جان سلسلہ دل کا

تڑپ تڑپ کے کٹا دن پھڑک پھڑک کے رات
یہی ہے اب تو شب و روز مشغلہ دل کا

متاع صبر لٹی ہے دھڑی دھڑی کر کے
نگاہ ناز نے لوٹا ہے قافلہ دلکا

ہجوم حسرت و امید لو خدا حافظ
عدم کی راہ کو جاتا ہے قافلہ دلکا

بلائین وہ مجھے گھر اپنے یا اجل آئے
بلا سے طے ہو کسی طرح مرحلہ دلکا

تمہین تو صحبت اغیار سے نہین فرصت
نکال لین گے کہین ہم بھی مشغلہ دلکا

ظہیر فائدہ کیا ہو گیا جو ہونا تھا
خدا کو مان کہین چھوڑ بھی گلہ دل کا

سخت دشوار ہے پہلو مین بچانا دل کا
کچھہ نگاہون سے برستا ہے چرانا دلکا

ہمسے پوچھے کوئی پوچھے تو حقیقت دلکی
تمسے سیکھے کوئی سیکھے تو ستانا دل کا

حشر آیا غضب آیا کہ طبیعت آئی
زہر ہے قہر ہے آفت ہے لگانا دل کا

ہائے دل اور دل زار کے ہمسے برتاؤ
اور پھر تمسے دل آزار پہ آنا دل کا

شمع سے زینت محفل ہے نہ پروانے سے
تمکو منظور ہے ہر طرح جلانا دل کا

ناصحو زلف کے الجھاو برے ہوتے ہین
کچھہ ہنسی کھیل سمجھتے ہو چھڑانا دل کا

اب تو یہ دل مین ٹھنی ہے کہ کہے جائین کچھہ کچھہ
وہ سنین یا نہ سنین حال سنانا دل کا

مفت بدنام ہوئے رنج اوٹھایا بے سود
تمنے ابتک بھی تو کچھہ حال نہ جانا دل کا

کہتی رہتی تہی سراسیمگی دل کچہہ کچہہ
سوجہتا تہا ہمین پہلی ہی سے جانا دلکا

شمع کی طرح سے جلتے ہین جلانیکے لئے
سہل ہے کہیل ہے کٹھا ہی جلانا دلکا

قہر ڈہایے ترے اظہار تمنا نے ظہیر
حال کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دلکا

نہین شرمندۂ یکتا رہی دامن اپنا
سر خجالت سے فرو ہے تہ گردن اپنا

رخت تن بہی ہے بُری جال ہین دشمن اپنا
نہو آتار نفس رشتۂ سوزن اپنا

فتنہ و شر سے پر آوازہ ہی یہ گنبد چرخ
کون سنتا ہے بس اس شور مین شیون اپنا

ہم وہ حرمان زدہ دشت طلب ہین کہ مدام
اپنی شمشیر سے پی کرتے ہین توسن اپنا

یہ چمن وہ ہے کہ جسکو نہین آسیب خزان
خانہ باغ دل پر داغ ہے گلشن اپنا

بخت ناکام سے پہلے ہی گری برق بلا
لب تک آیا نہ کبہی دانۂ خرمن اپنا

چرخ بیمہر نے ایسا ہمین برباد کیا
کر رہا دوش صبا پر ہی نشیمن اپنا

سر یہ احسان رہا بیسرو سامانی کا
خار صحرا سے نہ الجہا کبہی دامن اپنا

عمر بہر مجہہ سے طلبگار خورد پوش رہا
نفس امارہ ہی کمبخت ہے دشمن اپنا

بیوفا ہا ہی ہوئی جاتی تنکے کپڑے
رخت پوشش ہی چہڑانی لگی دامن اپنا

رخت عریانی تن کا ہے بدن پر ملبوس
خرقۂ گرد ہوا پیرہن تن اپنا

تار باقی نہ رہا جسم پہ اب بہر کفن
اس سے بہتر ہے کہ تن پوش ہو مدفن اپنا

کون ہوتا ہے برے وقت کسی کا دمساز
اب گریبان ہی نہ اپنا ہے نہ دامن اپنا

چاک دوزی سے نہین ایک گہڑی کی فرصت
پارہ دوزون کو کہا چاہیے ہم فن اپنا

کاش ہوجائے وہی پوشش عریانی تن
آب گریہ ہی چڑہے تا سر و گردن اپنا

ہین بہمہ وختہ اس طرح قبا کے ٹکڑے — تن رنجور ہے گویا پس چلون اپنا

آستین کا ہے بدن پر نہ گریبان کا لگاؤ — ایسا خس پوش نفس ہی قفس تن اپنا

آشناؤن نے دیا ہے ہمین دنیا مین جواب — دیکھیے حال ہو کیا کچھ پس مردن اپنا

دھوپ مین کو ہے تو ہی شکوۂ تدبیر تن — اس سے بہتر ہے کہ ویرانہ ہو مسکن اپنا

ای ظہیر آؤ چلین سوے درخان حمید

وہی ملجا ہے ہمارا وہی مامن اپنا

نصیحتگر جو دل لگایا تو ہوتا — کبھی خنجر عشق کھایا تو ہوتا

رقیبون سے کھنچکر دکھایا تو ہوتا — ذرا جذب دل آزمایا تو ہوتا

ستمگر یہ دھبا مٹایا تو ہوتا — جنازے پہ کشتے کے آیا تو ہوتا

نہ آتا کہ آتا شکایت نہ رہتی — مجھے انجمن مین بلایا تو ہوتا

نہ مانو لگا ناصح کہ دل پر ہی قابو — لگا کر کسی سے دکھایا تو ہوتا

یہ مانا عدو پر ہے میلان خاطر — کوئی روز اوسکو ستایا تو ہوتا

مزے تلخکامی کے کیا جانے ناصح — کسی پر کبھی زہر کھایا تو ہوتا

ستم گو نہ کرتے ادای ستم سے — کبھی غیر کو آزمایا تو ہوتا

گلے ہم نہ کرتے تجمل تم نہ ہوتے — عنایت کے بدلے ستایا تو ہوتا

نہ آتے تو خنجر ہی وہ بھیج دیتے — کہ ہمنے گلے سے لگایا تو ہوتا

غم یار تھا زہر قاتل نہین تھا — کبھی مدعی تو نے کھایا تو ہوتا

کمر سے عبث تم لگاتے ہو خنجر — ہمارے گلے سے ملایا تو ہوتا

یہ مانا عنایت کے شایان ہین دشمن — ہمین تو نے ظالم ستایا تو ہوتا

فریبِ اشکباری کو لیتی تھی پیچھے
مجھے تمنے پہلے ہنسایا تو ہوتا

یہ جو کہ خط مین شکایت نہ لکھی
کہ دشمن نے اونکو سنایا تو ہوتا

مری سخت جانی کو شکوہ بجا ہے
کبھی دستِ نازک اوٹھایا تو ہوتا

بہت جان دینے کو بیٹھے ہین دشمن
ارے بیوفا آزمایا تو ہوتا

دل آزاریون کی تمہین قدر ہوتی
کبھی نازِ دشمن اوٹھایا تو ہوتا

ظہیر آج دعوا ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اون کو سنایا تو ہوتا

ہمکو اونکی نگاہ نے مارا
یا دلِ روسیاہ نے مارا

کیا وہ فردای حشر ہے فردا
وعدۂ صبحگاہ نے مارا

داورِ حشر کی حضوری ہے
ہای شرمِ گناہ نے مارا

اغنیا حرص مین فقیر ہے ہے
خواہشِ عز و جاہ نے مارا

ہے نگہ پر گمان مہر و عتاب
اور اس اشتباہ نے مارا

نہین معلوم کیا وہ مقصود
اختلافاتِ راہ نے مارا

جس سے پوچھو جدا بتاویگا
شہرِ جلوہ گاہ نے مارا

کوئی پوچھیگا جب تو کہدینگے
ہمکو اس شک باہ نے مارا

وہی قاتل وہی ہے فریاد
اس دلِ دادخواہ نے مارا

مر گئے کیون نہ صبحِ وصلِ عدو
ہائے روزِ سیاہ نے مارا

ہمکو مارا ہے رشکِ دشمن نے
اور اوبھی تیری چاہ نے مارا

گرمجوشی ہے وان عدو سے ظہیر
سردمہری آہ نے مارا

تو دل میں سمجھتا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا
میرا یہ تقاضا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

یہ شکوہ بھلا کیا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا
بیداد پہ یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

یہ جسکو گوارا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا
کچھہ تو سبب ایسا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

اسباب یہ بھولا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا
بس بس یہی اچھا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

رنجش کا مزا جب ہی کہ قائل مجھی کر دو
اور اسکی دوا کیا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

وعدے کا بھروسا ہے نہ کافر کی زبان کا
کہہ کہہ کے مکرتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سو شور سے بڑھکر ہی مری ایک خموشی
لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

ہاں دیکھہ تو دشمن مجھے کیا کچھہ نہیں کہتے
تو کیا نہیں سنتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

کیا کچھہ نہیں کہتا ہے وہ بدخو مجھے اور پر
اک اک کو جتاتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

شکوہ ترے طعنوں کا نہ غیروں کی زبان کا
رونا مجھے اسکا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سنتا ہوں تمہاری ہی رقیبوں کی بھی سب کچھہ
کیا جانے مجھی کیا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سب کچھہ تو کہا چشم غضبناک سے اور پھر
کہنے کو یہ کہتا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

غیروں کا تو کیا مونہہ ہی کہ کچھہ مونہہ سے نکالیں
یہ شعبدہ تیرا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

کیا پوچھتا ہے مجھسے مری وجہ خموشی
وہ آنکھہ سے دیکھا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

تمکو تو غرض کیا ہی کہ تم چھیڑ کے پوچھو
نقصان یہ میرا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

سننا ہی سننا ہے کہ سنتا ہوں تمہاری
کہنا ہی کہنا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

کچھہ بات تو ایسی ہے کہ پردہ ہی گر نہ
کیا میری تمنا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

میں چپ ہوں تو کہتا ہی کہ مطلب کی کہو کچھہ
کہتا ہوں تو کہتا ہے کہ میں کچھہ نہیں کہتا

یہ شکوہ کروں کیونکہ وہ کافر نہیں سنتا
کچھہ حال ہی ایسا ہی کہ میں کچھہ نہیں کہتا

جو مجھہ کو سناتا ہے بھلا غیر تو سن لے
پہر اوسکو بھروسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شہرت ہے زمانہ مین ظہیر اپنے سخن کی
اور مین نے یہ سمجھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

بے شاہد و مے واعظ ضائع ہو شباب ایسا
درکار نہین مشفق بندون کو ثواب ایسا

سنتے تھے محبت مین ہوتی ہین برے جلسے
ہم یہ نسمجھتے تھے ہوتا ہے عذاب ایسا

اظہار تمنا پر آئینہ دکہاتے ہین
ہرگز نہ سنا ہوگا معقول جواب ایسا

ڈھونڈو تو نپا اپنا پاؤ نہ عدم تک بھی
دشمن بھی نہو یارب برباد و خراب ایسا

ہان تو بھی بتا زاہد موہوم امیدون کی
کھوتا ہے کوئی انسان بے لطف شباب ایسا

تو وہ بھی یہ کہتے ہین کچھہ تجھکو نہین غیرت
کرتے ہین محبت مین ہین خانہ خراب ایسا

تھا چین نہ بے دیکھے اب شکل سے نفرت ہے
یا لطف و کرم اتنا یا قہر و عتاب ایسا

ہر گام پہ لغزش ہے ہر بات مین رنجش ہے
آتا ہے کہین سے وہ بدمست شراب ایسا

رفتار سے حشر اوٹھا دیکھا نہ نظر بھر کے
انداز مین یہ شوخی آنکھون مین حجاب ایسا

وہ عرض مطالب پر کہتے ہین بیامی سے
کیا دیکھہ کے اوٹھے ہین وہ رات کو خواب ایسا

ظاہر ہے نگاہون سے روداد شبینہ سب
آنکھون مین سمایا ہے بیدید کی خواب ایسا

اے میر ظہیر اب کچھہ حضرت کی کھلے ہین گل
واللہ نہ سمجھے تھے ہم تمکو جناب ایسا

کچھہ وان کا یہان رنگ جمایا نہین جاتا
صد حیف کہ دل یان سے چھڑایا نہین جاتا

ہین ہوش مین اور ہوش مین آیا نہین جاتا
دل راہ پہ لاتے ہین تو لایا نہین جاتا

کچھہ درد معاصی کی دوا ہو نہین سکتی
ہمدرد سے یہ درد بٹایا نہین جاتا

کچھ ایسے گرانبار ندامت ہین کہ جا بے / اوٹھتا ہے قدم اور اوٹھایا نہین جاتا
کیا تاب کہ اک گام ہو طی مرحلۂ شوق / جبتک کہ اودھر ہی سے بلایا نہین جاتا
جاتا ہے کہان سوجھی ہی کسکی حضوری / موںھ اپنے کو اپنا ہی دکھایا نہین جاتا
کیا کام ادھر سے اونہین پہونچے جو اودھر کو / آتے ہین ادھر کو تو پھر آیا نہین جاتا
بڑھتی ہین ادھر ہی کو سرکتی ہین اودھر جب / دل خاک پڑے ہے یا دن بڑھایا نہین جاتا
کیا کثرت پندار ہے کیا غفلت و نخوت / اپنے مین کچھ اپنے سے سمایا نہین جاتا
یہ داغ معاصی نہین چھپتا نہین چھپتا / ہر چند چھپاتے ہین چھپایا نہین جاتا
افسوس کہ ہر پانو بڑھائی نہین بڑھتے / اور حوصلۂ جرم گھٹایا نہین جاتا
کہتی ہے ندامت کہ سما جائین زمین مین / افسوس کہ خود مین بھی سمایا نہین جاتا
کیا روک لگا جان کو دنیائے دنی کا / دل اور طرف ہائے لگایا نہین جاتا
بے سود ہے اب عمر گذشتہ کا تاسف / ہیہات گیا وقت پھر آیا نہین جاتا
جاتے رہے دنیا سے ہی دنیا طلبی مین / کھوئے گئے ایسے کہین پایا نہین جاتا
ملنے سے ظہیر اب کف افسوس کے کیا ہو / بگڑا ہے وہ نقشہ کہ بنایا نہین جاتا

خدا جانے فتنے اوٹھاؤگے کیا کیا / دکھایا ہے کیا کچھ دکھاؤگے کیا کیا
نگاہون سے اوڑ اوڑ کے جاؤگے کیا کیا / ابھی تو مجھے تم اوڑاؤگے کیا کیا
وصال عدو اور عذر تجاہل / یہ نشتر یہ نشتر لگاؤگے کیا کیا
یہ چھپ چھپ کے جلوے دکھاؤگے کبتک / یہ ہر بار بن بن کے آؤگے کیا کیا
نگہ مین حیا ہے حیا مین ہے شوخی / ستم پردے پردے مین ڈھاؤگے کیا کیا
سبب تیوری نظرون کا کہیے تو کہدو / ابھی سیدھی سیدھی سناؤگے کیا کیا

مری حسرتون کو مرے شہر تون کو
مٹا کر مجھے تم مٹاؤ گے کیا کیا

خدا کے لیے مجھ سے عدو ہی کو سمجھے
نظر کی طرح جی چرا ؤ گے کیا کیا

نگاہین ادائین کہ پیمانِ دشمن
چھپانے کو مجھ سے چھپاؤ گے کیا کیا

مرا سر ہے فتنے ہین نقشِ قدم ہے
سرِ رہ گذر سے مٹاؤ گے کیا کیا

مرا دل ہے پروانے ہین شمعِ محفل
تم اس انجمن مین جلاؤ گے کیا کیا

رقیبون کی ہے چاندنی چار دن کی
میرے گھر اندھیرے مین آؤ گی کیا کیا

یہ کس کس سے شب کو اشارے ہوئے تھے
جتانے کو آنکھین جھکاؤ گے کیا کیا

یہی کھیل کھیلا کیے زندگی بھر
مری جان مجھے آزماؤ گے کیا کیا

ستم کے لیے تمکو حیلے بہت ہین
مجھے تہمتین تم لگاؤ گے کیا کیا

تلافی بھی ہوگی تو کس کس کی ہوگی
مرے دل سہی ہے مٹاؤ گی کیا کیا

برا کہہ چکے گالیان دے چکے تم
بس اب اور ہم کو سناؤ گے کیا کیا

ظہیر اور دے دے کے طعنے نہ چھیڑو
ستائے ہوؤن کو ستاؤ گے کیا کیا

رشک مجھے نہ دیا بات کو چلنے نہ دیا
کوئی پہلو مرے مطلب کا نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے کبھی ڈھنگ سے چلنے نہ دیا
اور ڈر کے اپنے سے فرشتے کو نکلنے نہ دیا

کچھ سہارا بھی ہمین روزِ ازل نے نہ دیا
دل بدلنے نہ دیا بخت بدلنے نہ دیا

کوئی ارمان تری جلوون نے نکلنے نہ دیا
ہوش آنے نہ دیا غش سے سنبھلنے نہ دیا

چاہتے تھے کہ پیامی کو بتا دین تیرا
رشک نے نام ترا مونھ سے نکلنے نہ دیا

صبر تجھ پہ مری وحشت کا پڑیگا ناصح
پانو ٹرہنے نہ دیا ہاتھ کو چلنے نہ دیا

وہم تہا یہ خط تقدیر مٹا ہے کہین — بدگمان نے مجھے سر پانو سے ملنے نہ دیا

دل بیتاب یہ کیون دست حنائی رکہا — ہاتہ دو ہاتہ بہی سینے مین اچہلنے نہ دیا

بدگمانی کا ٹہکانا ہے کہ اوس کافر نے — عطر کیسا ہے مجھے ہاتہونکو بہی ملنے نہ دیا

ہائے رے گرمی ہنگامہ ستمگر تیری — رنگ محفل کبہی محفل مین بدلنے نہ دیا

ہمنشین برہمی طالع ناساز تو دیکہ — دور گردونکو کبہی رنگ بدلنے نہ دیا

شمع رومین نے کہا تہا مری ضد سے اوسے — شمع کو بزم مین اپنی کبہی جلنے نہ دیا

شکوہ کیا کیا تہی مرے دلمین مگر خیر ہوی — تلخکامی نے مجھے زہر اوگلنے نہ دیا

کوچہ غیر مین ای رشک تجہے آگ لگی — مدعی تو نے ہمین ضد سے مچلنے نہ دیا

ناتوانی کا برے وقت مین احسان ہا — کہ گرا کر در جانان سے سنبہلنے نہ دیا

تو تہو دل مین ستمگار ترا نام تو ہی — یہ سمجہ کر ترے پیکان کو نکلنے نہ دیا

ہی وہ بیگانہ روش ہمت دشوار پسند — ساتہ اپنے کبہی سایہ کو بہی چلنے نہ دیا

چاہتے تہے کہ لکہین کوئی غزل اور ظہیر
قافیہ ہمکو طبیعت نے بدلنے نہ دیا

شوق نے دل سے تصور کو نکلنے نہ دیا — گھر سے مہمان کو مہمان نے ٹلنے نہ دیا

جذبہ شوق نے ارمان نکلنے نہ دیا — پیتر ابہی مرے قاتل کو بدلنے نہ دیا

شاخ سے غنچہ گل غنچہ سے نکلی ہے شمیم — ای غم یار تجہے ہمنے نکلنے نہ دیا

جوش وحشت نے او بہار تو خرد نے روکا — ہر قدم باد بہاری نے سنبہلنے نہ دیا

بزم دشمن مین مجھے زیر نظر کیون رکہا — کوئی ارمان نہ تہا مین کہ نکلنے نہ دیا

لاکی ہستی سے عدم مین مجہی تنہا چہوڑا — دو قدم بہی تو مرا ساتہ اجل نے نہ دیا

زور کچھ بہی تمپر نہ چلا کچھہ تو تمہارے بدلے
ہمنے گہر سے شب ہجر انکو نکلنے نہ دیا

کوئی ایسا نہ چمن یان نظر آیا ہمکو
کہ جہان داغِ الم ہہوٹ لینے پہلنے نہ دیا

سرمگین چشم نے مارا ابہی کس لطف کی ساتہہ
حرف تک بہی تو مری مونہہ سی نکلنے نہ دیا

وہ بہلا ساتہہ جنازے کے چلیگا تو یہ
جسنے خنجر بہی مری حلق پہ چلنے نہ دیا

سُن چکا تہا جو مری حسرتِ پابوس کو وہ
نامۂ شوق مرا پانو سے ملنے نہ دیا

ضد تو مجہسے ہی تمہین وہ مرا ارمان تو نہ تہا
تمنے کیون غیر کو محفل سے نکلنے نہ دیا

طرزِ مومن سے نہ آگاہ تہی جبتک کہ ضمیر
سچ تو یہ ہے کہ کبہی رنگ غزل نے نہ دیا

خوب ہوتا اگر خدا سے مین نہ الفت مانگتا
دل بتون کا مانگتا دشمن کی قسمت مانگتا

آسمان سے خاک مین برگشتہ قسمت مانگتا
درہمِ داغِ جگر ملتے جو دولت مانگتا

حسب خواہش گر خدا دیتا تو انسانِ حریص
حشر تک ہر شے یونہین نوبت بنوبت مانگتا

حورِ جنت بہی اگر ملتی تو مین اللہ سے
تیرا کوچہ مانگتا تیری سی صورت مانگتا

آسمان اولٹا ہے تو برعکس ہین سب کاروبار
اس سے بہتر تہا کہ مین رنج و مصیبت مانگتا

جسقدر ثروت بڑہی اوتنی بڑہی حرص و ہوا
خوب تہا انسان اگر صبر و قناعت مانگتا

فقر و فاقہ ہے نصیبِ زاہد سالوس مین
ان نصیبون پر ہے ظالم حورِ جنت مانگتا

گر کہین ملتی تو اسپے مہربان کیواسطے
کچھہ مروت مانگتا ہین کچہہ محبت مانگتا

دیکہتا کیا کچھہ نہین زاہد اگر مردِ خدا
حورِ جنت کے عوض چشمِ بصیرت مانگتا

سُن چکا ہون عیشِ دنیا ہے عدو کیواسطے
پہر دلِ رشک آفرین کیا خاک راحت مانگتا

بخت یاور یار ہمدم آسمان یارِ رقیب
اس سے بڑہکر اور کیا خاکِ مذلت مانگتا

اے ظہیر اب کچھ نہین خواہش مگر اسقدر
چشم بینا مانگتا ہون کنج حیرت مانگتا

کہتے ہو کہ مین تجہہ سے تکلف نہین کرتا / یہ کون ہے جو آگے توقف نہین کرتا

اے رشک قمر جسنے تجھے خواب مین دیکھا / وہ میل خریداریِ یوسف نہین کرتا

دوزخ مجھے منظور ہے اغیار کی ضد سے / جنت ترا کوچہ ہو تو مین تف نہین کرتا

تو وہ ہے ستا کر بھی پشیمان نہین ہوتا / مین وہ ہون کہ جلکر بھی کبھی اُف نہین کرتا

وہ پوچھتے ہین حال دل خون شدہ مجھسے / اور نالۂ بیتاب توقف نہین کرتا

قاصد ہے پھر آخر کو فرشتہ تو نہین ہے / کس طرح سے کہہ دون کہ تصرف نہین کرتا

آتا ہے مرے حال پہ دشمن کو ترحم / یہ ناصح بے درد مگر اُف نہین کرتا

ڈرتا ہے کہ آجاے نہ آنکھون مین مروت / شوخی سے وہ اقرار تعارف نہین کرتا

پھر کیون ہون خطاوار کہ جو آپ نے لکھا / مین اوس سے سر مو بھی تخالف نہین کرتا

جو مجھپہ گذرتی ہے وہی میرا بیان ہے / مین تیری قسم اسمین تصرف نہین کرتا

کیا شک ہے ظہیر اسمین جو فرما گئے اوستاد
آرام سے ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

کچھ شکوے گلے ہوتے کچھ طیش سوا ہوتا / قسمت مین نہ ملنا تہا ملتے بھی تو کیا ہوتا

خط اوسکو لکہا ہوتا مانا کہ خفا ہوتا / ہوتا تو یونہین پر قسمت کا لکہا ہوتا

دل کی تو نکل جاتی گو حق مین برا ہوتا / کچھ تمنے کہا ہوتا کچھ ہمسے سنا ہوتا

امید نہ بر آتی حسرت تو نہ رہ جاتی / ہوتا تو خفا ہوتا شکوہ تو کیا ہوتا

جاتے تو قلق ہوتا آتے تو خفا ہوتے / ہم جاتے تو کیا ہوتا وہ آتے تو کیا ہوتا

شکوون کا گلہ کیا ہے انصاف تو کر ظالم
کیا کچھ نہ کیا ہوتا گر تو مری جا ہوتا

گر صلح ٹھہر جاتی سو فتنے اوٹھے ہوتے
اچھا ہے نہ ملنا ہی ملتے تو برا ہوتا

کہتے بھی تو کیا کہتے ہم داورِ محشر سے
گر تیرا گلہ ہوتا تجھسے ہی کیا ہوتا

اس جور و ستم پر تو ہے پیار چلا آتا
گر مہر و وفا ہوتی کیا قہر خدا ہوتا

ارمان رہا دل مین پامال تو ہوتا تھا
جو ہم پہ ستم ہوتا تیری ہی ادا ہوتا

یہ پاس تمھارا ہے اغیار و فلک کیسے
ہم آگ لگا دیتے گر دل نہ لگا ہوتا

ناکام تمنا ہین اتنا بھی غنیمت ہے
جتنی کہ خوشی ہوتی رنج اور سوا ہوتا

گر یون بھی وفا ہوتی تھوڑی سی قیامت تھی
بیجا بھی اگر کہتے کہنے کو بجا ہوتا

کہتا تھا بجا ناصح کیون تمسے بری ہوتے
سچ ہے کہ طبیعت کا آنا ہے برا ہوتا

لکھا تھا مقدر مین اندوہ و الم ناصح
مین کیون نہ حسینون کا پامالِ جفا ہوتا

معلوم ہوا ضد سے کچھ دل مین کدورت ہے
گر بندِ قبا کھلتے عقدہ نہ یہ وا ہوتا

بیدید ہوا جیسے ہو یان قہر مروت تھی
جو وعدہ یہان ہوتا دشمن سی وفا ہوتا

تھوڑے سے بگڑنے مین یان کام سنورتا تھا
تم مجھ سے خفا ہوتے مین دم سی خفا ہوتا

ہے لطف تغافل مین یا جی کی جلاتین
وعدہ تو کیا ہوتا گو وہ نہ وفا ہوتا

ملتا تھا تمھین ضد سی گر مجھسے عداوت تھی
دشمن کو حسد مجھ سے کچھ اور سوا ہوتا

سوچو تو ظہیر آخر وہ جور تو کرتا ہے
مین اوس سے گلہ کرکے محروم جفا ہوتا

ظلم سہنا بڑا جدائی کا
ہے برا کام آشنائی کا

وعدہ اک اک سے رونمائی کا
اور دعوی ہے پارسائی کا

دست وحشت وہان ادہہنا تہا
تہا اگر شوق ہاتہا پائی کا

تہی سر راہ میکدہ مسجد
رہ گیا پردہ پارسائی کا

رشک عاشق کو بوالہوس کو وصال
پوچہنا کیا تری خدائی کا

گر نہوا ایک روز روز جزا
کیا ٹہکانا شب جدائی کا

سادگی مین ہے بانکپن کی نوک
ہاے انداز کج ادائی کا

ولولے تہے ہوای گل کی ساتہہ
نہ رہا وقت اب رہائی کا

قید خانہ ہے زندگانی ہجر
ہے مزہ موت مین رہائی کا

تہا اگر پاس نام و ننگ ظہیر
کیون لیا نام آشنائی کا

وقت ہے جرأت آزمائی کا
سامنا ہے شب جدائی کا

گر بناتا نہ دن جدائی کا
کیا بگڑتا تری خدائی کا

دل لگا نیکی تہی خوشی کل تک
آج رونا ہے جگ ہنسائی کا

کوئی عاشق بنا کوئی معشوق
ہو لیا خاتمہ خدائی کا

جنگجو ہو تو آکے مل جاؤ
صلح مین لطف ہے لڑائی کا

غیر کو باوفا بتاتے ہو
کیا ٹہکانا ہے بیوفائی کا

وہ وہ راہے مین لا کی چہوڑ گئے
تہا گمان جن پہ رہنمائی کا

وان شکایت ہے بیقراری کی
کیا گلہ صبر آزمائی کا

دل بہی پہلو سی خوف کرتا ہے
کیا برا وقت ہے جدائی کا

عقل درماندہ ہمنشین ناصح
کوئی پہلو نہین رسائی کا

دولتِ فقر کم نہین ہے ظہیر
چھوڑ دو حرفِ مسیحائی کا

اوس لئے گلے وہ کرتے ہین احسان تو گیا
رنجش کی فکر ہے مجھے ارمان تو گیا

کہتا ہے بیوفا مجھے احسان تو گیا
مین جان سے گیا تری قربان ہو گیا

رہنے دے تکیہ مین نہ چھیڑ اے خدا پرست
جاتا رہون نہ کفر سے ایمان تو گیا

فقرہ سہی فریب سہی وعدۂ وصال
ایمان کی تو یہ ہے کہ مین مان تو گیا

کیا جانے کیا سمجھ کے وہ خاموش ہو رہا
مجھکو لباس غیر مین پہچان تو گیا

ایسے تنک مزاج کو اپنا بنا لیا
حق تو یہ ہے کہ وہ بھی ہمین مان تو گیا

فقرا ہو یا دعا ہو ہمین اس سے مدعا
حسنِ طلب مین غیر کو فرمان تو گیا

سو جان ایسی مرگ خوش انجام پر نثار
اپنا وہ جان نثار مجھے جان تو گیا

مرنا تہا ایک روز ہمین تمپہ مر مٹے
اچھا ہوا کہ مرگ کا ارمان تو گیا

اسکا گلہ نہین مجھے اوسنے برا کہا
یہ تو ہوا کہ وہ مجھے پہچان تو گیا

ساقی نہ جامِ مے نہ مغنی نہ بادہ خوار
اب کیا دھرا ہے بزم مین سامان تو گیا

گو مجھکو کچھہ کہا نہ حجابِ رقیب سے
کافر نگاہِ شوق کو پہچان تو گیا

آخر نہ تمنے ہاتھہ سے کھویا ظہیر کو
محفل مین خاک اوڑتی ہے انسان تو گیا

برائی مین تو کیا کچھہ آدمی سے ہو نہین سکتا
کسی کی کچھہ مگر نیکی بدی سے ہو نہین سکتا

اگر چاہے تو کیا کچھہ آدمی سے ہو نہین سکتا
مگر ہان صبر الفت مین کسی سے ہو نہین سکتا

وہ خود اسکی طرح آئین دل بیتاب گر مانے
قیامت ہے کہ پاسِ مدعی سے ہو نہین سکتا

جفاؤن پر وفا کرنی بڑے مردون کی باتین ہین
سنا ہے چار دن تمسے کسی سے ہو نہین سکتا

تمہارا کیا ہے تم تو قطع الفت کر چکے ہمسے
تمہین ہم چھوڑ دین یہ ہمچی سی ہو نہین سکتا

مجھی کو ضبط کرنیکو بتے ہین سب نصیحت گر
اوسے سمجھائیے جا کر یہ کسی سے ہو نہین سکتا

بسر کیتک کرے کوئی امیدون ہی امیدون مین
اگر ہو آدمی بے زندگی سے ہو نہین سکتا

خدا سر پر ہے تو کیا غم ہے تم بھی دیکھ لو پھر کر
کسی کا کچھہ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا

لیے قول و قسم اوس بیوفا سے اور پشیمان ہون
وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی بات تو ہے اور ورنہ وہ کسی کا بھی
وہ خوش ہے عاجزی سے بندگی سے ہو نہین سکتا

جتاتی سوز دل ہے شمع محفل بے زبانی پر
فغان سے جو ہو وہ کیا خامشی سے ہو نہین سکتا

وہ ملجائین کہ دل پھر جائے یہ ممکن نہ وہ ممکن
اونہین الزام کیا دون جب مجھی سے ہو نہین سکتا

مجھے دیتے ہین طعنے صبر پر وہ کس قیامت کے
اوسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

وہ یون بیٹھے رہین بزم عدو مین اور مین دیکھون
الٰہی کیا کرون کچھہ بیکسی سے ہو نہین سکتا

زبان کھلوائی یہ کہکر جواب شکوہ کیا دوگے
تکلم آشنا لب نازکی سے ہو نہین سکتا

چھپائی سے چھپے راز محبت سخت مشکل ہے
تری شوخی سے میری خامشی سے ہو نہین سکتا

مری بیتابیون پر وہ خفا ہو ہو کے کہتے ہین
وہ کب ہوتا ہے آگے جو ابھی سے ہو نہین سکتا

بھلا دلبر کسی کے کچھہ کسی کا زور چلتا ہے
نہ بولو تم تو دیکھین مدعی سے ہو نہین سکتا

ظہیر اوس بیوفا سے آج کر گذرون وہی کی سی
مگر مجبور ہون یہ عاشقی سے ہو نہین سکتا

ضرور اس دل بیتاب کو قرار آیا
کہا حضور نے بندے کو اعتبار آیا

خدا کے سامنے جب وہ ستم شعار آیا
پکارتا ہے مجھے محشر سر مزار آیا

عجب ادا سے وہ آشوبِ روزگار آیا
کہ خفتگانِ لحد کو نہ پھر قرار آیا

کبھی خوشی سے نہ لیکر پیامِ یار آیا
قرار بنکے گیا جو وہ بیقرار آیا

خوشی سے رنج سے اپنی تو مین گذار آیا
وہ آپ اپنی نبیڑینگی جنکا وار آیا

بس ابتو آہی دلِ مضطرب تجھے قرار آیا
کہ آج بزم سے دشمن بھی اشکبار آیا

ابھی نہ فتنۂ اعدا سے چین پایا تھا
کہ حشر مجھکو ستانے سرِ مزار آیا

وہ مجھسے کہتے ہین کمبخت ابتو سو رہیے
ترا کہا تو کیا لے تجھے قرار آیا

یہ فکر ہے نہ گلے سے اوسے لگایا ہو
رقیب پر مجھے کیون بار بار پیار آیا

وہ تم کہ ذکر پہ میرے بگڑ گیے اوس سے
وہ مین کہ غیر کی حالت پہ مجھکو پیار آیا

اوسی کو مین نے بنایا ہے طرۂ دستار
اولجھہ کے گر مرے دامن مین کوئی خار آیا

رہی سہی بھی امیدین جواب دے بیٹھین
رقیب مجھسے سوا ہو کے شرمسار آیا

نفس نفس مین ہی یاس و آرزو کی خلش
امید دل سے گئی وردِ انتظار آیا

غرض تھی کیا اونہین آنے سے میری میت پر
ستا گیے مجھے اولٹا اگر قرار آیا

خدا بھی چاہتا ہی اوسکو جسکو تم چاہو
تمہارے نام سے دشمن پہ مجھکو پیار آیا

بہت ظہیر کو ہم یاد کرکے وان روئے
کہین جو ذکرِ حریفانِ بادہ خوار آیا

اضطرابِ دل نے کیا سینہ مین خنجر رکھدیا
ہاتھہ جب دل سے اوٹھایا ہی اوٹھا کر رکھدیا

سخت جانی سے مری قاتل نے خنجر رکھدیا
مین نے دل رکھنے کو اوسکی پاؤن پر سر رکھدیا

وائے قسمت سر کو ہمنے جب قدم پر رکھدیا
ہاتھہ سے بیدادگر نے ہا ہی خنجر رکھہ دیا

تمنے سنگِ آستان گھر مین اوٹھا کر رکھہ دیا
بندگی سے باز مجھہ کو بندہ پرور رکھدیا

نامہ بر نے جب پڑھا خط کا لفافہ سر بسر
ہاتھ سے چھوڑا کہدیا کاغذ نہ سے بستر رکھدیا

گر شب ہجران کٹتی عمر کے دن کاٹتے
کیون نہ آگ خنجر کسی نے زیر بستر رکھدیا

ہمدمون کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر پڑے
تجہ پہ در دہلیز کا اوسکے نہ پتہر رکھ دیا

اسد اسد بدگمانی شکوہای غیر کی
حال دل سے کہہ نہ پایا ہاتھ مونہہ پر رکھدیا

دیکھی تقدیر پہلے ہی جواب خط سے تھے
بار ہا خط اونکو لکھا اور لکھہ کر رکھ دیا

ذلتین منظور تہین پہر بھی تو کو غیر مین
کیون نہ اپنے آستان کا تمنے پتہر رکھدیا

نامۂ دشمن سے کچھہ اوٹھتی ہے دلمین گدگدی
کچھہ تو ہے جو چپکے چپکے اوسنے پڑھکر رکھدیا

ایسے فقرے سے تو بہت سی باتیں کرتے رہتے ہین آپ
دل تو اپنا پہر گیا الزام مجہپر رکھ دیا

وہ صفائی رخ پہ عشق ہین یان جلا بی لینا ز
آینہ سے آینہ سینہ ملا کر رکھ دیا

شب ظہیر خستہ کو کیا جانے کیا یاد آگیا
سر اوٹھایا اور بالین پر اوٹھا کر رکھ دیا

دیکھنا ذوق اسیری بلبل ناشاد کا
آشیان مین خار وخس ہے خانۂ صیاد کا

واہ کیا کہنا ہے قاتل ناوک بیداد کا
ہے لب ہر زخم پر نغمہ مبارکباد کا

ہے زمین سے آسمان تک شور اک فریاد کا
سننے والا کون ہے یارب مری روداد کا

دادخواہون کو مزہ آجائیگا فریاد کا
چھڑ گیا گر حشر مین قصہ تری بیداد کا

کاٹنا ہے بیستون کا زندگانی ہجر کی
یہ ہمارا کام ہے وہ کام تھا فرہاد کا

داور محشر سے ہم کیا جانے کیا کہنے کو ہین
وہم بیجا ہے تمہین کیون شکوۂ بیداد کا

تم ذرا چل پھر کے کر دو فیصلہ گلزار مین
ہے بہت مدت سے جھگڑا سرو سے شمشاد کا

تمکو بخشی تھی خدا نے گر نگاہ رخنہ ساز
تجکو دیتا تھا محبت مین جگر فولاد کا

ذبح کرتا ہے خیالِ رنجشِ بازو مجھے
دستِ نازک تھام لے کوئی مرے جلاد کا

ہے ابھی آغازِ الفت اور دل میں غم نہیں
دیکھیے انجام کیا ہو اس بری افتاد کا

فصلِ گل اور تذکرہ گلچین کا پیشِ عندلیب
ہے تیار تنگِ ستم صیاد ظلم ایجاد کا

ہم نہیں اپنے میں جب بھی تم ہمارے دل میں ہو
خود فراموشی اثر ہے کیا تمہاری یاد کا

وان تغافل روز افزون اضطرابِ شوق یان
اب قدم جمتا ہے مشکل صبرِ بے بنیاد کا

توڑنا مشکل نہیں اور باندھنا مشکل نہیں
کیا ثبات ہے بے ثبات اس عہدِ بے بنیاد کا

زمرۂ اہلِ سخن میں کیا شمار اوس کا ظہیر
آپ بے بہرہ ہے جو پیرو نہیں اوستاد کا

ناتوانی کھو لیے دیتی ہے مزہ بیداد کا
دوست سے طالب ہوں یا دشمن سے ہوں امداد کا

کشتۂ انداز ہوں کس شوخِ ظلم ایجاد کا
ولولہ اوٹھ اوٹھ کے رہ جاتا ہے کیوں فریاد کا

ہے مزہ جوشِ قلق جب شکوۂ بیداد کا
خامشی میں رنگ پیدا کیجیے فریاد کا

حضرتِ واعظ بس اب اتنا کرم کیجیے جناب
ٹھنڈے ٹھنڈے لیجیے رستہ عدم آباد کا

سر اوترنے سے نہ حاصل کچھ سبکدوشی ہوئی
بارِ احسان اور گردن پر رہا جلاد کا

مل گیا دیوانے سے دیوانہ ابھی سیر ہے
وہ قدم لیتا ہے میرا اور میں حداد کا

مجھکو صورت آشنا کہتے ہو صورت دیکھکر
حافظہ نسیان میں داخل ہے تمہاری یاد کا

سخت جانی اور ہے خارا کنی کچھ اور ہے
خون گردن پر رہا فرہاد کی فصاد کا

گر نہیں کٹتی شبِ یلدائے غم خنجر تو ہے
کاٹنا مشکل نہیں اس قید کی میعاد کا

وہ ستم کرتے رہیں اور ہم ستم سہتے رہیں
وان اگر پتھر کا دل ہے یان جگر فولاد کا

کیوں گریبان کیطرح سی اپنے دل ہو چاک چاک
ہاتھ میں دشمن کے دامن ہے مری فریاد کا

کھینچکر تصویر اوسکی بنگیا تصویر وار ۔ دیکھنا نقشہ دم صورتگری بہزاد کا
غیر سے میرا گلہ مجھسے شکایت غیر کی ۔ ہر گھڑی عالم نیا ہے طبع ظلم ایجاد کا
دیکھنا جوشش قلق کیا کچھہ گوارا ہے مجھے ۔ مدعی سے آج کل طالب ہو نہین امداد کا
ہو چلین ہین اب بہت کچھہ رنجور صحبت رقیب ۔ دیکھنا ہے اب تلون طبع ظلم ایجاد کا
خیر ہے کچھہ شکوہ و اخلاط وقت کی باتین کرو ۔ واہ اچھا ذکر چھیڑا گلشن شداد کا
کیا کیا تیرا ہوا جذب شوق ناتمام ۔ چلتے چلتے رک گیا خنجر مرے جلاد کا

ہے جو یہ کچھہ کچھہ فراہم آپ کے دلمین غبار
سے یہی مدفن ظہیر خانمان برباد کا

شکوہ دشمن سے کرون یا بخت سے امداد کا ۔ ہاتھہ گردن پر مری اوچھا پڑا جلاد کا
سایہ دنبال ہون کس غیرت شمشاد کا ۔ آپ عاشق ہون مین اپنی خاطر آزاد کا
کون بیٹھا ہے کہین اس خانہ برباد کا ۔ یہ دل ویران نمونہ ہے جہان آباد کا
اس پری رو آپ کے آگے پوچھتا ہی کون ہے ۔ رکھہ دیا سرو چمن ہے نام اک آزاد کا
ہمین اور دشمن ہین باہم روز و شب کا فرق ہے ۔ ہے ہمین درپیش جھگڑا خسرو و فرہاد کا
جیتے جی تو اس بلا سے رستگاری ہے محال ۔ نام ہے درد و الم انسان کے ہمزاد کا
پیچتاب سنبل تر آپ کے گیسو مین ہے ۔ ہے مری خاطر مین عالم نکہت برباد کا
اک نگہہ مین جان بلب ہی اک ادا مین شاد کام ۔ شاد کرنا بات کیا ہے عاشق ناشاد کا
تلخکامی ہاے مرگ سخت ہائی ہای ہاے ۔ آگیا ہے ناک مین دم خنجر فولاد کا
رونقون پر فصل گل ہی جوش پر دیوانگی ۔ خوب لوہا تیز ہے کچھہ اندنون حداد کا
آسمان خرسند ہی تم خوش ہو دشمن شادکام ۔ شیون اپنا زمزمہ ہے کچھہ مبارکباد کا

آج جانبازونکی پرستش ہے زبانِ تیغ سے
آج موقع ہے رقیبونکی مبارکباد کا

چارہ گر کیا پوچھتا ہے اوسکی مژگانکی خلش
ہے مری رگ رگ مین عالم نشترِ فصاد کا

ہے جو یہہ حسنِ بیان میری سخن مین اے ظہیر
یہ مجھے فیضانِ صحبت ہے مرے اوستاد کا

برا انجام ہے سوزِ جگر کا
کسی دن فیصلہ ہونا ہی گھر کا

نہین کھلتا مآل اپنے سفر کا
نظر سے دور ہے عالم نظر کا

یہ کانٹا ہی نکلجاے شبِ ہجر
کہ دم کے ساتھہ ہی کھٹکا سحر کا

وہ مجھسے دور تر کھچنے لگے اور
برا ہو نالۂ حرمان اثر کا

ہم اپنے دشمنِ جان ہین کہ تمہین
بتا ئین نام کس بیداد گر کا

ہمین پہونچین تو پہونچین جذبۂ شوق
گذر دشوار ہے وان نامہ بر کا

وہ ہین پیشِ نظر اور پھر نہین ہین
سراسر ہے قصور اپنی نظر کا

اگر نازان ہے شعلون پر جہنم
بھروسا ہے ہمین دامانِ تر کا

حجابِ چشم ہے جلبابِ پندار
یہ پردہ ہے رخِ رشکِ قمر کا

منور تمسے ہے کاشانہ اپنا
یہان کیا کام ہے نورِ سحر کا

نقاب اولٹو نہ تم دشمن تو دشمن
مجھے اندیشہ ہے اپنی نظر کا

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

اگر لا دے جوابِ خط ہمارا
تو بایان پانو پوجین نامہ بر کا

گرا پڑتا ہے کیون کوچمین اوسکے
دلِ بیمار کیا پردہ ہے در کا

جوابِ نامہ تو کافر نے لکھا
پتا خط پر لکھا دشمن کے گھر کا

رواں ہے شوق مین بیتاب قاصد
کوئی آنسو ہو یہ چشمِ تر کا

اوٹھا دو غیر کا سر آستان سے
یہ پتھر ہے تمہاری رہگذر کا

ابھی ہو جائیگی راہِ عدم طے
وہ خنجر کھینچ دین اپنی کمر کا

پہٹا جاتا ہے سینے سے پیوند
گریبان مین تو ٹکڑا جگر کا

بتون سے قسمت ہے حورون تک رسائی
ادہر کا ہی نہ یہ زاہد ادہر کا

مجھے وہ دے رہے ہین بد دعائین
یہ موقع ہے دعاؤنکے اثر کا

وہ کیون پہلو تہی کرتے عدو سے
کوئی اس خیر مین پہلو ہی شر کا

وہ کہتے ہین تری آنکھین ہی پھوٹین
ارادہ ہو اگر کچھہ بد نظر کا

ظہیرِ روسیہ ہے پا شکستہ
الٰہی آسرا ہے تیرے در کا

جیون تمہارا غم دل مین بوتا رہیگا
یہ نشتر پہ نشتر چبہوتا رہے گا

ہمیشہ سمجھتے ہو اس سے ہوتے ہین آنسو
لپٹ اپنے پھر غیر روتا رہیگا

پیالے سے کہتے ہین کیون کان کہائے
وہ کمبخت ملکر ہی روتا رہے گا

کسی کا گلہ کر کے ہم کیون برے ہون
کوئی منفعل آپ ہوتا رہے گا

کیا اس توقع پہ غرقہ سے آگئین
کہ ابرِ کرم داغ دہوتا رہیگا

کبہی دیدۂ تر پہ تکیہ نہ کرنا
یہ ظالم ہمیشہ ڈبوتا رہیگا

جسے خواب مین تم دکہادو گے صورت
ترقی مین تا حشر سوتا رہے گا

مرا حال سن سن کے قاصد کہا اوسنے
نہین وہ نصیبون کو روتا رہیگا

مرے بختِ خفتہ نہ جاگینگے ہرگز
وہ پہلو مین دشمن کے سوتا رہیگا

چلو وصل کی شب ہے ملجاؤ ہم سے
یہ قصہ قضیہ تو ہوتا رہے گا

نہ چھوٹیگا خونِ ظہیر اُس پر ارمان
وہ دامن تو دھونے کو دھوتا رہیگا

دیکھنا ہے کہ مددگار ہو دشمن اونکا
حشر کے روز مرا ہاتھ ہے دامن اونکا

ہائی وہ دل ہین ہون اور پہر ان بدظن اونکا
ہو چکا اس دلِ مضطر مین نشیمن اونکا

ملنے دیگا اونہین کس سے دلِ بدظن اونکا
اونکے پہلو مین تو موجود ہے رہزن اونکا

کیا قیامت ہی قیامت مین یہ ای داورِ حشر
غیر کے ہاتھ مین ہے گوشۂ دامن اونکا

اب مین اونکی سی کہون گا کہ الٰہی اپنی
مین ہوا خواہ ہون محشر مین کہ دشمن اونکا

موت آتی مجھے ای کاش عدو کی بدلے
کیا خوشی تھی کہ سنون کان سے شیون اونکا

ہاتھ کشتے کے قلم کرتے ہین سر سے پہلے
حشر مین تاکہ نہ پکڑے کوئی دامن اونکا

ہاتھ وحشت مین ملے بھی ہین تو بیکار ملے
پاس ناصح کا گریبان سے ہے دامن اونکا

ہای کیا غیر کو بالین سے سروکار رہا
رات بہر ہاتھ رہا ہے تہِ گردن اونکا

طور کیون خاک ہوا برق گرائی کسنے
ایک یہ بھی تہا مگر غمزۂ پرفن اونکا

خوب ہین وہ جو رہے دل مین کدورت بنکر
کہ نہ پامال کیا غیر نے مدفن اونکا

کافرِ الفتِ اصنام تمہین کیا ہو ظہیر
کلمہ پہرتے ہین سب شیخ و برہمن اونکا

عشق ہے عشق تو اک روز تماشا ہوگا
آپ جس منہ کو چھپاتے ہین دکھانا ہوگا

مژدۂ مرگ عدو کسکو گوارا ہوگا
اونکے شیون مین بھی اعجاز مسیحا ہوگا

وان بھی کچھ جلوۂ دیدار کی امید نہین
وعدۂ حشر نہ کس کس سے تمہارا ہوگا

وصل مین بھی تو تھی حشر و قیامت ہو گی
ناز ہر بات پہ ہر ناز پہ مرنا ہو گا

اونکے انداز مین ایسی تو نہ تھی بیہوشی
ہان اوڑایا دل بیتاب کسیکا ہو گا

طور پر طالب دیدار نے دیکھا کیا کچھ
حشر کو حشر دم عرض تمنا ہو گا

شکوۂ ہجر بتان کیون ہے ظہیر ناکام
کام بنجائینگے جب فضل خدا کا ہو گا

باعث نام آوری نقصان جان ہو جائیگا
بے نشانی سے مرا نام و نشان ہو جائیگا

ہین امیدین وصل کی نیرنگیہای عشق سے
مہربان اک دن وہی نامہربان ہو جائیگا

کب گمان تھا چشم ساقی اسطرح پھر جائیگی
اور دور جام دور آسمان ہو جائیگا

دیکھ لینا گر سلامت ہے ہمارا دم قدم
خود بخود اہل وفا کا امتحان ہو جائیگا

اے ظہیر اچھی نہین آتش رخون سے چھیڑ چھاڑ
اس ہنسی مین ایک دن جی کا زیان ہو جائیگا

بزم دشمن مین جا کے دیکھ لیا
لے سمجھے آزما کے دیکھ لیا

تمنے مجھکو ستا کے دیکھ لیا
ہر طرح آزما کے دیکھ لیا

شمع کے بدلے جلتی ہین عاشق
تیری محفل مین آ کے دیکھ لیا

پند ناصح کا اعتبار نہ تھا
تم سے دل کو لگا کے دیکھ لیا

اونکے دل کی کدورتین مٹین
اپنی ہستی مٹا کے دیکھ لیا

کچھ نہین کچھ نہین محبت مین
خوب جی کو جلا کے دیکھ لیا

اپنی حالت پہ رو دیا ہمنے
اوسنے جب مسکرا کے دیکھ لیا

غیر الفت سے جی چرانے لگے
تمنے آنکھین چرا کے دیکھ لیا

کچھہ نہین جز غبار کین وعناد
ہمنے دل مین سما کے دیکھہ لیا

اپنے جلوے کے آپ تھے مشتاق
خود ہی پردہ اوٹھا کے دیکھہ لیا

نہ ملے وہ کسیطرح نہ ملے
غیر کو بھی ملا کے دیکھہ لیا

بندگی کی نہین پذیرائی
بندہ پرور بنا کے دیکھہ لیا

درد کسطرح دل مین اوٹھتا ہے
تمنے پہلو سے جا کے دیکھہ لیا

کیا ملا نالہ وفغان سے ظہیر
حشر سر پر اوٹھا کے دیکھہ لیا

بتون سے کہین دل بہرا ہے کسی کا
کہین تو بھی ناصح خدا ہے کسی کا

کسی سے نہ ملنا بھلا ہے کسی کا
بھلائی مین ہوتا برا ہے کسی کا

یہ اچھا ہے تو بھی تو اچھا نہین ہے
وفادار ہونا برا ہے کسی کا

نصیحت گرون کا یہ کہنا بجا ہے
ستمگار تو کب ہوا ہے کسی کا

ستم دیکھتے ہین مرے بعد دشمن
برا چاہنا بھی برا ہے کسی کا

مجھے بزم سے وہ اوٹھا کر رہینگے
نکلنا مرا مدعا ہے کسی کا

تمہاری نگہہ کی دورنگی نے مارا
برا ہے کسی کا بھلا ہے کسی کا

کہین وہ نہ آجائے اے اہل محشر
مجھے خوف روز جزا ہے کسی کا

گوارا ہے جو کچھہ گوارا نہین ہے
مجھے پاس کیا جانے کیا ہے کسی کا

وہ ذرا تو یہ سر کیون جھکائے ہوئے ہین
مگر خون سر پر چڑھا ہے کسیکا

ظہیر اسپہ مرتا ہون کہتی تو ہی خلق
کوئی باوفا مبتلا ہے کسیکا

غزل قطعہ بند بطرز واسوخت

مفتون ہے کسپہ نرگسِ فتان کو کیا ہوا
آشفتہ کیون ہی زلفِ پریشانکو کیا ہوا

اوڑتی ہوائیان ہین رخِ رشکِ ماہ پر
سیماب گون ہے مہرِ درخشان کو کیا ہوا

کسکی دعا تھی یہ کہ ستم کی سزا ملے
تم نازکش ہو غیر کے دران کو کیا ہوا

میری طرح سے ہاتھ ہی کیون دے لیا یار کا
ہے ہے وہ دشنہ ریزی مژگان کو کیا ہوا

سایہ پڑا ہے کسکے دلِ چاک چاک کا
ہین تار تار جیب و گریبان کو کیا ہوا

دستِ دعا ہے جو ستم پر دراز تھے
بیداد کینہ جو ہے ارمان کو کیا ہوا

کیا لب سے مل گئے کوئی لعلِ نمکفشان
موجِ تبسم لبِ خندان کو کیا ہوا

کسکے قلق سے آج ہی جی پر بنی ہوی
ہے نالہ سنج کیون دلِ شادان کو کیا ہوا

کیون ہوی درد ہے دل اندا پسند مین
جوش و خروش کاوشِ پنہان کو کیا ہوا

میری طرح سے کیا کہین دلکو پہنسا دیا
اب پیچ تاب سنبلِ پیچان کو کیا ہوا

کیا پیچ پڑ گیا کسی زلفِ دراز کا
بکھری ہوی ہے زلفِ پریشانکو کیا ہوا

ہے نشتر ریز طعنہ بہر سو زبانِ خلق
بیمار خود ہے عیسیِ دوران کو کیا ہوا

کیا کام کر گئی مرے دل کی فسردگی
ہنستے تھے جنپہ اب دلِ شادانکو کیا ہوا

طعنون مین اضطراب کی لذت نہین رہی
کچھ بیمزہ ہے شور نمکدان کو کیا ہوا

کس چشمِ نیمباز نے دل کو لبھا لیا
ہے اشکبار نرگسِ فتان کو کیا ہوا

کس خیرہ سر کے دھیان مین ہی سر جھکا ہوا
مٹھی پہ کیون ہی سیبِ زنخدان کو کیا ہوا

مدنظر ہے کیا کسی آئینہ رو کی شکل
حیرت زدہ ہے نرگسِ فتان کو کیا ہوا

کس دن ہوی تھی یارِ خدایا یہ آرزو
تاثیرِ آہ و زاری و افغان کو کیا ہوا

اشکون سے کیون ہین سیاہ غمزۂ نرگس بھرے ہوے
سلکِ گہر ہے سوزنِ مژگان کو کیا ہوا

رہتا ہی کسکے خندۂ دندان نما کا دھیان
اشکون سے تر ہی گوشۂ دامان کو کیا ہوا

کیا دلمین ہی تصور وہ عرق فشان
کیون ہی عرق عرق رخِ تابان کو کیا ہوا

اگلا سا پھر کہین نہی سر سے حجاب ہے
زیبِ جبین ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

حسرت کو دل سے دلکو تصور سے ربط ہے
باہم ہے دشمنی لب و دندان کو کیا ہوا

کیا سوی مرمری نگہِ انتظار ہے
وحشت مجھے ہے نرگسِ فتان کو کیا ہوا

ایسے کہان کی آپ وفادار بن گئے
ہے ہے یہ طبع زود پشیمان کو کیا ہوا

رنگِ وفا ہے چشمِ تلون شعار مین
اب انقلابِ گردشِ دوران کو کیا ہوا

دل انتظار کش ہی نگاہین ہین فرشِ راہ
تصویر در ہے سرو خرامان کو کیا ہوا

کیا حسن لیا ہے حال پریشان ظہیر کا
برہم ہے طبع خاطر شادان کو کیا ہوا

غزل در صنعت عاشق شدن معشوق بر معشوق دیگر و سفارش نمودن عاشق از جانب معشوق پیش مطلوب محبوب خود بنحویکه کلمۂ رقابت درمیان نیاید

حسینون مین رتبہ دوبالا ہے تیرا
کہ بیمارِ الفت مسیحا ہے تیرا

تماشا ہے جو ہے تماشای عالم
وہ اسطرح محوِ تماشا ہے تیرا

ستم او سے کیجو مری جان سمجھکر
نہین دست و دامان ہمارا ہی تیرا

کیا اوس فسونگر کو تو نے مسخر
غضب نقشِ تسخیر چلتا ہے تیرا

جہاں اوسکی بس میں وہ تیرے بسے ہیں
ستمگر ستم حد سے گذرا ہے تیرا

ترے گہر میں ہے آج ساری خدائی
کہ خواہاں ہوا وہ خود آرا ہے تیرا

خدا جانے کیا بات دیکہی ہے تجہمیں
خدا جانے کیا ڈہنگ بہایا ہے تیرا

پسا تجہسے وہ اوسنے پیسا جہاں کو
زمانے میں اک حشر برپا ہے تیرا

کیا اوسنے سامانِ قتلِ دو عالم
بظاہر تعشق جتایا ہے تیرا

مگر کچہہ نہ کچہہ چال کرتا ہے تجہپر
وہ دمساز یوں دم جو بہرتا ہے تیرا

خدا بے نیازی دکہاتا ہے اپنی
کہ وہ نازنین ناز اوٹہاتا ہے تیرا

ظہیر اوسپہ مائل وہ مائل ہے تجہہ پر
جو مفتون ہے اوسکا وہ شیدا ہے تیرا

کب ہمارا بسملِ تیغِ نظر اچہا ہوا
دل ہوا مجروح گر زخمِ جگر اچہا ہوا

عشق میں جو کچہہ ہوا سو وہ ضرر اچہا ہوا
جو ہوا میرے لیے ای فتنہ گر اچہا ہوا

جوشِ وحشت میں کہاں تہی کاہشِ درد و الم
ہو گیا رنجور تر میں جسقدر اچہا ہوا

جز اجل ممکن نہ تہی بیمارِ الفت کو شفا
موت ہی آتی مجہے ای چارہ گر اچہا ہوا

سن چکا قاصد کی منہہ سے جبکہ میرا حالِ زار
ہنس کے بولا وہ بتِ بیدادگر اچہا ہوا

جانتا ہوں مجہسے کچہہ بہتر کہیگا حالِ دل
مدعی اپنا ہوا پیغامبر اچہا ہوا

اور ہم واقف نہیں حالِ ظہیر زار سے
ہاں گیے وقتوں میں اک شوریدہ سر اچہا ہوا

گل افشانی کے دم بہرتی ہے چشمِ خونفشاں کیا کیا
ہمارے زیبِ دامن ہے بہارِ گلستاں کیا کیا

اسی سے اگئیں نام خدا ہیں شوخیاں کیا کیا
میری تقدیر بن بن کر بدلتی ہے زباں کیا کیا

مجھے گردش مین رکھتی ہی نگاہ دلستان کیا کیا
مری قسمت دکھاتی ہے مجھے نیرنگیان کیا کیا

نگاہون مین حیا ہے اور حیا مین ہین نہان کیا کیا
طبیعت مین بسی ہین خیر سے رنگینیان کیا کیا

کشتۂ مطلبِ عاشق کے ہین لب پر گمان کیا کیا
ادای خامشی مین بہر دیا رنگ بیان کیا کیا

فقط اک سادگی پر شوخیونکے ہین گمان کیا کیا
نگاہ شرمگین سی ہے نہان کیا کیا عیان کیا کیا

کبھی مسکن ہی کعبے مین کبھی دیر و کلیسا ہین
دکھائین چشم شوخ و شنگ نی نیرنگیان کیا کیا

ادہر کچھ پانو بڑھتے ہین ادہر کچھ ہاتھ اٹھتے ہین
جنون انگیزیون پہ ہے ہوای گلستان کیا کیا

میری بیتابیِ دل کا تو مجھ سے پوچھتا ہی کیا
تمہین بیچین رکھتی ہین تمہاری شوخیان کیا کیا

مروت کا بہرم سا ہے تو کچھ ہو کا ہی تمکین کا
نگاہِ شرمگین پر شوخیونکی ہین گمان کیا کیا

دلِ خون گشتہ حسرت نے کیا کچھ گل کھلائی ہین
بہار آگین ہے کچھ آنکی برس فصلِ خزان کیا کیا

شکایت نالۂ بلبل کی ہے صیاد و گلچین سے
شگوفے چہوڑتا ہی بیٹھے بیٹھے باغبان کیا کیا

ہزارون آرزوئین دلکی دل مین خون ہوئی ہونگی
دکھائین چشم پرخون نی ہمین پریشانیان کیا کیا

گذرنا وادیِ تسلیم سے کارِ نمایان ہے
قدم یان لڑکھڑا جاتے ہین وقتِ امتحان کیا کیا

جنون سے کم نہین ہی کچھ ہجوم شادمانی بہی
ہوای گل مین ہی جامہ سی باہر باغبان کیا کیا

نگاہین بدگمانی سے کہان جا جا کی لڑتی ہین
میری آنکھون مین ہین دشمن کی بزم آرائیان کیا کیا

سراپا بہر دیا ہے رنگ یاس و درد و غم سے ہین
مری گفتار سے ظاہر ہین رنگ آمیزیان کیا کیا

وفاداری کی اپنے سب دل آزارون مین چرچے ہین
ہمین بدنام کرتے ہین ہمارے رازدان کیا کیا

تصور مین وصالِ یار کی سامان ہوتے ہین
ہمین بہی یاد ہین حسرت کی بزم آرائیان کیا کیا

ابہی سے بیتگی مشکل ابہی تو دور ہے منزل
مجھے رسوا کرینگی دیکھیے بیتابیان کیا کیا

نظر مین وان تلون ہی تو یان بیچینیان دل مین
تری شوخی سے ملتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

وہان شرم و حیا کیا کیا کچھہ نہین پردے لگاتی ہے
مجھے بدنام کرتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

نرالے ڈھنگ ہین دنیا سے کچھہ حسن محبت کے
طبیعت رنگ لاتی ہے یہان کیا کیا وہان کیا کیا

چلی آتی ہے اتراتی ہوی کچھہ کوی جانان سے
بسی ہے رشک کی بو مین نسیم آتی جان کیا کیا

مری آنکھین ہی لڑ لڑ کر قیامت مچہ پہ ڈھاتی ہین
نگاہین توڑتی رہتی ہین مجھپر بجلیان کیا کیا

قدم رکھتے نہین ہین وہ زمین پر بے دنیا ری سے
بڑھا جاتا ہے یان شوق سجود آستان کیا کیا

خدا ہی آبرو رکھتا ہے سالک کی تو ہستی سے
لٹی ہے دور دور جا کر متاع کاروان کیا کیا

وہ جتنے دور رکھتے ہین تعلق اور بڑھتا ہے
نظر سے وہ جو پنہان ہین تو دلمین ہین عیان کیا کیا

ظہیر خستہ جان سچ ہے محبت کچھہ بری شی ہے
مجازی مین حقیقی کی ہوی ہین امتحان کیا کیا

جب زمین پر پانو دہرنے کا سہارا ہو گیا
آدمی سمجھا فلک کا مین ہی تارا ہو گیا

ضبط بیتابی سے دل ٹکڑے ہمارا ہو گیا
کشمکش سے ہر نفس سینہ مین آرا ہو گیا

اوسکے کوچے تک پہونچنے کا جو یارا ہو گیا
بوالہوس نخوت سے پاؤ پھیلا کے تارا ہو گیا

کیا کہین اس دل کی حالت ہون کیا گوارا ہو گیا
طعنۂ دشمن نہین رفق و مدارا ہو گیا

اوس جفا جو کا بھروسا کیا ہے مثل روزگار
آج دشمن کا ہوا اور کل ہمارا ہو گیا

ہو گئین اک جنبش لب مین امیدین کسقدر
کیا ہوا کیا کچھہ ہوا کتنا سہارا ہو گیا

مٹ گیے دنیا کے جھگڑے اک نگاہ ناز مین
تم ہمارے ہو گیے عالم ہمارا ہو گیا

حشر مین جا پر نظر نے انگلیان اوٹھنے لگین
تیرہ کاری سے یہ کچھہ شہرہ ہمارا ہو گیا

ہو رہا وہ ہی ہمارا جس سے تھی نا بگی
دوست سمجھے ہم جسے دشمن ہمارا ہو گیا

ناگوارا تھا طرز رشک آفرین کیا کچھہ نہ تھا
مختصر یہ ہے کہ اب سب کچھہ گوارا ہو گیا

کیا کہین کہنا پڑا کیا کچھہ بالزام غیر
جو چھپاتے تھے وہی اب آشکارا ہو گیا

گفتگو مین دشمنون سے جو چھپے ہمین غالب رہے
بول بالا سب سے بالاتر ہمارا ہو گیا

واہ وا کیا وقف منزل ہے دل دشمن ترے
اہل کا نا اہل کا جس مین گذارا ہو گیا

غیر کی کج بحثیونکی کیون نہ قربان جائیے
اونکے آگے گفتگو کا ہمکو یارا ہو گیا

بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر ہو گئے
رنج سہتے سہتے دل بھی سنگخارا ہو گیا

ہنستے روتے ہو گئی اس ادا رفاقی مین گذر
دوست دشمن مین خوش ناخوش گذارا ہو گیا

غیر کے پیغامبر بن کے ہو پہنچے ہم ظہیر
اوسکے کوچہ مین یونہین کچھ نہ گذارا ہو گیا

ای بیحجاب یاد فراموش نقش پا
کیا کہہ رہے ہین یہ لب خاموش نقش پا

دیکھو تو کوئی غیر مین تم ہوش نقش پا
غماز بن گئے لب خاموش نقش پا

کیا کیا اوٹھائے حشر تمہاری خرام نے
اوٹھا اوٹھا کے فتنہ ہو گئی ہمدوش نقش پا

گر چھیڑ دون فسانہ شب وصل غیر کا
رنگ پریدہ بن کے اوڑے ہوش نقش پا

آتے ہو تم تو خلق کی بیچ کر نگاہ سے
رہبر ہے رقیب کی پاپوش نقش پا

چلتے ہوئے ہین فتنے تری رہگذار کے
رہتا ہے حشر غاشیہ بر دوش نقش پا

تم شب کہان رہے کہ مرے ساتھ منتظر
خلخال کی صدا پہ رہے گوش نقش پا

میدان رستخیز ہے یا کوئی غیر ہے
ہر گام پر ہے فتنہ ہم آغوش نقش پا

کوئی عدو مین فتنہ پے فتنہ ہے وان
ہر نقش پا ہی غاشیہ بر دوش نقش پا

چھپتی ہے کوئی آمد اغیار کی خبر
ظالم لگے ہوئے ہین ادھر گوش نقش پا

سر گوشیان نہ کیجیے بلا کر رقیب سے
ہر نقش پا ہے اک ہمہ تن گوش نقش پا

پھر بھی ترے قدم سے کبھی ہمکنار ہو
اس آرزو مین باز ہے آغوش نقش پا

دنیا سے وہ کوئی عدو مین پیا سراغ
میرا شریک حال ہے کچھ جوش نقش پا

ہے کامیاب بوسہ گرانبار کیون نہو
بالیدہ ہے خوشی سے تن و توش نقش پا

کچھ منزل عدم مین نہ پایا کہین سراغ
یاران رفتگان ہین سبکدوش نقش پا

لکھو بدل کے قافیہ ایسی غزل ظہیر
احسنت کہہ اوٹھین لب خاموش نقش پا

میری نمود بود سے ہے تصویر نقش پا
نقش فنا ہون صورت تحریر نقش پا

چلتا ہون دیکھ دیکھ کے تقدیر نقش پا
ہمدوش پائے یار ہے تصویر نقش پا

کیا کہہ رہی ہے شوخی تحریر نقش پا
ابتک ہے کوئی غیر مین تقریر نقش پا

فیض قدم سے ہی ترے توقیر نقش پا
پہونچی ہے کس عروج پہ تقدیر نقش پا

نقش قدم کو بھی دل عاشق سمجھ لیا
لو وہ مٹانے آئے ہین تصویر نقش پا

بڑھ کر فروتنی سے نہین کچھ جہان مین
سچ ہے بجا ہے اسے ہی توقیر نقش پا

جسجا رکھا زمین پہ ہین جم گیا قدم
مین ناتوان ہون بستہ زنجیر نقش پا

مین اور سجود کوئی عدو واہ ری نصیب
کچھ آپ کی خطا ہے نہ تقصیر نقش پا

وہ نقش پائے دوست ہے مین نقش خاک کیون
مجھسے کہین بلند ہے تقدیر نقش پا

ہر نقش پا کو دیکھ کے ہین کوئی غیر مین
مٹ مٹ گیا ہون صورت تصویر نقش پا

ممکن نہین کہ بعد جدائی وصال ہو
تقدیر سے خلاف ہے تدبیر نقش پا

تم اور تمہارے پائے نگارین کی خاک راہ
شایان احترام ہے توقیر نقش پا

مٹ جائین ہم جہان سے تو قصہ ہی پاک ہو
کیا پوچھتے ہو غیر سے تدبیر نقش پا

نازک ہو کوئی غیر مین کیونکر گذر رہا
کیا لے اوڑی ہے شوخی تحریر نقش پا

تیرے قدم کے ساتھ ہین جانین لٹی ہوئین
بتخانہ کوچہ کوچہ ہے کعبہ گلی گلی

دیکھین مٹا تو دی کوئی تصویر نقش پا
اللہ رے فتنہ گر تری تسخیر نقش پا

لکھی ہے کس ردیف مین تو نی غزل ظہیر
کھینچی ہے زور طبع سے تصویر نقش پا

لہو و لعب مین عہد جوانی گذر گیا
جہوکا خزان کا تہا ادہر آیا ادہر گیا

شب اونکو ذکر غیر پہ کیا شک گذر گیا
نیچی نگاہ ہوگئی چہرہ اوتر گیا

اوس کوچہ مین ضرور مرا نامہ بر گیا
حسن جادو عا گئی نہ دعا کا اثر گیا

نامہ دیا کہ نامہ رسان کو پیام مرگ
خط کیا گیا کہ مجہہ سے مرا نامہ بر گیا

لڑتے ہو مجہسے اونہین لڑتی نگاہ تہی
معلوم ہوگیا مجہے غصہ اوتر گیا

اونکے تو پان نہ آنکے شکوے دہرے رہے
میرا ہی اضطراب مرا کام کر گیا

آنکھین سی کہل گئین تری جلوؤنکو دیکھکر
گویا نظر سے ایک زمانہ گذر گیا

کمبخت پاس وضع نے پیچھے ہٹا دیا
مین ایک گام سایہ سے آگے اگر گیا

ہوتا ہے لٹ لٹا کے تری کوچہ تک گذر
نالہ بہی گر گیا ہے تو کہو کر اثر گیا

تو بہی ہے بیوفا تراپیکان تیر بہی
کیا بے لگاؤ سینہ سے ظالم گذر گیا

ای شوق ضد دلا کے اوسی کیا ستم کیا
مین اوسکے گہر گیا تو وہ دشمن کے گہر گیا

اک اک کو اپنی اپنی بضاعت نا پہ تہا
مین ساتھ لیکے حشر مین داغ جگر گیا

وہ بدنصیب ہون کہ دم پرورش ظہیر
میرا خیال یاد سے شہ کی اوتر گیا

جلوہ تاب رخ روشن مین کہلا
نسترن زار ہے جلوون مین کہلا

وای قسمت مرا گلزار امید / غنچہ غنچہ دل دشمن مین کہلا

دے لگے عقدے رہے سب بند کی بند / اک شگوفہ بہی نہ خرمن مین کہلا

سب گل داغ کے ہین نشو و نما / کہین دل مین کہین گلشن مین کہلا

نہ کہلا تہا جو کبہی غنچۂ راز / وہ شگوفہ مرے شیون مین کہلا

جب ہوے مرغ چمن زمزمہ سنج / اک نہ اک گل ہے نشیمن مین کہلا

آؤ دیکہو مرے گریہ کی بہار / طرفہ گلزار ہے دامن مین کہلا

نگہہ ناز نے جادو ڈالا / سرمہ اوس چشم فسون فن مین کہلا

دست گستاخ نہین رہنے دو / یہ گلوبند ہے گردن مین کہلا

بلبل دے عکس رخ رنگین کی بہار / گلشن آینہ آہن مین کہلا

کسکی آنکہون سے لڑی آنکہ ظہیر / نرگسین باغ ہے روزن مین کہلا

جو تنگ بوالہوسی راہبر نہین ہوتا / مقام دوست تک اپنا گذر نہین ہوتا

مزاج حسن جو شورش اثر نہین ہوتا / نشان سجدہ مرا در بدر نہین ہوتا

وہ جانتے ہین کہ ہے جادہ جادۂ دیدۂ شوق / گذر کبہی جو سر رہگذر نہین ہوتا

بلا سے موت ہی آتی جواب کے بدلے / مجہے نصیب جو پیغامبر نہین ہوتا

مجال عرض تمنای دل کسے ہوتی / جو شوق جادہ گری دیدۂ تر نہین ہوتا

اپنا میرا آتا نہ یون گریبان [illegible] / [illegible]

ظہیر دیر و حرم کی [illegible] / مقام یار تک اپنا گذر نہین ہوتا

دیگر

جب کدورت سے صفا آئینہ دلکا ہوگیا
آپ ہی اپنا مجھے ذوق تماشا ہوگیا

دلکو سمجہا مون ہجر مین پا جا نکو تسکین دون
تم بغل سے کیا گئے اک حشر برپا ہوگیا

اونکے دلمین بہی ہماری آرزو کا رنگ ہے
[illegible] ہوگیا

ہای ہم او ترک پاس وضع اور پہر اسقدر
[illegible] کے ہاتہون [illegible] لیا [illegible]

کیون ظہیر خستہ جان دیکہا محبت کا مزہ
دو ہی دن مین کیا سے کیا عالم تمہارا ہوگیا

ردیف بای عربی

یا ہم رہی یہ شکوہ سرائی تمام شب
ہمسایون تک بہی نیند نہ آئی تمام شب

تنہا او نہین بہی نیند نہ آئی تمام شب
آئی صدای نغمہ سرائی تمام شب

کیونکر شب فراق مین کرتی دعا کی
فرصت فغان سی ہمنے نہ پائی تمام شب

ایسے ستیزہ خو سے کہانتک نباہیے
ان بن تمام دن ہے لڑائی تمام شب

کیونکر نہ بہڑکے شعلۂ صفت شوق مین وہ دل
جسپر رہے وہ دست حنائی تمام شب

دلگرمی عدو نے مرا جی جلا دیا
دن بہر گلے ہین شکوہ سرائی تمام شب

دلکا برا ہو یون ہی گزری شب وصال
کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

کچہہ اور بہی وصال مین دونا ہوا قلق
یا ہم رہا بیان جدائی تمام شب

قربان جاؤن نالۂ دلگیر کہ بزم مین
بہولے رہے وہ نغمہ سرائی تمام شب

سویا نہ آپ اور نہ سونے دیا مجھے
اُس بدگمان نے شمع جلائی تمام شب

اسکا گلہ نہین کہ شب وعدہ وہ نہ آئے
یان شوقِ جنگجو ہے تو وان شرم کینہ خواہ
یاد آیا اونکو وعدۂ دشمن حنا کے بعد

اوس کوچہ کی ہوا بہی نہ آئی تمام شب
رہتی ہے صلح مین بہی لڑائی تمام شب
ملتے رہے وہ دست حنائی تمام شب

افسوس بخت خفتہ نہ چونکے فرا ظہیر
نالون سے ہمنے دہوم مچائی تمام شب

تہا زندگی مین ہجر کی جو روز بد نصیب
زاہد کو ہوگی سایۂ طوبیٰ کی آرزو
یہ جانتا ہون موت بہی مشکل سے آئیگی
برگشتہ بخت شوق کی ہمت کو آفرین
وہ ڈہنگ ہین وصال کی دو نو محال ہین
ہم شادمان ہین ہجر مین ضد سی رقیب کی
کیا کیا ڈبو رہی ہے مری چشم اشکبار
قسمت سی ملگیا جو ترا سنگ آستان

ہے بعد مرگ بہی شبِ تارِ لحد نصیب
یارب ہمین ہو وصلِ بتِ سرو قد نصیب
کسکو ہوا وصال ہے بے دو کد نصیب
ایسی ہی کر رہے ہین بہت شد و مد نصیب
یا آپ مجہپہ رحم کرین یا مدد نصیب
ہمکو خوشی نصیب ہوا وسکو حسد نصیب
کیا کیا دکہا رہے ہین مجہی جذر و مد نصیب
سر ہو رہے تے پہر نگئے رقیب حسد نصیب

مصروف لذتِ نگہِ جانستان ہے
یارب ظہیر کو ہو یہ داد و ستد نصیب

سیل گریہ مین بہرا کرتا ہو تمین در در خراب
اپنے ہاتہون کاٹے اپنے گلے کو وقت ذبح
رفتہ رفتہ درد و غم نے اپنے دلمین گہر کیا
جو مرے دلمین مکین ہے اوس سے بہتر کون ہے

یون نہ کرنا تہا مری مٹی کو چشم تر خراب
ایک تو نازک ہی قاتل دوسرے خنجر خراب
جسقدر بستا گیا اُتنا ہوا یہ گہر خراب
پہر کہون تو خانۂ دل کو کہون کیونکر خراب

ناکسون کی بدشعاری اصل بد کی ہی دلیل
مرے آتش رخون پر کوئی کس امید پر

گر صدف ناقص نہو ہوتا نہین گوہر خراب
ہے بپای شمع پروانہ کی خاکستر خراب

ہو نہو وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہو
ہے جو اک آوارہ گرد و خستہ و مضطر خراب

ردیف بای فارسی

بگڑ بگڑ کر عدو سے دکھاتے ہین آپ
بناوٹ کی باتین بناتے ہین آپ

مرا سر تو کیا گر جنازہ اٹھے
کہین سنگ در سے اٹھاتی ہین آپ

رہے مرگ دشمن پہ دلشاد کیا
بہت ایسے فقرے اڑاتے ہین آپ

مرا حال کیا لب پہ دم کیون نہو
کہین ایسی باتون مین آتے ہین آپ

بڑہانے کو قصے شب وصل مین
فسانے عدو کے سناتے ہین آپ

مرا جذب دل اک قیامت سہی
کہین ایسے فقرون مین آتی ہین آپ

یہ نشتر ہین موج تبسم نہین
مرے گریہ پر مسکراتے ہین آپ

کدورت کو دل مین بڑہانے لگے
یہ نقشے عدو کے جماتے ہین آپ

مین اس زود رنجی کے قربان ہون
کہ آنکھین عدو کو دکہاتے ہین آپ

سبک ہو کے اتنا گرانبار ہون
کہ اب آستان سے اوٹھاتی ہین آپ

کسی کو تسلی کسی کو جواب
عجب کچھ لگاتے بجھاتے ہین آپ

بگڑنے کو اسباب لازم نہین
نئی بات دل سے بناتے ہین آپ

بھلا مجھ سے کیا ذکر پروانہ کا
مگر شمع ان کو جلاتے ہین آپ

نہ جھنجلاؤ اتنا چلے جائین گے
کہا تھا کسی نے بلاتے ہین آپ

نہ آنا تھا اگر آئے کیون خواب مین
مگر سوتے فتنے جگاتے ہین آپ

طبیعت ہے کس درجہ رنج آفرین
نئے سے نئے رنگ لاتے ہین آپ

مری حسرتون کو جلا دیجیے
کہ ٹھوکر سے مردے جلاتے ہین آپ

بندھے کیا کسی کو امید وصال
نظر سے نظر کب ملاتے ہین آپ

نظر آگئے کیا کرشمے ظہیر
بتون پر جو ایمان لاتے ہین آپ

قاتل کی شکایت ہے نہ خنجر کی شکایت
کچھ ہے تو ہمین اپنے مقدر کی شکایت

ہم اور قیامت مین ترے ظلم کی فریاد
ہے تیرا گلہ داور محشر کی شکایت

تو اور نگاہ غلط انداز سوے غیر
رگ رگ مین یہان کاوش نشتر کی شکایت

بیتابی و شوخی مین نہین فرق کچھ اتنا
کیون کرنے لگے وہ دل مضطر کی شکایت

درکار نہین ہے مجھے لطف ستم آمیز
بیجا ہے عدو کے دل مضطر کی شکایت

کج فہم ہے دشمن کہین سمجھے نہ پھبتی جاے
لازم ہے ہمین زلف معنبر کی شکایت

کچھ اس سے نہین دور کہ جی ہار کے بیٹھے
کرنی ہی پڑی غیر سے دلبر کی شکایت

تم آرزوِ دل کو مرے دل مین سمجھ لو
اچھا ہے رہے گھر مین اگر گھر کی شکایت

نیند آئے ہمین کیا کہ نہین خار سے کمتر
بیجا نہین تار رگ بستر کی شکایت

اب سنگ در یار ہے اور خاک در یار
تکیہ کی شکایت ہے نہ بستر کی شکایت

ہین ہمکو اگر کچھ دل بیتاب کے شکوے
شوخی سے ہمین بھی ہے برابر کی شکایت

واللہ ظہیر آپ بھی کیا سادہ روش ہین
اُس شوخ ستمگر سے مقدر کی شکایت

ردیف تای فوقانی

ممتاز نبوت سے ہین شایانِ نبوت
اے نور خدا تجھسے تھی شان نبوت

دیکھو تو کہان خاتمہ بالخیر ہوا ہے
آغاز وہی اور وہی پایانِ نبوت

سلطانِ زمن ختمِ رسل سرورِ کونین
گلچین بہارِ چمنستانِ نبوت

یان مہر نبوت سے ہی وان خجر نگین ہے
سلطان سلیمان ہے سلیمان نبوت

ہے عالمِ اجساد سے تا بزمگہِ قدس
اک روشنی شمع شبستانِ نبوت

مین کیا ہون کہ ہی خود چمن آرای دو عالم
شیدای قد سرو خرامان نبوت

پڑتی ہے نظر حد ادب سی بہی گذر کر
ہین دور بہت رتبہ شناسانِ نبوت

حضرت سے نبیتی مین سے ہے جو ہر افتخار
بچپن [illegible] نبوت

موقوف رسالت ہی پہ اظہار خدائی
لازم ہوی وحدت سے سی سانِ نبوت

یا سید عالم ہین ترے شوق لقا مین
محوِ ارنی زمزمہ سنجانِ نبوت

وہ حصر فقط ذات مقدس کے لیے تھے
باقی تھے نبوت مین جو ارکانِ نبوت

کیا عشق زلیخا کو حقیقی سی ہی نسبت
ہے شاہد وحدت مہ کنعانِ نبوت

کیا خوف تطہیر آتش دوزخ سی ہی تجھکو
ہے سر پہ ترے سایۂ دامانِ نبوت

بڑھے ہے کاش نامہربانی کی صورت
کسی طور ہو زندگانی کی صورت

نہ بہولینگے دنیای فانی کی صورت
کہ فانی مین ہے جاودانی کی صورت

گمان ہے فقط زندگانی کی صورت
مجسم ہون مین ناتوانی کی صورت

وہ ناز و نزاکت سے چین بر جبین ہین
خدا ساز ہے سرگرانی کی صورت

وہ جیتے ہین مرنے پر جو مر رہے ہین
کہ ہے موت مین زندگانی کی صورت

وہ ہین لوحِ دنیا پہ حرفِ غلط ہون
کہ پیدا ہے جس سے معانی کی صورت

نہ آغاز سوجھے نہ انجام سے ہے
ملے خاک مین ہم جوانی کی صورت

جہان کا مرقع بہی عکسِ عدم ہے
کہ صورت مین ہے بے نشانی کی صورت

اوسیکا ہے جلوہ جدہر دیکہتا ہون
نظر مین ہے کس یار جانی کی صورت

دلِ غیر سے کیونکر اون کو نکالون
وہ چہپتے ہین رازِ نہانی کی صورت

تصور مین بہی کچہہ سراسیمگی ہے
رہے دل مین وہ بدگمانی کی صورت

وہ آتے ہین تو کیا ذبح کرنیکو آتے
کہ اک آفتِ ناگہانی کی صورت

وہان رازِ دل ہے محبت عدو کی
نہین اب کوئی رازدانی کی صورت

تری شوخیون کو ہمین جانتے ہین
وہ کچہہ اور ہے مہربانی کی صورت

نگاہون مین پہرتی ہے جو ڈہونڈہتا ہے
کسی برق وش کی جوانی کی صورت

جو دیکہو تو سب صورتین ہین اسی مین
وہ صورت ہے انسان فانی کی صورت

مری ناتوانی سے ہے اوس حد کو پہونچی
کہ صورت مین ہے سخت جانی کی صورت

مزہ جب ہے قاصد کہ خط کی عوض خود
وہ آئین پیامِ زبانی کی صورت

ہمین ذوقِ شوق آزما دیکہنا ہے
کہان تک ہے یہ لن ترانی کی صورت

ہمارے نے مانی مین کیا کچہہ نہین ہے
مگر اک نہین قدردانی کی صورت

یہ نازِ سخن تر ہین اہلِ نظر سے
ہمین تک ہے یہ لن ترانی کی صورت

نگہ وہ کچہہ آفت ادا یہ بلا ہے
سراپا ہین وہ جانستانی کی صورت

ظہیر جگر خستہ تیری فغان بہی
بہت دور رس ہے فغانی کیصورت

جلوہ زجنون سے نمایان ہے قمر کیصورت
اب گرے اب گرے ہم پردہ در کی صورت

ہم دکہادینگے دعامین بہی اثر کی صورت
آپ پہر جائینگے دشمن سے نظر کی صورت

رہی وحشت مین نہ دیوار نہ در کی صورت
بنگئی اور بگڑ کر مری گہر کی صورت

لطف شبہای بلاخیز عدو کیا جانے
اسنے دیکہی ہی نہین شام وسحر کی صورت

ایک جا چین نہین ایک دم آرام نہین
ہم سراسیمہ رہے گہر مین سفر کی صورت

کچہہ نکل آئے اگر اوسنے تعارف کی سبیل
کچہہ بدل جائے ابہی شام وسحر کی صورت

واہ اے عشق تری پردہ دری کے صدقے
مل گئی چاک گریبان مین جگر کی صورت

جانتا ہون قلق ہجر ہے انجام وصال
ہوش اوڑتے ہین مرے رنگ سحر کی صورت

پردہ آخر رخ مطلب سے اوٹہاتی ہی بنی
نہ چہپائے سے چہپی زخم جگر کی صورت

آؤ تم بہی تو مری خانہ خرابی دیکہو
ہے تماشاگہہ عالم مرے گہر کی صورت

تم سراسر ہو تمنای دعای دشمن
مین سراپا نگہہ یاس اثر کی صورت

منہ دکہاتے ہی بنی پردہ اوٹہاتے ہی بنی
دیکہہ لے جذب دل شوق اثر کی صورت

اونکے در پر نہین پرسش تو اوٹہو آؤ ظہیر
اب نکالین گے کہین اور گذر کی صورت

ہے ہماری خاکساری عزوشان کو ہی دوست
ای خوشا پامالی افتادگان کو ہی دوست

ڈہونڈہتے ہین کہوکے اپنے کو نشان کو ہی دوست
دور ہین خود رفتگی مین رفتگان کو ہی دوست

کیا زبان سے ہو بیان عزوشان کو ہی دوست
دلمین جو سمجہے ہوے ہین رتبہ ان کو ہی دوست

مل گیے ہین خاک مین اور آسمان پر ہین دماغ
عالم بالا پہ ہین افتادگان کوی دوست

رہنمای پیروان ہے نقش پای پیشرو
خضر راہ مدعی ہین رہروان کوی دوست

اب کسیکو بغض و کینہ ہے نہ کچھ رشک و حسد
چین سے ہین بعد مرنے ساکنان کوی دوست

کیا عجب ہے روضۂ رضوان اوسی سے ہو مراد
پند گو دیتا تو ہے کچھ کچھ نشان کوی دوست

ہے سراغ نقش پای غیر اپنا رہنما
کوی دشمن سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

بخت خوش انجام دشمن کو کبھی گردش مین
یا الہی اور ہے کیا آسمان کوی دوست

تھام لیتا ہے کلیجہ منہ سے کچھ کہتا نہین
نامہ بر سے پوچھتا ہون جب نشان کوی دوست

ہے مقرر مدعی شب باش بزم ناز مین
مہربان ہے آج مجھ پر پاسبان کوی دوست

جاگتے ہین آج اپنے بخت خوابیدہ ظہیر
سو رہا ہے شام ہی سے پاسبان کوی دوست

ادائین یاد جو آئین مجھے تمہاری رات
برنگ شعلہ تڑپتا رہا ہون ساری رات

علاج درد رہا جوشش بقراری رات
تڑپ تڑپ کے سر شام سے گذاری رات

غضب مین آ گیے لیسا بلا مین ہمسایے
کہ دن کو نالہ و افغان ہی آہ و زاری رات

ندیم تو ہی بتا دے کہ صبح کیا ہوگا
اجل سے جان بچا کر اگر گذاری رات

کسی طرح کسی پہلو اجل نہین آتی
زیادہ تر ہے گرانجانیون سی بھاری رات

گھڑی گھڑی مجھے گن گن کے صبح ہوتی ہے
شروع شام سے ہتی ہے دم شماری رات

زمان ہجر مگر بیستون سے بڑھکر ہے
کہ دن ہے کوہ گران اور دن سی بھاری رات

وصال غیر مین ہے ہے دراز تر نکلی
ہمارے روز مصیبت سی کچھ تمہاری رات

وہ نامراد ظہیر جگر فگار نہ ہو
تڑپ تڑپ کے جو کرتا تھا آہ و زاری رات

خاک سر سبز ہو ہماری بات
تم پہ مرنے کی ہی یہ ساری بات

نہ بنی اوسنے آخرش نہ بنی
موںہہ سے نکلی کبھی نہ ساری بات

ہوں تو ہوں خوش ادا نہ مانگین
کوئی جی کو لگی ہے پیاری بات

روسیئے دیتا ہون ہر سخن کی ساتھہ
لاکھہ بگڑی ہوئی سنواری بات

تمنے کیا کیا سنائین صلواتین
ہے تمہارے لیے تمہاری بات

پک گئے ہین دل و جگر دونون
ہو گئی اب تو آہ و زاری بات

یہ زبان ہے کہ تیغ بڑان ہے
مین سے نے آو ہی کہی نہ ساری بات

ہمسے پوچھے کوئی تمہاری بات
دل پہ دیتی ہے زخم کاری بات

ای ظہیر اس مین مین لطف ہی یہ
بحر آدھی ہے اور ساری بات

ردیف تاے ہندی

کیا سنائی کہ دل پہ آئی چوٹ
اُف رے ظالم غضب لگائی چوٹ

ہر دل لگی مین کھائی چوٹ
اک گئی دل سے ایک آئی چوٹ

جو نظر سے نہ دل پہ آئی چوٹ
وہ زبان سے نے تری لگائی چوٹ

کھکے اوسکی نگہہ لگاتی ہے
ہان سنبھل بیخبر وہ آئی چوٹ

تھی نظر سے نظر کی جنگ و جدل
مفت مین جان و دل نے کھائی چوٹ

غیر سے وان نگاہ لڑتی تھی
ہمنے کیون دل پہ لی پرائی چوٹ

ٹیڑھی ترچھی کوئی پڑی ہے نگاہ
دل سے کرتی ہی کج ادائی چوٹ

ساتھہ دل سے نے دیا لگا ہون کا
کون کھاتا ہے یون پرائی چوٹ

ستیاناس جائے الفت کا
ہر گھڑی تازہ دل یہ کھائی چوٹ

جانتا ہوں بڑے بہنکیت ہو تم
کس کو تاکا کدھر لگائی چوٹ

ہائے وہ پوچھنا تجاہل سے
سچ بتاؤ کہاں یہ کھائی چوٹ

چھوڑ بیٹھے تھے ہم تو اونکو ظہیر
غیر کی ضد یہ دل نے کھائی چوٹ

ردیف ثاء مثلثہ

دل کے دینے پہ ہے ناصح مجھے الزام عبث
کہ سمجھکر نہیں کرتا ہے کوئی کام عبث

کچھ تو رسوائی الفت میں مزہ ہی ورنہ
کون ہوتا ہے کسیکے لیے بدنام عبث

تھا جو منظور نظر غیر سے اظہار خلوص
مجھکو بدنام کیا اوسنے خود کام عبث

کیوں نہیں بوسہ یہ پیغام سمجھکر خوش ہوں
نامہ بر کو نہیں دیتے ہیں وہ دشنام عبث

آہ و زاری کے لیے رات پڑی ہی ساری
مضطرب شام سے ہی تو دل ناکام عبث

دلمیں ٹھہرائی ہے جو مجھسے بلا کر کہدو
واسطہ بیچ ہے اور نامہ و پیغام عبث

ہولیا جو کہ ہوا روز نخستین میں ظہیر
گلۂ بخت غلط شکوۂ ایام عبث

ردیف جیم عربی

کیا دیکھتے ہو دیکھکے دشمن کو ادھر آج
ہم خوب سمجھتے ہیں جو ہے مد نظر آج

تم کیا کہ زمانہ میں ہے کچھہ رنگ دگر آج
دل کیا نہیں ملتا نہیں ملتی ہے نظر آج

تم پہلوئے دشمن میں ہو یا ہو مرے گھر آج
بیٹھے ہو کہاں دل ہے کہاں دھیان کدھر آج

تم پھر گیے مجھسے کہ نگاہیں طرف غیر
بدلا ہے طبیعت کی طرح رنگ نظر آج

ہوتی نہین کیون صبح شب وصل عدو مین
تم چھپتے ہو مجھسے کہ خجالت سے سحر آج

دم ہے کہ غم ہجر ہے جیتا ہی کہ مرنا
تم کیا نہین پہلو مین نہ دل ہی نہ جگر آج

ناکام ہے مجھ سا ہی شب وصل عدو مین
شرمندہ ہے کیا کیا نہ دعا و نہی اثر آج

کچھ سوچ کے بیٹھے ہین تری راہگذر مین
یہ جان لیا ہے کہ نہ سودا ہے نہ سر آج

منظور ہے منظور ہے کچھ سرزنش غیر
مین بہی تو کہون دل ہین وہ کیون آئے ادہر آج

تہی دلکو کچھ افسردگی یاس سے تسکین
وہ آگ لگانیکو ہین آئے مرے گہر آج

ہم وصل پہ اوبجہے ہین اودہر غیر ہے برہم
ہے دونو طرف ضد مین ادہر آج اودہر آج

شوخی ہے طبیعت کی کہ حال دل بیمار
کل اور تہے کچھ اور رہین انداز نظر آج

کہتا ہون برا غیر کو تم سنتے ہو خاموش
کیا بیخبری ہے کہ نہین کچھ بہی خبر آج

بشاش کچھ ایسے ہین وہ پیغام عدو سے
گویا کہ سنہ [illegible]

ہے روز مصیبت [illegible]
[illegible] ہے کہ شب ہی نہ سحر آج

[illegible] مین بجھا دینگے نگاہین
دیکھین گے کہ جاتے ہین وہ بچ بچ کے کدہر آج

پہر عہد شکستہ کی درستی ہے عدو سے
پہر تمنے مرے قتل پہ باندہی ہے کمر آج

کیون کر نہ کہون تسکو نہ تہے غیر کے گہر مین
تم شام کو آتے ہوے آئے ہو سحر آج

کیا کیا ہین ظہیر اہل خرابات مین چرچے
ایک ایک سے کہتا ہے کہ ہین آپ کدہر آج

جاتی ہی سوی در جو نظر بار بار آج
کیون کر کہون عدہ کا نہین انتظار آج

دیتا پیام وصل ہے کچھ اضطراب شوق
تہمتا نہین بغل مین دل بیقرار آج

مرنا تو سہل ہے مگر الزام کیون اٹہائین
وعدے کی شب ہے اور سہی انتظار آج

دیکھی ہے کچھ نہ کچھ تو رقیبوں کی سرکشی ۔ بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے شرمسار آج

رونا ہوا ملال فی درد و الم سے رنج ۔ رونے لگے وہ سن کے مرا حالِ زار آج

کچھ کم نہیں صعوبتِ ہجران بھی حشر سے ۔ ہو جائے کاش پرسشِ روزِ شمار آج

لینا خبر ظہیر کی اے اہلِ میکدہ ۔ بیٹھا ہے بن کے زاہدِ شب زندہ دار آج

ردیف جیم فارسی

حسرتِ بوسۂ لعلِ لبِ دلدار نہ کھینچ ۔ منتِ نازِ مسیحا دلِ بیمار نہ کھینچ

خونِ عاشق سے ہے گلرنگ خطا ہی کیا کی ۔ دیکھ چنگلی میں ستمگر لبِ سوفار نہ کھینچ

اے پریشانیٔ غم ساتھ نبھا کر دل کا ۔ کلفتِ برہمیٔ گیسوئے خمدار نہ کھینچ

طلبِ بوسہ پہ اتنا ترش ابرو کیوں ہے ۔ لبِ جانبخش کے بیمار پہ تلوار نہ کھینچ

تو نے دیکھے ہی نہیں روزِ الم کے اندھیر ۔ دور اپنے کو سیاہی میں شبِ تار نہ کھینچ

ہے تو پھر حسرتِ عاشق سے نکلنا کیسا ۔ تیر کو سینۂ بسمل سے کماندار نہ کھینچ

زیست چاہے تو سدا زہر ہی کھا کر مر جا ۔ زحمتِ جان کنی مردنِ دشوار نہ کھینچ

جذبۂ شوق محبت کو تری آگ سے لگے ۔ مجھ کو اے دل طرفِ کوچۂ اغیار نہ کھینچ

کیا یہ کم ہے کہ ہیں کشتۂ شوق ہوں ۔ جذبِ الفت طرفِ کوچۂ دلدار نہ کھینچ

پیچھے پیچھے چلی آتی ہے نسیمِ کنعان ۔ کاروان کو ہوسِ گرمیٔ بازار نہ کھینچ

ہم خنک مہریٔ گردون سے جلے بیٹھے ہیں ۔ تو مشقت عبث اے آہ شرربار نہ کھینچ

ایک دریوزہ گرِ کوئے خرابات ہوں میں ۔ مجھ کو اے کشمکشِ سبحہ و زنار نہ کھینچ

رند ہوں قیدِ مذاہب سے ہوں آزاد ظہیر ۔ مجھ کو ہرگز طرفِ کافر و دیندار نہ کھینچ

ردیف حای حطی

ملا ہے مجھکو نصیبون سے مہربان ناصح
کہ اوسکی یاد دلاتا ہے ہر زمان ناصح

ہمارے موںہہ پہ کہے تو برا حسینون کو
خدا سنائے نہ ہمکو ترا بیان ناصح

مرا جو شیشۂ دل سنگ یاس سے توڑا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان ناصح

گلی مین یار کی جانے کو منع کرتا ہے
ہوا ہے تو بہی رقیبون سے ہمزبان ناصح

ہم اور کوے بتان اور جادہ فرسائی
پہر لگا ساتہہ ہمارے کہان کہان ناصح

خبر ہے گرم مرے گہر مین اونکے آنیکی
ذرا خدا کے لیے بند رکہہ زبان ناصح

جلا ہوا ہے مگر تو بہی اوس پریوش سے
تری طرف سے مجہے ہین بڑے گمان ناصح

تری زبان نے مجہے خلق مین کیا بدنام
ترے سوا نہین اب کوئی رازدان ناصح

خدا کرے کہین دل ترا بہی آجاے
ظہیر ارے تو بہی [illegible] فغان ناصح

[illegible]یف خای معجمہ

وہ اور سبو کا ہووے جب عکس پڑا سرخ
کیا نام خدا رخ پہ دوپٹہ ہے کہلا سرخ

تلوؤن سے ملا آپنے کسکا دل پرخون
ایسا تو نہ کیا تہا کبہی رنگ حنا سرخ

کیا حسن کی گرمی سے دمکتا ہے وہ چہرہ
عارض کی سے ہے رنگت گل احمر سے سوا سرخ

اللہ رے نزاکت کہ حرارت سے حنا کے
گلرنگ ہوا جسم ہوے جب کف پا سرخ

کچہہ رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے آج
رخسار ہین گلرنگ تو آنکہین ہین جدا سرخ

رنجش سے بڑا پیار بگڑنی سی بنی بات
چہرہ کا کہلا اسکا جو غصے مین ہوا سرخ

ہے ہے نہ رہا وصل مین کچہہ خوفِ محبت
بوسون سے کیے اونکے لبِ روح فزا سرخ

گلگونۂ رخسار ہوی شعلہ مزاجی
کچہہ آج نقابِ رخِ روشن ہی سوا سرخ

ہے مد نظر قتلِ ظہیرِ جگر افگار
اوس کافرِ سفاک نے نامہ ہے لکہا سرخ

ردیف دال

ہے وحدت و کثرت مین تماشای محمدؐ
مجموعۂ قدرت ہے سراپای محمدؐ

ہے دیدۂ حق بین مین تماشای محمدؐ
اللہ کا طالب ہے شناسای محمدؐ

چہپتا جو نگاہون سے تو سایہ نظر آتا
ہے چشمِ ملائک مین مگر جای محمدؐ

پیراہنِ یوسف کو ہے جس بو مین بسایا
تہی نکہتِ گیسوی سمن سای محمدؐ

اوس نورِ مجسم مین ہے اللہ کا جلوہ
ہے شکلِ الف قامتِ رعنای محمدؐ

سایے کے نہ ہونے سے کہلا سرِ تنہائی
یعنی کہ نہین خلق مین ہمتای محمدؐ

ہے موجِ تبسم مین عجب روح فزائی
قربانِ لبِ لعلِ مسیحای محمدؐ

ہے خلوت و جلوت مین وہ اللہ سے شامل
کونین مین ہے نقشِ کفِ پای محمدؐ

حضرت کے سوا کون ہے حضرت کا شناسا
ہے چشمِ محمدؐ مین مگر جای محمدؐ

کٹتی ہے اسی دہیان مین عاشق کی شبِ ہجر
اے صلِ علیٰ زلفِ دل آرای محمدؐ

مجبورِ شریعت سے ہون کچہہ کہہ نہین سکتا
ہے دل مین جو کچہہ جوشِ تولای محمدؐ

ہے سرمۂ مازاغ سے شورش گرِ عالم
آشوبِ جہان نرگسِ شہلای محمدؐ

اپنے کو جو تہی مدِ نظر اپنی نمایش
خود حسن ہوا محوِ تماشای محمدؐ

یان روز نخستین ہی ہے فردا پس فردا
کچہہ اوس سے بہی اول ہے تجلای محمدؐ

موسیٰ کو ہے حسن حق تجلی سے غش آیا
وہ نور دل افروز ہے شیدا ے محمدؐ

کیا حسن نمک بیز ہے اللہ رے اللہ
کونین مین ہے شورش و غوغای محمدؐ

دیکہو تو ذرا حسن دو بی سوز کے جلوی
ہر رنگ مین ہے رنگ تجلا ے محمدؐ

رحمت کے اشارے ہین شفاعت کی کرشمی
ہے جان جہان نرگس شہلا ے محمدؐ

مطلوب جہان ہے مرے مطلوب کا طالب
اے عشق خوشا طالع شیدا ے محمدؐ

اس عجز نوازی پہ تصدق ہے دل و جان
امت کی تمنا ہے تمنا ے محمدؐ

کیون سر بگریبان سے ہے ظہیر جگر افگار
وا فر ہے بہت دامن پہنا ے محمدؐ

کہون کیا شوکت و شان محمد
بہت اونچا ہے ایوان محمدؐ

محمدؐ اور یہ سامان محمد
زہے شوکت زہے شان محمدؐ

دو عالم مین ہے سامان محمد
کہ یان تن ہے تو وان جان محمدؐ

فروغ لمعۂ انوار حق سے
فروزان ہے شبستان محمدؐ

ازل کیا ہے ابد کہتی ہین کسکو
یہی آغاز و پایان محمدؐ

چمن پیرا ے گلزار جہان ہے
بہار روی خندان محمدؐ

سبق آموز عقل اولین ہے
مگر طفل دبستان محمدؐ

صباحت زادہ روز کن فکان ہے
دم صبح گریبان محمدؐ

گل شاداب رحمت ہی ہی معمور
سراسر جیب و دامان محمدؐ

بس اب ممکن ہے قرب خاص باری
کہ ہاتہہ آیا ہے دامان محمدؐ

فرشتے ڈہونڈتے پھرتے ہین جسکو
وہی تو ہین غلامانِ محمد

فرازِ عرش سی گذرا ہوا ہے
عروجِ خاک بیزارانِ محمد

کوئی کیا جانے اسرارِ لدنی
کہ مشکل تر ہے آسانِ محمد

ادہر مست ادہر عشقِ حقیقی
کہین دل ہے کہین جانِ محمد

کلیم اور انتہاے شوق اور طور
فرازِ عرش وجولانِ محمد

اگر چشمِ حقیقت بین سے دیکہو
نہین آغاز و پایانِ محمد

محمد آبیارِ باغِ کن ہے
بہارِ کن سے ہے بستانِ محمد

زبانِ حق محمد کی زبان ہے
خدا کا حکم فرمانِ محمد

درِ جنت پہ ٹھہرے ہین گنہگار
کہ اب آتا ہے فرمانِ محمد

مگر عشقِ خدا کا سلسلہ ہے
کمندِ زلفِ پیچانِ محمد

دیا جاتا ہے جس سے فتنۂ حشر
وہ ہے سروِ خرامانِ محمد

نہ کیون ہون نرگسین آنکہونکی قربان
کہ نرگس خود ہے حیرانِ محمد

وہ چشمِ نرگسین وہ کحلِ مازاغ
دلِ عالم ہے قربانِ محمد

نہ ہونگے حشر تک جس سی سبکدوش
وہ کچہ ہے بارِ احسانِ محمد

نمایش حق کو تہی منظور اپنی
کہلا اب رازِ پنہانِ محمد

فقط اک چشمِ عالم مین نہین جا
خدا ہے خود نگہبانِ محمد

ہوا ہی شوق مین پہونچے کہان ہین
رہے ہشیار مستانِ محمد

ظہیر اور اسقدر گستاخ دستی
بہلا تو اور دامانِ محمد

تو سوزِ نہان سے نہین ای چارہ گر آگاہ
مر جاؤن گا مین ہونگے اگر زخمِ جگر بند

اوس بزم مین ہین سوی فلک یون نگران ہون
صیاد کو جس طرح تکے طائرِ پر بند

تہا موت کو بہی ہاے اسیوقت یہ آنا
وہ آتے ہے ادہر آنکہ ہوی ہای اودہر بند

اب ڈر ہے مجہے جذبۂ دل پردہ دری کا
سنتا ہون کیے غیر نے وان روزنِ در بند

دیکھو تو ذرا عشرتِ دشمن کے تکلف
دربان پہ یہ قدغن ہے کہ ہو شام سے در بند

کیا جانئے ظہیر اب کی ہے کس خواب گہ مین
یون آنکہ نہ رہتی تہی کبہی آٹہہ پہر بند

تیرے بلا کشون کی اگر ہو فغان بلند
ہو جائے ضد سے اور بہی کچہہ آسمان بلند

کرتے ہین ہم بہی نالۂ آتش فشان بلند
دیکہین بلند تر ہے فلک یا فغان بلند

ہو بہی گئی جو آہ دلِ ناتوان بلند
پہر کچہہ مکان بلند نہ کچہہ لامکان بلند

اپنی نگاہ مین ہین نشیب و فرازِ دہر
ہے ایک دوسرے سے کہین آسمان بلند

ہے لطفِ سوز جب کہ شکایت لب تک نہ آئی
وہ آگ دل مین ہو نہ ہو جس سے دہوان بلند

ہمت اگر ہو نالۂ گردون شگاف مین
کچہہ دور آسمان ہے نہ کچہہ لامکان بلند

دستِ دعا مرا مری ہمت سے پست تر
اور دل کے حوصلون سے ترا آستان بلند

اللہ رے اوجِ طالعِ مسعودِ مدعی
ہے گو کہ آسمان مگر اتنا کہان بلند

کیون تجہہ کو آشیانۂ بلبل کا فکر ہے
اتنی تو شاخِ گل نہین ای باغبان بلند

وقفِ حوادثِ فلکی ہین بلند قد
گرتی ہے تاک تاک کی برق آشیان بلند

ہمراہِ قافلہ ہون جو ہے شکستہ پا
ہرگز نہ ہو غبارِ پسِ کاروان بلند

ہے دہوم عرش تک تری فریاد کی ظہیر
ہوتا ہے شور نالہ کہان سے کہان بلند

ردیف ذال

پڑھنے لگتا ہون اوٹھا کر جو زمین کا کاغذ
ہے یہہ سودا کہ نہو کوئی وہین کا کاغذ

کیا ہے تعویذ نمط اوسکو چھپا کر رکھون
نامہ بر لایے گر اوس پردہ نشین کا کاغذ

نہین تقدیر کے لکھے کا کوئی اور علاج
کہ ہے جوشش گریہ مین جبین کا کاغذ

خط مرا جان سے کرتے ہین وہ پرزے پرزے
لایے گر نامہ رسان کوئی کہین کا کاغذ

وہ مضامین دلاویز وہ دلکش عنوان
نسخہ سحر ہے اوس دشمن دین کا کاغذ

دم مبدم چھیڑ ہے یہ گھر سے اوٹھا نیکو لیے
لے لیا آپ نے کیا مول زمین کا کاغذ

ای ظہیر اوسکو اگر بھیجتے ہو نامۂ شوق
ہو لفافہ پہ نہ تحریر کہین کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

آنکھون مین رہے تم دل مضطر سے نکلکر
صد شکر کہ گھر ہی مین رہے گھر سے نکلکر

آوارہ و برباد پھرا گھر سے نکلکر
چکر مرے تلوون مین رہا سر سے نکلکر

شامل ہے تپش مین تری شوخی دم بسمل
دم آگیا مجھہ مین ترے خنجر سے نکلکر

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہل ہنر کا
ہے قدر مگر لعل کی پتھر سے نکلکر

سر پھوڑتی پھرتی ہے مری قبر پہ حسرت
ویران ہین ارمان دل مضطر سے نکلکر

دنیا مین نہین ہے شب ہجران کا ٹھکانا
کمبخت کہان جایے مری گھر سے نکلکر

چھپتے ہو کدہر تم دل عاشق تو نہین ہے
جاوگے کدہر عرصۂ محشر سے نکلکر

ارمان نہین ہم کہ کسی دل مین سمائین
جائین تو کہان جائین ترے گھر سے نکلکر

مارا بھی جلایا بھی مجھے ایک ادا مین
دم آگیا مجھ مین تری ٹھوکر سے نکلکر

ہے سدرسے اسدرسے آشفتہ مزاجی
سودا بھی پریشان ہے مری سر سی نکلکر

اس پیچ مین آیے کبھی اوس پیچ مین آیے
جائین گے کہان زلف کی چکر سے نکلکر

آہِ دلِ پُر درد ہو یا جان ہو میری
جاتے ہو کہان تم دلِ مضطر سے نکلکر

پابندیِ ہستی ہے ظہیر آہ عجب قید
جا سکتے نہین گنبدِ بے در سی نکلکر

طرزِ نگہہ نرگسِ مستانہ سمجھ کر
ہم پی گیے شکوے تری پیمانہ سمجھکر

ہر سنگ کو سنگِ درِ جانانہ سمجھکر
سو بار گیے کعبے کو بتخانہ سمجھ کر

ساغر کو ترے نرگسِ مستانہ سمجھکر
سو ٹکڑے کیے توبہ کے پیمانہ سمجھکر

باتون مین اڑایا کیے دیوانہ سمجھکر
سمجھے نہ یگانے مجھے بیگانہ سمجھکر

جان باختہ گیسوی جانانہ سمجھ کر
اونے مجھے دلِ صدچاک سی ہمشانہ سمجھکر

طولِ شبِ غم ہے نہ سیہ روزیِ ہجران
گیسو سے اولجھتا دلِ دیوانہ سمجھ کر

عاشق کی بھی کچھ برہمیِ کا ہی دہیان
مشاطہ ذرا کیجیو تو شانہ سمجھ کر

جلوے یہ نہین حصر جو صورت نظر آیے
بیہوش ہوے طلعتِ جانانہ سمجھکر

روداد الم کیا مرے غمخوار سے سن لی
وہ دل مین جو آتے نہین غمخانہ سمجھکر

اوس بزم مین گھسنے نہ دیا رشک و قلق نے
اپنون ہی نے نکالا مجھے بیگانہ سمجھکر

اس گھر کا مکین او رہے ای حسرت و ارمان
تم دلکو بنا مرے غمخانہ سمجھکر

بدمستی و ہشیاریِ میخوار تو دیکھو
پیمانِ وفا توڑے ہین پیمانہ سمجھکر

اک گل پہ نوا سنج نہین ذوق مین بلبل
اک شمع پہ جلتا نہین پروانہ سمجھکر

میرا نہ گریبان ہو نقابِ رخِ جانان — اُٹھا دستِ جنون ہمتِ مردانہ سمجھکر
مسجد کو نہ لیجائینگے زاہد نہ خفا ہو — آتے ہین نشے مین درِ میخانہ سمجھکر
تشخیصِ نگاہِ بتِ خودکام نے مارا — دیوانہ بنایا ہے مجھے فرزانہ سمجھکر
عاشق سے بھی ہوتی ہے کہین اتنی شکوہ سرائی — بلبل نہ سمجھتے مجھے پروانہ سمجھکر
زاہد نے کیا ہے نہ پی مے نہ دیا دل — توڑا کبھی توبہ کو نہ پیمانہ سمجھکر
سر تیرے قدم پر ہے کبھی پاے مغان پر — گرتا ہے نشیمن ترا استانہ سمجھکر
پھر کچھ ہین تو ہین نکتہ سرا اہلِ خرابات — پڑھتے ہین سخن کو مرے رندانہ سمجھکر
دلکش ہے غضب نرگسِ مستانۂ ساقی — میخوار سما جائین نہ میخانہ سمجھکر
پوچھین تو غرض کیا ہے نہ پوچھین تو زبان کیا — وہ اور سنینگے مرا افسانہ سمجھکر
کچھ اپنی طرف دیکھیے کچھ ظرفِ قدح خوار — دیتے ہو تو دینا مجھے پیمانہ سمجھکر
ممکن ہے کہ دربان درِ ساقیِ کوثر — روکے نہ گدا ہی درِ میخانہ سمجھکر
کوچے مین ترے گرمیِ ہنگامہ ہے جیسے — رہنے دے مجھے سبزۂ بیگانہ سمجھکر

قطعہ

اسد وہ دن بھی ہو کہ خاکِ درِ یثرب — ہم سر پہ رکھین تاجِ ملوکانہ سمجھکر
مین خاک نشین درِ قوسین نشین ہون — اسنے ہے چرخ سمجھا مسندِ شاہانہ سمجھکر
مجھکو شرفِ خلعتِ الفقر ملا ہے — دھوکے مین نہ آ دلق گدایانہ سمجھکر
اُس در کا ثنا خوان ہون کہ جس در پہ فرشتے — رُک جاتے ہین دربار امیرانہ سمجھکر
ملجا ہے ظہیر اپنا درِ ساقیِ کوثر — ہم وان بھی چلے جائینگے میخانہ سمجھکر

صبحِ محشر یاد آئی شامِ ہجران دیکھکر — کھل گئین آنکھین مری خوابِ پریشان دیکھکر
آ گئے دھوکے مین ہم روئے فروزان دیکھکر — دل دیا اک نامسلمان کو مسلمان دیکھکر
آج کیون اتنا بیانِ خلد مین لگتا ہے جی — کیا کہین آیا ہے واعظ کوئی جانان دیکھکر
ہو چلا ہے کفر میرا رہنمائے راہِ دین — خلد مجھکو یاد آیا کوئے جانان دیکھکر

پنجۂ وحشت سے پیراہن جگر تک چاک ہے
پھٹ گیا ناصح کا دل میرا گریبان دیکھکر

بخت خوابیدہ ہمارا جاگ کر پھر سو گیا
بند آنکھین ہوگئین رخسارِ تابان دیکھکر

مجھسے زاہد ماجرای بُت پرستی کچھہ نہ پوچھہ
ہوش میرے اوڑ گیے تصویرِ جانان دیکھکر

جوش وحشت سے نہین ٹکتی زمین پر اب قدم
اوڑ گیا کوسون ہمارا دل بیابان دیکھکر

ہین گرفتارون مین جسکے کچھہ اوسیکو فکر ہے
ہم ہوئے ہین معتکف کچھہ کنجِ زندان دیکھکر

وہ نگاہِ شرمگین اسطرف پھرتی نہین
پھر گئین اپنی نگاہین وضعِ دوران دیکھکر

کیون نہین ہوتی خدایا شامِ غم صبحِ وصل
چاہیے عیش و طرب ہو رنج و حرمان دیکھکر

کب ہوا نادم کیے پر اپنے وہ نا منفعل
ہے پشیمان ہی تو دشمن کو پشیمان دیکھکر

بیمروت وقت شکوہ بن گیا نا آشنا
پھیر لین آنکھین مرا حال پریشان دیکھکر

کیون نہ مرجاؤن مین ایسے پر کہ ہنگامِ وداع
لے لیا موتہہ پر دوپٹہ مجھکو گریان دیکھکر

دعوی رنگین نوائی بھول جاتے ہین ظہیر
خوش نوایانِ چمن تجھکو غزل خوان دیکھکر

ٹھہرا ہے حصر درد جدائی و صال پر
موقوف زندگی ہے امیدِ محال پر

دھڑکا شب وصال مین ہے صبح ہجر کا
آغاز مین نگاہ ہے اپنے مآل پر

دیکھین کہانتک آپ عدو سے نباہینگے
انجام ہر کمال ہے آخر زوال پر

یارب وفور شوق کی تدبیر کیا کرون
ممکن ہے انتہای جدائی وصال پر

انجامِ عشق دیکھیے کیا حال ہو ظہیر
آغاز ہی مین وحشتِ دل ہے کمال پر

میکشو رحمتِ باری ہے گنہگارون پر
بجلیان کوندہتی ہین باغ کی دیوارون پر

وار پر وار پیالی ہین دل افگارون پر
رکھہ لیا ہے نگہِ یار نے تلوارون پر

سادہ لوحون پہ نہ موقوف نہ عیارون پر
دل کا آنا ہی قیامت ہے طرحدارون پر

واہ وا خوب شبِ وعدہ لگائی مہندی
رات بھر تمنے لٹایا مجھے انگارون پر

یا الہی کہین عاشق ہون نصیحتگر بھی
بیگناہون کا پڑے صبر ستمگارون پر

بدگمان تم بھی مجھی سے ہو تکلف موقوف
ورنہ تکرار ہو کیون وصل کے اقرارون پر

آج سے ہم بھی ہیں چاہنے والے انکے ... کچھہ تو ہے بات کہ گرتی ہے ہوسکارون پر

دل شکستہ ہین قفس توڑ کے جائین کیا خاک ... بجلیان ٹوٹ پڑین تازہ گرفتارون پر

اپنے سینے مین ہے وہ آہ شرربار ظہیر ... برق بھی لوٹتی ہے فلک سے انگار و نیر

ناز معشوق کے ہوتے ہین طلبگارون پر ... برق بھی تاک کے گرتی ہے وفادارون پر

حسن کی گرمی بازار الٰہی توبہ ... آگ سی آگ برستی ہے خریدارون پر

رشک کی جا ہے ستمگر کہ گوارا ہے تجھے ... ناتوانی کے ستم ہون ترے بیمارون پر

تھوڑی دولت پہ تنکظرف اچھل پڑتے ہین ... دیکھہ لو کرکے نظر غور سے فوارون پر

کشتۂ شوق تجلی ہین تجلی معلوم ... ہائے گرتی نہین بجلی بھی بلامارون پر

حوصلے جرم کے کچھہ اور بڑھا دیتے ہو ... تم تو کچھہ اس ڈھب سے بگڑتے ہو خطاوارون پر

کہنہ بیٹھین کہین کچھہ مونہہ سے لب زخم جگر ... مونہہ نہ کھلواؤ خفا ہوکے دل افگارون پر

سر کے بل جادۂ تسلیم کرو قطع ظہیر ... کہ قدم رکھتے ہین اس راہ مین تلوارون پر

شان حسن کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر ... صورت معنی نما ہین شمع و گل شمس و قمر

قطرہ قطرہ بحر ہے پھر بحر کا کیا پوچھنا ... کیسے کیسے دلربا ہین شمع و گل شمس و قمر

اوسکو دیکھا چاہیے ذرہ ہین کس خورشید کے ... یہ تو نام بے بقا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک کی ہوکر نہین رہتے جہان مین خوبرو ... ایک عالم آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

ہے تحیر خیز حسن عالم آرا کیا کہون ... ایک شان کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک شب کے دوست ہین یہ ایکدن کے آشنا ... آشنا ناآشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

اب کھلے ہین معنی لولاک ہمپر اے ظہیر ... کسکے جلوے کی ضیا ہین شمع و گل شمس و قمر

گدگدایا جو نہین نام کسی کا لیکر ... مسکرانے لگے تہ مونہہ پہ دوپٹہ لیکر

خوش تو ہین آپ ہمارا دل شیدا لیکر ... کہین سودا ہی محبت ہو نہ سودا لیکر

آج تک کوئی نہ ارمان ہمارا نکلا ... کیا کرے کوئی تمہارا رخ زیبا لیکر

واہ یہ خوب ہوئی کوئی کہین ہو بدنام ... ذکر لے دوڑتے ہو نام ہمارا لیکر

اب جو دل دے تمہین کوئی تو کس امید پہ دے
تم پھر بیٹھتے ہو مال پرایا لے کر

پوچھ لیتے ہین وہ یہ اپنے خریدار دل سے
آپ اپنے کیا لیکے ہوا ور جاتی کی کیا کیا لے کر

تیرہ روزون کی ستائی کو تو بہی ہے کیا کیا
تیرے گیسو کی درازی شب یلدا لے کر

لب تک آ آکے جو رک جاتے ہو ای ناز شعار
پاؤن پھیلانے لگے تم بہی سہارا لے کر

کیون ہمین سے دل بیمار گرے پڑتے ہو
اوٹھ کہڑے ہوتے ہو چلو نام خدا کا لے کر

غیر کو ساتھ ہے وہ پھر عیادت لایا
لو مسیحا ملک الموت کو آیا لے کر

اک نہ اک فتنہ نوخیز لگا لاتے ہو
تم تو آتے ہو نیا روز تماشا لے کر

اب تو حسرت ہے یہی وصل کی بدلے صیاد ل
دم نکل جائے کہین دل کی تمنا لے کر

کل اوٹھا دیے گئے اوس تم سے سکتی ہین ظہیر
صفت یعقوب ہوے نام ہمارا لے کر

شب کو وہ شوخ رہا گھر سے سفر باہر
آج اغیار ہین کچھ جامہ سے باہر باہر

دل مین خندان ہین گل داغ گل تر باہر
ہم گلستان مین رہے قبر کے اندر باہر

جھانک لیتے ہین وہ غرفے مین جو آکر باہر
دور ہی سے مجھے کہتے ہین کہ باہر باہر

ناصحو ہے ہی سکن کہ جہان جی لگ جائے
گھر مین جنگل نظر آتا ہے مجھے گھر باہر

سب خبر ہے مجھے جیب گریبان جانی
لاگ رہتی ہے دل وحشی کے اندر باہر

مین گدائی درمیخانہ ہون پھر دے ساقی
ٹوٹا پھوٹا جو پڑا ہو کوئی ساغر باہر

شمع سان پردہ مین بے پردہ نظر آتے ہین
جلوہ حسن سے یکسان ہین وہ اندر باہر

ان دمون مین ہی کبھی رات کو کون آتا ہے
دیکھنا گھر سے نکلکر دل مضطر باہر

بیخود شوق ہون کیا مجھ سے گلے کرتی ہو
میرے قابو سے ہے میرا دل مضطر باہر

جنبش باد بہاری نہ ہمین چھیڑ کہ ہم
چل کھڑے ہونگے ابھی گھر سے نکلکر باہر

کیون کہا اونسے کہ دشمن ہے کسی دیگر گھر
اب وہ گھبراے ہوے پھرتے ہین اندر باہر

چین دیتی نہین تربت مین بھی شوریدہ سری
کہ گریبان کفن سے ہے مرا سر باہر

واہ کیا بات ہے ای شوق ملاقات رقیب
کہ وہ گھبرا کے نکل آتے ہین اکثر باہر

پوچھہ لیتے ہین مجھے گھر سے نکلتے ہین وہ جب
دیکھنا چمکے نہ بیٹھا ہو وہ پتھر باہر

پردہ اوٹھتا ہے تو اک برق چمک جاتی ہے
ہم گرے پڑتے ہین پردہ کی برابر باہر

مین تو ارمان نہین ہون کہ نکالوگے مجھے
بیٹھہ جاؤنگا ابھی در پہ مچل کر باہر

مین نہ مانونگا نہین اُلفتِ اغیار ظہیر
کچھہ تو ہے وہ جو نکل آتے ہین اکثر باہر

ردیف رائے ہندی

ذکرِ عدو وصال مین اے بدگمان نہ چھیڑ
ظالم خدا کو مان کے یہ داستان نہ چھیڑ

ہوتی بُری ہے آہِ دلِ دردناک کی
ہمکو نہ چھیڑ پھر خدا آسمان نہ چھیڑ

دشمن زبون و بخت معین دوست مہربان
ڈرتے ہین نکالے اور کوئی آسمان نہ چھیڑ

دینا پڑے نہ ضد سے کسی شعلہ رو کو دل
بے وجہہ بے قصور مجھے بدگمان نہ چھیڑ

کہہ دونگا سب عدو سے تری بیوفائیان
مجھہ سے حدیثِ مہر و وفا بدزبان نہ چھیڑ

کچھہ کچھہ غنودگی مین ہے وہ چشمِ نیم باز
فتنے کو خوابِ ناز مین تو اے فغان نہ چھیڑ

زخمِ کہن پہ اب نہ لگا زخمِ نو ظہیر
غربت مین داستانِ وطن پھر یہان نہ چھیڑ

ردیف زائے منقوطہ

اُٹ لٹا گر ہے سلامت دلِ صد چاک ہنوز
کوئی ایسا نہوا لاکھہ کا گھر خاک ہنوز

وہی ہنگامہ وہی غیر ہین بیباک ہنوز
اوڑ رہی ہے تری کوچہ مین وہی خاک ہنوز

ہم بھی کیا ہین کہ ترستے ہین تہِ خاک ہنوز
ان جفاؤن پہ نہین شکوۂ افلاک ہنوز

روح کے ساتھہ ہے کیا جانیے کیا نکہتِ یار
کہ نہین چین سے یہ مشتِ کفِ خاک ہنوز

مین تو مضمون لگا لکھہ کی پشیمان ہوا
کہ زمین ہے مری اشعار کی نمناک ہنوز

غم سے دو روز مین غنچہ کا جگر چاک ہوا
ہم لیے بیٹھے ہین بر مین دلِ صد چاک ہنوز

قطعِ امید بھی قطعِ تعلق معلوم
کہ سلامت ہے بغل مین دلِ بیباک ہنوز

وہ جفاؤن سے پشیمان ہوئی بھی تو کیا
جنگجو ناز مین انداز ہین سفاک ہنوز

ہم ہین وہ رند می آشام پس تقوی بھی
محتسب کو ہے خرابات مین ہے دھاک ہنوز

سر خجالت سے گریبان مین جھکا جاتا ہے / شوخ چشمی سے نظر ہے وہی بیباک ہنوز

تم تو شوخی سے نہ باز آئے ہمین کیا پروا / کوئی بیچین تڑپتا ہے تہ خاک ہنوز

ان قوافی مین لکھو ایک غزل اور ظہیر / توسن طبع روانی مین ہے چالاک ہنوز

ہے سیہ تاب بھی ہوے ہین ہوسناک ہنوز / تاک رہتی ہے نگاہون کی تہ خاک ہنوز

زندہ در گور ہین غم سے ترے غمناک ہنوز / مل گئے خاک مین لیکن نہ ہوے خاک ہنوز

کوئی آسودہ نہین غم سے تہ خاک ہنوز / ہین گریبان کیطرح جیب کفن چاک ہنوز

جانتا ہون کہ رقیبون سے ہوی ہے ان بن / ورنہ ایسے تو نہ تھے آپ غضبناک ہنوز

وہ بگڑ کر بھی لگاوٹ کی لیے جاتے ہین / ہم گیے جان سے قصہ نہ ہوا پاک ہنوز

صورت یاس برستی ہے جواب خط سے / چشم قاصد دم گفتار ہے نمناک ہنوز

کیا ہوا ناصح نادان تو اگر قید کیا / خاک اوڑانے کیلیے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

ہم چمن مین بھی رہے برگ خزان دیدہ نمط / کہ اوڑے پھرتے ہین شکل خس و خاشاک ہنوز

کیونکر اوس منزل بعید پہ رسائی ہو ظہیر / کہ جہان وہم رسا اور نہ ادراک ہنوز

قول نخست سے ہمنے بھلایا نہین ہنوز / ہر جا سر نیاز جھکایا نہین ہنوز

اچھا ہے لطف جور جو پایا نہین ہنوز / دست ہوس عدو نے بڑھایا نہین ہنوز

دیکھا تو آسمان سے بلا کا نزول تھا / بالین سے ہمنے سر کو اوٹھایا نہین ہنوز

دار و رسن کی فکر ہے ارباب ہمت / جو دل مین ہے زبان پہ آیا نہین ہنوز

رہنے دے ذکر آتش دوزخ کو پند گو / کیا سوز غم نے دلکو جلایا نہین ہنوز

یارب ابھی سے کیون دل مضطر کو یاس ہے / قاصد تو کوئی اوس سے آیا نہین ہنوز

افسانہائے طور و تجلی سنا کے وہ / پردے سے اوسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز

دشمن نگاہ لطف سے خورسند ہو تو ہو / بارے نظر مین اوسکے سمایا نہین ہنوز

بے جی مین اب کے حضرت ناصح کو بھیجیے / قاصد جواب خط کوئی لایا نہین ہنوز

اوس بت نے نیم جلوے مین کیا کچھہ دکھا دیا / اپنی نظر مین کوئی سمایا نہین ہنوز

کہتے ہین وہ ظہیر بھی کتنا غیور تھا
جب سے گیا بگڑ کے پھر آیا نہین ہنوز

مدعی ایک نہین محرم اسرار ہنوز
سبحۂ شیخ مین ہے رشتۂ زنار ہنوز

عام ہے صیتِ کرم پھر گنہگار ہنوز
باب توبہ ہے در خانۂ خمار ہنوز

آستانِ حرم و دیر سے سر جو نہ اوٹھا
سر ٹپکتے ہی رہے کافر و دیندار ہنوز

چشم حق بین ہین تو ہین گوش حقیقت آگاہ
کہ وہی بانگ انا الحق ہے وہی دار ہنوز

اس پہ بیٹے ہین کہ غم دل مین ہی جانکا سماتھا
زندگی یہ ہے کہ ہین جان سے بیزار ہنوز

بھول جاوےگے در صومعہ کو حضرت شیخ
تمنے دیکھا ہی نہین خانۂ خمار ہنوز

اونکو جو دیکھنے آتے ہین مجہی دیکھتے ہین
ہے تماشای تماشائے دیدار ہنوز

ذرہ ذرہ سے فروزان ہے تجلای جمال
کوئی اوٹھا ہی نہین طالب دیدار ہنوز

حیرت حسن سے یارای نظر ہی نہوا
پاس رہ کر بھی رہے تشنۂ دیدار ہنوز

کم نہین یہ بھی تفاخر کہ ظہیر خستہ
ہے دعا گوی ور دولت سرکار ہنوز

زندگی کا ہی سبب خواہشِ آزار ہنوز
ہم تمنای عیادت مین ہین بیمار ہنوز

کچھ نہونے پہ تو یہ کچھ ہے سر کار ہنوز
کہ ہے وارستگی پہ بھی گرفتار ہنوز

اونکے انداز نزاکت نے نہین قتل کیا
ہاتھ مین خیر سے تھمتی نہین تلوار ہنوز

حشر مین پوچھتے پھرتے ہین یہ غوغا کیا ہے
دل مین پھرتی ہے وہی شوخیِ رفتار ہنوز

کیا مزہ تھا کہ ہمین ہجر مین جلتے ہی بنی
پھر یہ مرنا ہے کہ جینے سے ہین بیزار ہنوز

حشر کہتے ہو جسے آؤ دکھا دین تمکو
ایسے فتنے تو پڑے ہین پس دیوار ہنوز

ناتوان نے لب نازک کی اوٹھائی طعنے
تم سے بڑھکر ہے توانا دل بیمار ہنوز

خاک ہو کر بھی غبار دل نازک ہی رہے
ہم سبکسار بھی ہو کر ہین گرانبار ہنوز

لطف ہی لطف دم عرض تمنای وصال
کہ نہ انکار وہ کرتے ہین نہ اقرار ہنوز

صبح ہوتی ہی تو ہو جای تمہین کیا ڈر ہے
کہ مرے بخت سیہ کی ہے شب تار ہنوز

دل سے شکوے کی عوض شکر ستم ہی نکلا
آرزو سے ہے سوا لذتِ آزارِ ستم

اسقدر سحر فسون ریزی گفتار رہے
کہ رہی دل مین وہی حسرتِ دیدارِ ستم

دام سو بار کھلا اور رہائی نہ ہوئی
دل مرا ہے خمِ گیسو مین گرفتارِ ستم

اور تو ہم نہین واقف ہین کہ ہے کون ظہیر
ایک بیکس تو پڑا ہے پسِ دیوارِ ستم

درد کی طرح نہ رہ رہ کے ستانا ہرگز
داغ بن بن کے مرے دل مین نہ آنا ہرگز

شمع بن کر نہ کسی بزم مین جانا ہرگز
آگ فتنے کی جہان مین نہ لگانا ہرگز

ہمنشین قصۂ دہلی نہ سنانا ہرگز
زخمِ نو داغِ کہن پر نہ لگانا ہرگز

یہ نہین تہی کہ ملی خاک مین نقش خوش
تو گرفتار کو ایسا نہ ستانا ہرگز

گرد کلفت سے تہ خاک دبی بیٹھے ہین
چہیڑ کر ہمکو قیامت نہ اوٹہانا ہرگز

پہوٹ جائینگے نئے سر سے پہپہولے ای دوست
ٹہیس اب شیشۂ دل کو نہ لگانا ہرگز

ہم تو بہولے ہوئے بیٹھے ہین کہانی تیری
پہر کہین فتنۂ خفتہ نہ جگانا ہرگز

ہم سراپا دلِ مجروح بنے بیٹھے ہین
اور کچھ چہیڑ کے چرکے نہ لگانا ہرگز

اور ہین گل کے رجہانیکے ترانے بلبل
سرگذشتِ دلِ محزون نہ سنانا ہرگز

ای فلک اب نہ نبہیگا نہ نبہیگا تجہ سے
کوئی صورت کدہ ایسا نہ مٹانا ہرگز

کون سنتا ہے تری نغمہ سرائی بلبل
اگلے وقتون کا کوئی راگ نہ گانا ہرگز

شرم آلودہ نگاہون مین نہان ہی شوخی
کسی پرفن کی فریبون مین نہ آنا ہرگز

آگ لگ جائے ترے شوق مین ای حبِ وطن
مجھکو نقشہ مری دل کا نہ دکھانا ہرگز

ہوشمندی ہی زمانے مین بلای جان ہے
بیخودی ہی کبہی اپنے مین نہ آنا ہرگز

دہر میں اور بہت تنگ ستم ہیں گلچین
داستان گل کی نہ بلبل کو سنانا ہرگز

بیچ کے اس دامِ غم سے نکل جاؤ ظہیر
کسی عیار کے فقروں میں نہ آنا ہرگز

مرے رقیب نہ تھے غیر و پاسباں کس روز
بروں کی جان پہ ٹوٹا نہ آسماں کس روز

رقیب آج ہوا ہے سپہر کل دشمن
ہمارے حال پہ تھے آپ مہرباں کس روز

تم اپنی شرم سے سوا ہوئیں خموشی سے
وگرنہ کہنے کو بیٹھے تھے رازداں کس روز

مسافرانہ کبھی ہو شمیں ہیں آجاتے
ہم اپنے گھر میں نہیں آپ میہماں کس روز

قتیل خنجر بیداد و قہر کیوں ہوتے
رقیب مجھ سے سوا تھے قدرداں کس روز

ترے ستم میں بھی کافر کبھی مزہ نہ ملا
نگاہ قہر و غضب تھی نہ دلستاں کس روز

گلے عدو کے ہیں جسے مرے جلانے کو
وگرنہ غیر نہ تھے انکے رازداں کس روز

مری فغاں ہی گری بجلیاں قفس پر
ہوا نصیب گلستاں میں آشیاں کس روز

شکایت ستم روزگار کیا کیجے
ترا شریک نگہ تھا نہ آسماں کس روز

ہزار لطف نہاں ہیں تری خموشی میں
نگہ نگہ سے نہیں پرسش نہاں کس روز

ظہیر کفر میں ایمان سمجھے خدا شاہی
نہ صحن کعبہ رہا کوچۂ بتاں کس روز

ردیف سین

موت آ کے پھر گئی مرے بیت الحزن کی پاس
بجلی گری ہے برق پہ صحنِ چمن کے پاس

کیا جا کے بیٹھیے کسی نازک بدن کے پاس
جز داغ کیا دھرا ہے گل و یاسمن کے پاس

کچھ تحفہ لیکے جایئے اہلِ وطن کی پاس
اک زخمِ تازہ چاہیے داغِ کہن کے پاس

وہ نازکی سے دے نہین سکتے مجھے جواب
پھرتی ہے آرزوئے تکلم دہن کے پاس

ظالم نے سرکو مفت مین پھوڑا پہاڑ سے
کیا آدِ دلتراش نہ تھی کوہکن کے پاس

اوس بیوفا کے سامنے جانا ہے حشر مین
جیبِ دریدہ بھی کوئی رکھدی کفن کی پاس

کیا جانے کس طرف کو پڑی وہ نگاہِ ناز
خود دلکو پھینک دون بتِ ناوک فگن کی پاس

ناصح جنون کی پہلے ہی تدبیر چاہیے
جنگل بسا دے لاکے کہین سی چمن کے پاس

غربت مین رہنمون نہ ہوی گردشِ نصیب
ہم دور ہی رہے جو رہے بھی وطن کے پاس

بی طاقتی سے اک شبِ ہجران نہ کٹ سکی
تیشے کئی ہزار تھی کوہکن کے پاس

اقرار بھی اوسی سے اوسی سے جواب بھی
اک دوسرا دہن بھی لگا لو دہن کے پاس

یہہ تو ہوا ملین عوضِ بوسہ گالیان
ہم لیگئے دہن کو جو اوس بدہن کی پاس

کیا رووٗن بختِ بد کو کہ ہمسایہ ہے رقیب
عشرتکدہ بھی ہے مرے بیت الحزن کی پاس

اللہ رے بدگمانیِ بوسہ دمِ سخن
وہ کان لاکے رہ گیے میری دہن کی پاس

نازک بہت ہین رنج اوٹھایا نہ جایگا
آئے نہ دوا دو نہین میری گور و کفن کی پاس

ای جذبِ شوق وان ہی جو صرفہ نگاہ کا
لیجا مجھی کو خود مری ناوک فگن کے پاس

توبہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہون ای شیخ تو بھی
چلکر تو دیکھہ اوس بتِ پیمان شکن کے پاس

ہے گلشنِ خلیل مین جب سے گذر ظہیر
جاتا نہین ہون بھول کے صحنِ چمن کی پاس

اب کاروانِ عمر ہے منزل کے آس پاس
گرداب مین سفینہ ہے ساحل کی آس پاس

ارمانِ دل نکلکے رہے دل کے آس پاس
لٹتا ہے قافلہ مرا منزل کے آس پاس

ہم جستجوی دل مین پہرے دلکے آس پاس
گمگردہ راہ ہین تری منزل کے آس پاس

بڑہکر نگاہِ ناز سے ہین کم نگاہیان
سو حسرتین شہید ہوئین دلکے آس پاس

اوچہے پڑے ہین وار تمہاری نگاہ کے
بسمل ہین حسرتین دلِ بسمل کے آس پاس

ہین سوگوار بلبل و پروانہ شمع و گل
پہرتی ہے بیکسی ترے بسمل کے آس پاس

ای حسرتِ تپش دلِ مضطر کو تہامنا
قاتل کہین نہ ہو تنِ بسمل کے آس پاس

خنجر سے تیز تر ہے تمہاری ادای قتل
بسمل ہزار ہین تنِ بسمل کے آس پاس

ڈرتا ہون وقتِ ذبح طبیعت بدل نہ جائے
کیون ازدحام ہے مری قاتل کی آس پاس

صحرای نجد وادی دل سے قریب ہے
پردے ہین چشمِ قیس کے محمل کے آس پاس

کہتے ہین اختلاط مین ہنسکر رقیب سے
وہ ننگ خانمان نہو محفل کے آس پاس

ہین سوزِ رشک سی بہی ہون شادان کہ مدعی
پہرتے ہین تمسے شعلہ شمائل کے آس پاس

پہر صاعقہ طلب ہے دلِ مستمند قیس
دستِ جنون ہے پردۂ محمل کی آس پاس

گل ہے چراغِ بزم تمہارے حضور مین
پروانے سر پٹکتے ہین محفل کے آس پاس

آغاز گریہ کچہہ ہے تو انجام ہے بخیر
ڈوبا ہون بحرِ عشق مین ساحل کی آس پاس

آفت کی شوخیان ہین مرے اضطراب مین
پہرتا ہون ایک برق شمائل کے آس پاس

شکرِ خدا ظہیر کہ ہین جمع اہلِ فضل
پروانہ وار داورِ عادل کے آس پاس

کیون کوندہتی ہی برق نشیمن کے آس پاس
ایمن کے متصل ہون نہ گلشن کے آس پاس

رشکِ جمالِ غیر مین کچہہ سوجہتا نہین
شب بہر پہرا ہون کوچۂ دشمن کی آس پاس

پردے مین بہی جمال سے تابِ نظر نہین
پہرتی نگاہِ شوق ہے چلمن کی آس پاس

روتی ہے شمع شام سے میرے مزار پر
پروانے سر پٹکتے ہین مدفن کے آس پاس

مجھہ سے زیادہ کچھہ مری مٹی عزیز ہے
اغیار کا ہجوم ہے مدفن کے آس پاس

نادم ہوا ہون کھینچ کے مین آہِ سوزناک
یارب نہو وہ کوچۂ دشمن کے آس پاس

مین تفتہ جان ہون سوختہ آتشِ فراق
ہون دفن بہی تو وادی ایمن کے آس پاس

ہے ہے وہ نوحہ گر ہو عزای رقیب مین
جاتا نہو جو حلقۂ شیون کے آس پاس

پای ادب بڑہائیو ہرگز نہ دستِ شوق
بچھا ہے دام زلف بہی گردن کے آس پاس

اوس بدگمان کو اور توہم بڑہا دیا
جا جا کے دستِ شوق نی دامن کے آس پاس

دونون سے ای ظہیر جدا ہے مرا طریق
جاتا نہین ہون شیخ و برہمن کے آس پاس

ردیف شین منقوطہ

ہے مجھے غش پہ ہر دم نہ کیون آئے غش
ترا دھیان ہے کار فرمائے غش

ہے جسے حالِ عاشق سے آجای غش
بہلا اس نزاکت کو کیا پائے غش

مگر اون پہ عاشق ہے خود رفتگی
وہ آئے ادہر اور ادہر آئے غش

ہے مجھے غش مین گیسو سونگہاتے ہین وہ
سوا غش سے ہے کچھہ مداوای غش

نقاہت سے بڑہ کر ہے کچھہ نازکی
نہ کیون ایسے نازک سی شرمائے غش

ذرا سامنے رکھہ تو لو آینہ
نظر آئے میرا تماشائے غش

کسی طرح ٹھہرے دلِ بیقرار
نہ آئین اگر وہ تو آجائے غش

نہ آئے جنازے پہ جو سنگدل
اوسے حالِ بسمل پہ کیا آئے غش

یقین ہے وہ آئین اگر خواب مین
سے مجھے نیند کے بدلے آجای غش

مرے سر کو زانو پہ رکھہ لیجیے
رہے عمر بھر تا تمنای غش

اگر مر بھی جاؤن نہو وہ خبر
بھلا ایسے خود بین کو پروای غش

سے مجھے غش کے بدلے اجل آگئی
کسی نے نہ دیکھا تماشای غش

مری بیخودی سے ہو واقف اگر
مسیحا کو خود ہو تمنای غش

جو بسمل کو ٹھوکر لگا کر چلے
کہان اوس ستمگر کو پروای غش

مری داستان کا اوسے کب دماغ
جسے نکہت گل سے آجای غش

ذرا آکے صورت دکھا جاؤ تم
سے مجھے صبر کے بدلے آجای غش

سونگھا دت بجیے گیسوے مشکبار
کہ پھر عمر بھر مونہہ نہ دکھلایے غش

وہ دامن کی اپنے ہوا تک نہ دے
سے مجھے غش پہ سو بار گر آیے غش

غشی سے مری جب کا اوڑجایے رنگ
کہان اوس پری وش کو یارای غش

ترے جلوے کی تاب دیدن نہین
کہان تک اوٹھاؤن ستمہای غش

ظہیر ایسے کافر پہ شیدا ہوے
کہ زاہد بھی دیکھے تو ہو جاے غش

بارے اتنے تو رہے وعدۂ دیدار کے ہوش
رنگ بن بن کے ہین اوڑتے تری بیماری کے ہوش

خود بخود صبر نمط پاؤن اوٹھے جاتے ہین
نہ رہے کوچۂ دلدار مین رفتار کے ہوش

حال میرا مرے احباب سے دیکھا نہ گیا
ہے مرا رنگ پریدہ مری غمخوار کے ہوش

شکوے بن بن کے نکلنے لگی ارمان دلکے
کاش ہوتے نہ مجھے نزع مین گفتار کے ہوش

جھک گیئن اور حیاسے وہ خماری آنکھین
دیکھنا عالم مستی مین قدح خوار کے ہوش

چارہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجھہ سا | مجھہ سے پہلے ہی اوڑے ہین مری غمخوار کے ہوش

دم بہی نکلا ہے تو آنکھون مین اٹک کر نکلا | آخرین دم بہی رہے حسرتِ دیدار کے ہوش

لطف تھوڑا سا ادھر بہی نگہہ ہوش ربا | دیکھنے ہین ابہی اپنے مجھے غمخوار کے ہوش

کفر و ایمان کے تکلف سے ہون آزاد ظہیر
سبحہ کی فکر ہے وحشت مین نہ زنار کے ہوش

ردیف صاد مہملہ

دشمنِ جان ہین وہی تہے جو سراپا اخلاص | سچ تو یون ہے کہ ہمین اس نہ آیا اخلاص

تمنے ضد سے مری دشمن سے بڑہایا اخلاص | اب تو زیبا ہے مجھے غیر سے کہنا اخلاص

ہاتھہ گردن مین مری وردِ زبان نامِ رقیب | ہے تمہارا بہی زمانے سے نرالا اخلاص

بزمِ دشمن مین بلاتے ہو جلانے کے لیے | واہ کیا خوب ہے کیا خوب تمہارا اخلاص

گرمجوشی بہی تو ہین گرم ادائین دلسوز | اسی ہے تو جاے جہنم مین تمہارا اخلاص

دل کے خوش رکھنے کو ہین وصفِ عدو کی چہیڑین | ہمنے دیکھا نہ سنا آج تک ایسا اخلاص

مجھہ سے اور غیر کہے قصۂ جانسوز اپنا | ہے غرض جبکہ جلانے سے کہان کا اخلاص

دوستی کی ہے تو کچھہ سونچ سمجھہ کر مجھہ سے | یہ پے سرزنشِ غیر ہے اونکا اخلاص

چہیڑتا ہے مجھے دشمن کے ہنسانے کے لیے | ورنہ اوس دشمنِ جانی کو کہان کا اخلاص

مہربان بہی وہ ہوے ہین تو جفا سے تھک کر | دشمنی کام نہ آئی تو جتایا اخلاص

غرض مطلب یہ ستاتی ہین چلو ہوش مین آؤ | مجھہ کو بہاتا نہین اتنا بہی کسی کا اخلاص

کوئی دیوانہ ہو تم سا تو ملے تمسے ظہیر | مہربان عین عداوت ہے تمہارا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

لو وہ کہتے ہین عدو کی داستان سی کیا غرض — اپنے مطلب سی غرض تمکو جہان سی کیا غرض

تمکو میرے شکوۂ شور و فغان سی کیا غرض — جب غرض مجھہ سے نہین میری بیان سی کیا غرض

در پی ایذا ہو کیونکر دشمن جانی نہین — ناصحو تمکو مرے آرام جان سی کیا غرض

دیکھنے تھے ہمکو سب تیری کرشمے فتنہ گر — مدعی سے بحث کیا تھی آسمان سی کیا غرض

تو جفا جو کینہ پرور اور مین آزار دوست — مجھہ سے ملجا آکے عذر امتحان سے کیا غرض

شکوہای بیقراری سنکے وہ کہنے لگے — تم تو ایذا دوست ہو آرام جان سی کیا غرض

ہے اگر لوگون کے کہنے پر تو ملنا ہو چکا — مجھسے مطلب ہے تو لوگونکی زبان سی کیا غرض

ای صبا کیا کم ہے اوس زلف دوتا کی بو بہی — اب تجھے میرے غبار ناتوان سی کیا غرض

اب تو شک بڑہنے لگا ناصح مجہی کچہہ اور بہی — تجہہ کو اوسکی پرستش نام و نشان سی کیا غرض

جل گیا شاید دل دشمن مری فریاد سے — ورنہ اونکو شکوۂ سوز نہان سے کیا غرض

نغمہ سنجان چمن کو ہو مبارک فصل گل — ہم اسیران قفس کو آشیان سی کیا غرض

ہمنے مانا عشق مین نقصان جان بہی ہے ظہیر
دے چکے جب دل تو پہر سود و زیان سی کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کیا قہر ہے جہان مین کسی بدگمان سی ربط — لو مجھہ سی رنجشین ہین مری رازدان سی ربط

رکہنا پڑا تمہارے لیے اک جہان سے ربط — دشمن سے دوستی ہے نہ کچھہ پاسبان سی ربط

ہم بہی کہین گے ہمکو زبان و دہان ملے — لب کو نہ لب سے اور نہ بانکو زبان سی ربط

بے ربط اسقدر ہے مری داستان شوق — مطلب کو گوش سے نہ بیان کو زبان سی ربط

ہے رہروانِ راہِ رضا کا جدا طریق
اس کاروان سے ضد ہے نہ اوس کاروانسے ربط

دل مین مرے رہے مری آنکھون مین تم رہے
پیدا کیا رقیب نے ہے کہانسے ربط

کیا خوب دشمنون سے ملو تم تو ہم ملین
اک تمسے دوستی ہے کہ ہے اک جہانسے ربط

اک تم ہی بیوفا کہ نہین تجھسے کچھ لگاو
بلبل کو ہے قفس سے چمن کو خزان سے ربط

کیا انتشارِ طبع ہے کیا اختلالِ حال
بے ربطیِ بیان کو نہین کچھ بیان سے ربط

تیرے گلے جو غیر کے موتہہ سے سُنے نہین
کانون ہی کو نہین مری اس داستانسے ربط

اوس شوخ بیوفا سے ملین کس طرح ظہیر
دشمن سے دوستی ہے نہ کچھ آسمان سے ربط

یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط
الفت کو دل سے دل کو نہو داستانسے ربط

جس دل مین ذوقِ عشق ہو جلجائے بیجدا
شکوے کو لب سے لب کو نہو کچھ فغان سے ربط

الفت مین ان بتون کی یہ سودا ہی عشق ہو
وحشت کو میرے سر کو نہو آستان سے ربط

بجلی گرے نہ تاک سے مگر جذبِ شوق پر
دل سے کشش کو نہو کاروانسے ربط

وہ دل ہو خاک جسمین رہے حرفِ آرزو
لب کو نہو زبان سے زبان کو بیانسے ربط

وہ چشم کور ہو جسے ذوقِ نگاہ ہو
اور ہو نگاہِ شوق کو حسنِ بتان سے ربط

وہ ذوق کیون ہو دل مین کہ جسکے سبب سے ہو
دل کو قلق سے ربط قلق کو فغان سے ربط

پتھر پڑین زبان پہ کہے جو حدیثِ عشق
پھوٹے وہ کان ہو جسے اس داستان سے ربط

دل سے پسند ہے مجھے یہ مصرعہ ظہیر
یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط

ردیف ظای معجمہ

زہد و طاعت پہ تجھے ناز بجا ہے واعظ
ہم سیہ رو ہین ہمارا بھی خدا ہے واعظ

صفتِ خالقِ علام ہین ستارِ عیوب
مین نے سو بار ترے مونہہ سے سنا ہے واعظ

کفر و ایمان سے نہ کچھہ دوزخ و جنت سے غرض
یان فقط مدِ نظر اوسکی رضا ہے واعظ

یان وہ کچھہ ہے کہ جو ہفتاد و دو ملت مین نہین
سب سے کچھہ مشربِ رندانہ جدا ہی واعظ

ایسی جنت سے تو دوزخ ہے گوارا ہمکو
گر اسی زہد ریائی کی جزا ہے واعظ

خوش ہون دوزخ سے اگر پرسشِ اعمال نہو
کہ ندامت مجھے عصیان سے سوا ہے واعظ

اوسکی قدرت کے تماشے نظر آجائین تجھے
دیکھہ تو چل کے خرابات مین کیا ہے واعظ

کیا جہنم ترے بس مین ہے عیاذاً باللہ
کوئی آخر تو ہمارا بھی خدا ہے واعظ

خلد مین جائینگے کہتے ہوے ساقی ساقی
وان بھی مذکورِ مے ناب سنا ہے واعظ

بخدا گر نہ سمجھتا ہو تو کافر ہو ظہیر
کہ برے کام کا انجام برا ہے واعظ

ردیف عین

مین ہون گداز و سوز مین ہمداستانِ شمع
سوزان برنگ شعلہ و گریان بسانِ شمع

اس جبر پر دراز ہے کتنی زبانِ شمع
سنئے جو اختیار مین ہوتی فغانِ شمع

ایک ایک اہل بزم سے ہے رازدانِ شمع
کیا بیزبانیون پہ ہے روشن بیانِ شمع

روشن ہے اہل بزم پہ سوزِ نہانِ شمع
پروانہ گر نہین تو نہو رازدانِ شمع

جلتا ہون اپنی روشنیِ طبع دیکھکر
آتش زبان ہون دہر مین لیکن بسانِ شمع

کیا تنگنائے دہر مین امکانِ دم زدن
ہوتی ہے قطع شکوے سے پہلی زبانِ شمع

دیکھین وہ گل ہو پہلے کہ آجائے ہمکو موت
صبحِ شبِ وصال مین ہے امتحانِ شمع

جز سوز سینہ کون ہی دلسوز اہل سوز
گرتے ہین پای شمع پہ اشک روان شمع

قربان جان نثاری شمع ہین دل گداز
پروانے ہین نثار سر گشتگان شمع

اللہ رے شوق سوز جگر تفتگان عشق
خود شعلہ بن گئی ہے سراپا زبان شمع

آسان نہین ہے خواہش آزار جان نثار
پروانے کے شریک زیان ہی زیان شمع

دنیا مین اہل درد ہین جلنے کے واسطے
سوز و گداز شمع ہے گویا کہ جان شمع

نیرنگ ساز عشق کے دیکھو تو سوز و ساز
پروانے کی ہے خاک سے اوٹھتا دخان شمع

ظاہر مین گو کہ کرتی ہے محفل فروزیان
ای شمع رو نثار ہے تجہپر سے جان شمع

اوس شعلہ خو سے بڑھ کی ہون مین بہی تنک مزاج
جلتا ہون اپنی آگ مین ہر دم بسان شمع

ہر چند پردہ دار ہے فانوس کا حجاب
ہے پردہ در مگر دم آتش فشان شمع

راہ رضا مین اُف بہی نہ کرنا کبہی ظہیر
ہوتی ہے قطع بات سے پہلے زبان شمع

ولہ

شاہد پروانہ ہو یا زینت کاشانہ شمع
تم وہ شمع انجمن ہو تم پہ ہے پروانہ شمع

رات کٹنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے
مین سنون تیرا بیان اور تو مرا افسانہ شمع

یہ ہے گریان وہ ہے سوزان وہ گریبان چاک ہی
سب عزاداران عاشق ہین گل و پروانہ شمع

کیا خوشی اسکی کہ ہم بہی کامیاب جلوہ ہین
ہی تو بزم غیر مین ہے جلوہ جانانہ شمع

ایک حیلہ ہے حجاب برقع فانوس کا
مونہہ دکہاے خاک پیش عارض جانانہ شمع

ہو مبارک تجہکو لطف عشرت بزم رقیب
مین ہون اور میرے لیے بس ہی چراغ غمخانہ شمع

جس سے دشمن ہو تمہاری ہم وہ ہم لوگ ہین
ہے برای نام یون تو زینت کاشانہ شمع

خود نمائی اور ہے سوزِ نہانی اور ہے
تو نے دیکھی ہی نہین ہے ہمت مردانہ شمع

تیرہ روزی سے مری ممکن نہین ہو روشنی
گر جلا کر خاک کر دے تو مرا غمخانہ شمع

گرمیِ ہنگامہ اوس محفل کی دیکھا چاہیے
شمع کے بدلے ہو جس محفل مین صاحبخانہ شمع

جمع ہین بزم عدو مین سب جلانیکو مرے
بربط و چنگ و رباب و ساقی و پیمانہ شمع

ہر قدم پر کوندہتی ہین بجلیان وقتِ خرام
دیکھہ اوس خورشید وش کی لغزشِ مستانہ شمع

ہے تمہاری آستان پر جلنے والون کا ہجوم
سیر بان تم ہو کہ ہے اس گھر مین صاحبخانہ شمع

ہو اگر تاثیر کچہہ جذبۂ دلِ پروانہ مین
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہو چکی آخر ہوا پُر دورِ جام
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

سوزِ الفت سے دلِ معشوق بہی خالی نہین
دفعتاً کیسی بہڑک اوٹہتی ہے بیتابانہ شمع

جان کہو دیتے ہین ضد پر بات کی عاشق مزاج
سیکہہ لے پروانہ سے اندازِ معشوقانہ شمع

رشک کہتا ہے کہ یہ بہی عاشقِ دلدار ہے
رات بہر جلتی ہے میرے ساتہہ بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہے بجہا دیجے خدا کیواسطے
ہے تو بہتر ہے صحبتِ خلوت مین اک بیگانہ شمع

اب اوٹہا دو بزم مین تم بہی ذرا رخ سے نقاب
شوخ چشمی کر رہی ہے کیا ہی بیباکانہ شمع

کہہ دیا کس نے ترا حالِ دلِ پر غم ظہیر
رات بہر روتی رہی سُنکر ترا افسانہ شمع

ردیف غین معجمہ

باقی دل و جگر مین نہین اب سوای داغ
اک داغ کی جگہہ مین ہین سو سو سمائی داغ

باز آئیے اِس ملاپ سی تہوڑی اوٹہائی داغ
دیکہے ستم یہ ہین داغون پہ کہائی داغ

یا آنکہ موردِ نگہہِ التفات ہے
پوچھو دلِ رقیب ہی سے ماجرای داغ

کہتے ہو بیوفا مجھے انصاف شرط ہے
آخر تو آدمی ہے کہان تک اوٹھائی داغ

ہوتا دوا ہے داغ بھی انجام کار درد
یہ درد وہ ہے جسمین نہین انتہای داغ

مالِ بخیل سے ہے امید بھی عبث
کچھہ کیسۂ فلک مین نہین ہی سوای داغ

چھڑکا ہے پند گو نے عجب زخم پر نمک
ناسور پڑ گیے ہین جگر مین بجای داغ

پیدا ہوا ظہیر ہے جلنے کے واسطے
دل بھرِ سوزِ رشک ہے سینہ برای داغ

ردیف فا

کفر مین بھی ہم رہے قسمت سی ایمان کیطرف
شکر ہے کعبہ بھی نکلا کوی جانان کیطرف

ہمتو کافر تھے ہوا دل بھی ایمان کیطرف
جسکو دیکھو ہے وہی دشمنِ جان کیطرف

کیجیہ اسیرانِ قفس کے بخت ہی برگشتہ ہین
بوی گل بھر پھر گیی اولٹی گلستان کیطرف

حسن گر اس سی کھنچا جاتا ہے کچھہ جامِ شراب
موج مے کو جنبشین ہین لعلِ خندان کیطرف

دیکھتے مر کر کسی پر لطفِ عمرِ جاودان
کیون گیے خضر و سکندر آبِ حیوان کیطرف

دستِ وحشت سے گریبان اب جگر تک چاک ہے
ناصحو کیا دیکھتے ہو جیب و دامان کیطرف

بعد مُردن بھی رہی دیر و حرم مین کشمکش
مونہہ سوِ کعبہ رہا دل کوی جانان کیطرف

دیکھیے کیا گل کھلاے فصلِ گل آنی تو ہے
ہاتھہ ابھی سے دوڑتی ہین جیب و دامان کیطرف

حق تو یون ہے گر مرا انصاف میری ہاتھہ ہو
مین بھی ہو جاؤن اوسی غارتگرِ جان کیطرف

بیٹھکر اوٹھتے ہین جا سے کوئی پابندِ وفا
آنکھہ تک اوٹھتی نہین دیوارِ زندان کیطرف

حشر لوٹے کس طرف دیکھین کدہر بجلی گرے
جہانکتے جاتے ہین غمزے چشم فتان کیطرف

رشک کہتا ہی کہ پونچہی ہوگی اس سے اشک غیر
ہاتہہ اوٹہکر رہگیا سو بار دامان کیطرف

وعدۂ دشمن نہو یارب دم پیغام وصل
کچہہ جہکی جاتی ہین آنکہین وان گریبان کیطرف

ہین نہ قاصد غیر کا ہون اور نہ یہ پیغام غیر
کیا مخاطب ہین مری وہ شور افغان کیطرف

وان سراسر عفو ہین اور یہان خطائین اے ظہیر
وان ترحم سے نظر یہان جرم و عصیان کیطرف

دل دوڑتا ہے کیون نگہہ یار کیطرف
جاتی نہین ہے جنس خریدار کی طرف

اوس چشم سنگسار سے دلکو خدا بچاے
بدست دشنہ ریز ہے ہشیار کی طرف

اک شوخ کفر کیش نے ایمان سے کہو دیا
گردن جہکی ہے حلقۂ زنار کیطرف

جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے
اوٹہتے ہین پانو وادی پر خار کیطرف

لطف وصال خاک مین تمنے ملا دیا
ہے دمبدم نگہہ در و دیوار کیطرف

کیا ہو دم اخیر جو کعبہ ادہر نہو
مونہہ پہر گیا تہا کوچۂ دلدار کیطرف

دیکھے نگاہ پہر کے ادہر غیر کیا مجال
آنکہین لگی ہین روزن دیوار کیطرف

اتنا نہین ہے کوئی کہے جو خدا لگی
بولے ظہیر خستہ دل زار کیطرف

ردیف قاف

نہ پوچہہ مجہسے مری جان ماجراے فراق
خدا دکہاے نہ دشمن کو صدمہاے فراق

عذاب حشر سے بڑہ کر ہے کچہہ جفاے فراق
وہ شام غم کی درازی وہ صدمہاے فراق

کسی سے ملکے نہو کوئی مبتلای فراق
کہ ابتدای محبت ہے انتہای فراق

مزے وصال و جدائی کے غیر کیا جانے
تمام عمر ہوا جو نہ آشنای فراق

فسانۂ شب ہجران مین دن تمام ہوا
ہوئی جو شام تو سر پہ ہے پہر بلای فراق

تمہارے ہجر مین ماتم سرا ہے کاشانہ
بلند ہے در و دیوار سے صدای فراق

سلام روز جزا کو ہے پند گو اپنا
ملے گناہ محبت پہ گر سزای فراق

بجز وصال غریبی وصال یار کہان
سوای حسرت و حرمان نہین دوای فراق

وہ گونہ گونہ تو ہم وہ رنگ رنگ کرشک
نہ پوچھ کچھ شب ہجران مین شغلہای فراق

نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یاور و غمخوار
ورای گوشۂ عزلت بجز بلای فراق

ہوا نہ خلق نہ ہوگا ظہیر سا انسان
ملول و مضطر و ناکام و مبتلای فراق

ردیف کاف عربی

سوز غم گل کھلائیگا کبتک
داغ آنکھین دکھائیگا کبتک

سب کرشمے مری نظر مین ہین
تو نگاہین چرائیگا کبتک

حشر ہون مین نہ فتنۂ قامت
کوئی در سے اوٹھائیگا کبتک

کیا تصور ترا ہے پردہ نشین
دل مین آخر نہ آئیگا کبتک

غیر کا وعدۂ وصال نہین
مجھسے مونہہ تو چھپائیگا کبتک

آرزو سی ہے آرزو دل مین
خاک مین تو ملائیگا کبتک

غم ہجران نہین نصیحت گر
تو مری جان کھائیگا کبتک

فکر کیا اور کیا زبان ظہیر
طرز مومن اوڑائیگا کبتک

فتنہ گر شوخیِ حیا کب تک
دیکھنا اور نہ دیکھنا کب تک

مرگ ناکامے قضا کبتک
درد ہو درد کی دوا کبتک

شوخیِ صبر آزما کب تک
اے تغافل منش حیا کبتک

کیا مرے بخت کی نحوست ہے
گردشِ چشمِ فتنہ زا کبتک

داں پہونچنا ہے اور پہونچا ہے
شکوۂ بختِ نارسا کبتک

تم ملو غیر سے نمانونگا
ہے بہروسا مزاج کا کبتک

وعدۂ حشر اور ترا وعدہ
صبر اور صبر کی وفا کبتک

جانکنی مین ہون مجھکو مرنے دے
مژدۂ وصل جانفزا کبتک

حیلۂ امتحانِ دل تا کے
وعدۂ صبر جان گزا کبتک

بسکہ دیکھہ ورقبول نہین
یاس ناکامے دعا کبتک

درد اور درد بہی جدائی کا
ایسے بیمار کی دوا کبتک

تم سے نازک ہے کچہہ تمہاری خو
عہد کبتک کرے وفا کبتک

دیکھہ جاتے ہے مجھکو ضد نہ دلا
طعنۂ آہِ نارسا کبتک

ایک مین کیا عدو بہی ترتے ہین
نگہہِ لطف آشنا کبتک

کچہہ تعلق بہی ترا تصور ہے
لب تک آئے نہ مدعا کبتک

دل مین جوش حدیث کفر ظہیر
لب پہ شور خدا خدا کبتک

توقع کو توقع بہی کہان تک
یہہ مرنا ہے حیاتِ جاودان تک

یہین ہوا ور نہین ملتا نشان تک
مکان سے ڈہونڈہ آیے لامکان تک

رسائی ہے محال اوس آستان تک
اوڑالین خاک اوڑانی ہو جہان تک

رسا ہون بخت بد اور پہر کہانتک
بہت دشواریان ہین یان سے وان تک

ذرا حرفِ طلب آیے زبان تک
مکان کیا ہم تو پہونچین لامکان تک

امیدِ کامرانی ہے فغان تک
فغان کی انتہا آخر کہان تک

جہان سہلے زیان ہو سود کیسا
امیدِ سود ہوتی ہے زیان تک

زبان پر اب تو سر دینا ہے باقی
سخن یہ دے چکے ہم تو زبان تک

بلند آوازہ ہین وہ راز مخفی
نہ آیے جو زبانِ رازدان تک

تمنا اور پہر کسکی تمنا
کہ ہون سب بے ربطیان جسکی بیانتک

رہے یہہ زیرِ مشقِ شوقِ بیداد
نہ آیا لب پہ حرفِ الامان تک

ترے کوچے مین کیا سر پہوڑنا ہے
یہی کچہہ ہے زمین سے آسمان تک

پیامی سے ادا ہوگا نہ مطلب
اگر لیجاییے وہ میری زبان تک

نہین کچہہ انتہای نامرادی
کہانتک آرزومندی کہانتک

نہین معلوم کچہہ آغاز و انجام
کہانسے آیے ہین جائین کہانتک

لیے جاتا ہے جذبِ شوقِ منزل
اوٹہے جاتے ہین پای ساربان تک

نہین اقرار کا بہی اب بہروسا
وہ ہین یان سے لیجیے اونکی زبانتک

مآلِ امتحان کی کیا توقع
توقع کی ہے غایت امتحان تک

بہلا تم دیکہہ لو اقرار کرکے
نہ آیے گا نہ آیے گا زبان تک

زمانِ ہجر کی کیون آرزو ہو — کہ مرنا روز کا ہے امتحان تک

بس اب جینے مین ہے گھٹ گھٹ کے مرنا — ہوای گلستان تھی گلستان تک

تری باتون سے ناصح پک گیا دل — سُنے جاے کوئی کبتک کہان تک

یہ تم کیا سُن رہے ہو مونہہ سے بولو — یہ سب کیا کہہ رہے ہین یان سے وان تک

اونہین در پر قدم رکھنا ہے دشوار — ہجومِ سجدہ ریزی ہے یہان تک

بھلا باندھا تو ہے ہاتھون کو ناصح — اوڑا دونگا قبا کی دھجیان تک

یہہ گل تو ایک دن کھلکر رہیگا
ظہیر آخر چھپوگے تم کہان تک

درد کو چاہیے تسکین دوا ہونے تک — موت کو لاکہ بہانے ہین شفا ہونے تک

باز ہے اپنی حقیقت کیطرف چشمِ حباب — نگران صورتِ دریا ہے فنا ہونے تک

کیا نہو جائینگے ہم ظلم و ستم کی عادی — چاہیے عمر اونہین مشق جفا ہونے تک

نہ سہی وصل مگر وعدہ تو کر لو مونہہ سے — کیا جیے جائینگے ہم وعدہ وفا ہونے تک

اللہ اللہ رے نیرنگِ جمالِ جانان — نگہہ شوق رہی باز فنا ہونے تک

مہندی ملتے ہو نہین خون شہیدان کا خیال — دیکھنا رنگ جہان رنگِ حنا ہونے تک

صبح ہم ہونگے نہ یہ رات نہ پروانہ و شمع — زندگی بزم کی ہے تم سے جدا ہونے تک

دیکھہ ای شوق تماشا نہ جھپکنے پای پلک — جلوہء یار کہان چشم کے وا ہونے تک

اوسکے کشتون کا اگر نام و نشان باقی ہے — روز کو حشر نیا روز جزا ہونے تک

ایک ہین چشم بصیرت مین حباب و دریا — ہے دوئی عالمِ وحدت مین فنا ہونے تک

مشکل آرام ہے بی ترک سرِ رنگ ظہیر — فکرِ رسوائی ہے انگشت نما ہونے تک

ردیف کاف عجمی

عشق اور عشق شعلہ ور کی آگ
آگ اور الفتِ بشر کی آگ

شعلہ زن دل مین ہی جگر کی آگ
گھر مین اپنے لگی ہے گھر کی آگ

جسکو کہتے ہین برقِ عالم سوز
ہے وہ کافر تری نظر کی آگ

شوخیون سے تری زمانے مین
پھونک رکھی ہے شور و شر کی آگ

ہای رے تیری گرمیِ رفتار
خاک تک بھی ہے رہگذر کی آگ

لو شبِ وصل بھی تمام ہوئی
آسمان کو لگی سحر کی آگ

اور سوزِ جگر نے بھڑکائی
گریہ باری ہے چشمِ تر کی آگ

گرم جوشی تری معاذ اللہ
ہے بشر کے لیے سقر کی آگ

عشق کیا شے ہے حسن ہی کیا چیز
کچھ ادھر کی ہے کچھ ادھر کی آگ

کیون نہین ان بتون مین سوز و گداز
سنگ مین ہے نہان شرر کی آگ

طورِ سینا بنا دیا دل کو
اُف رے کافر تری نظر کی آگ

لاکھ کے گھر کو خاک کرتی ہے
ہے بُری عشقِ کینہ ور کی آگ

جس سے روشن ہے وادیِ ایمن
ہو نہ ہو وہ تری نظر کی آگ

لب تک آتے ہین نالۂ پرسوز
اب خبر لے گی بام و در کی آگ

حسن اور حسن بھی شرارت خیز
آگ اور عشقِ فتنہ گر کی آگ

ہے بُری چیز عشقِ خانہ خراب
جا بجا ہے اسی شرر کی آگ

حق تعالے بچاے اس سے ظہیر
قہر ہے الفتِ بشر کی آگ

ردیف لام

مین اور کنج غمکدہ اور نالہای دل — کس کو سناؤن دل کے سوا ماجرای دل

اچھا نہین ہے فاش ہو گر ماجرای دل — ای کاش دل ہی دل مین رہے مدعای دل

ہوتا نہین ہے کوئی بری وقت مین شریک — گر کچھ بٹائے درد تو شاید بٹائے دل

ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو — کرتا ہون دلکو تھام کے مین ہای ہای دل

شغلِ شبِ فراق یہی ہے کہ رات بھر — کہتا ہون دل کے سامنے مین ماجرای دل

منقارِ عندلیب سے شعلہ اوڑا کرین — یکبار دل کی ساتھ ہو گر ہم نوای دل

کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیو اسطے — کافی ہین پھر نوحہ گری نالہای دل

اچھا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار — شایانِ جرم عشق یہی ہے سزای دل

سن سن کے آہ کو مری اب وہ بھی کہتی ہین — یارب یہ دلخراش ہے کسکی صدای دل

غیرون کے سینے پھٹکے کلیجے نکل پڑین — شیون مین گر بلند ہو میری صدای دل

پیدا ہوے ہین درد و الم اپنے واسطے — غم آشنای جان ہے بلا آشنای دل

ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو — برعکس مدعا ہے مرا مدعای دل

مرتے ہین دردمند کی مرنے پہ اہل سوز — پروانہ سوز و ساز مین ہے ہم نوای دل

کسکو غرض کہ دل کی مصیبت مین جی جلاے — اپنی خوشی کسی پہ اگر آئے آئے دل

دن رات مجھکو نالہ و افغان سے کام ہے — ہے لب پہ وای وای جگر ہای ہای دل

ای شمع لطف سوز درونی کچھ اور ہے — پروانہ عمر بھر نہوا آشنای دل

ہم اور راہ منزلِ تسلیم یا نصیب — دیکھین گے دل کے ہاتھہ سے کچھ کچھ دکھای دل

تم اور وصل غیر ہے اور نغمہای شوق — مین اور سنگ سینہ ہے اور نالہای دل

مرجاؤن اکبار تو قصہ تمام ہو	ٹل جاے کاش جان حزین پر بلاے دل
اس تنگناے دہر مین فرصت قلیل ہے	شرح جفاے دوست لکھون یا وفاے دل
آئی ہے بوی سوز سخن سے تری ظہیر	مضمون جانگداز ہین سب تا لساے دل

ردیف میم

خود رفتہ ہین کسی کی ادا دانیون مین ہم	زندون مین کیا رہے کہ رہے فانیون مین ہم
اوجھے ہین کسکی زلف سے نادانیون مین ہم	خود مبتلا ہین اپنی پریشانیون مین ہم
کیون بہگئے نہ اشک کی طغیانیون مین ہم	ڈوبے رہے سہے بہی تن آسانیون مین ہم
پہرتی ہین دل مین کس ستم آرا کی شوخیان	برق طپان ہین شوق کی جولانیون مین ہم
تم محو دید آینہ آئینہ محو حسن	آئینہ سے بڑہے ہوے حیرانیون مین ہم
بستر تو کیا جہان سے نہ اوٹہے شب فراق	ایسے پہنسے ہوی ہین گرانجانیون مین ہم
خود رفتگی سے ہے ذوق تصور مین رات دن	کہوے گیے ہین اونکی نگہبانیون مین ہم
محو تصور رخ دشمن ہین تو ہین	حیرانیون مین تم ہو کہ حیرانیون مین ہم
وحشت مین کسکی پردہ دری کا خیال تہا	اوبہرے کبہی نہ شوق کی جولانیون مین ہم

دل دیکے ای ظہیر کہین کے نہین رہے
ہین شہریون مین ہم نہ بیابانیون مین ہم

اوجہینپگے کیا صبا سے ادب دانیون مین ہم	بڑہ کر ہین گیسوؤن سے پریشانیون مین ہم
کیا کیا ہین خوار اونکی نگہبانیون مین ہم	پوہنچے کہان کہان نہین مہمانیون مین ہم
دیکہا مآل کار تماشای آینہ	حیرانیون مین تم ہو پریشانیون مین ہم
شکوونسے وہ خجل ہین تو ہم پاس وضع سے	اونسے کہین سوا ہین پشیمانیون مین ہم

دامن کشان ہے کسکی نزاکت شب وصال
انکھون سے دیکھتے ہین بدآموزی رقیب

طول شب فراق مساوات ہو گیا
پائی کہین نجات نہ قید حیات سے

اک اک سی انجمن مین جو ایسی پڑی نگاہ
زیر نگاہ بھی ہین نظر سے گرے ہوے

اس اضطراب پر نہین جولانیون مین ہم
گستاخ کیون ہوے تھی ادا دانیون مین ہم

کتنے بڑے ہوے ہین گرانجانیون مین ہم
آزاد ہو کے بھی رہے زندانیون مین ہم

رہتے نہ کاش اونکی نگہبانیون مین ہم
مہمانیون مین اور رہین قربانیون مین ہم

شہرت ہے اے ظہیر ہمارے کلام کی
پہونچے ہین ہندیون سے صفاہانیون مین ہم

ہمنوائی کے لیے شیون مین ہم
ہین تو کیا ہین اپنے پیراہن مین ہم

گھر بنانا کوئی ہم سے سیکھہ جائے
جب ہوے دنبال رو مثل غبار

اپنے انکھون مین کھٹکتے آپ ہین
زندگانی ہو گئین ناکامیان

جی بجھا جاتا ہے شام وصل مین
سحر سے بڑھ کر ہے افسون جنون

نعش دشمن پر وہ آئے اشکبار
جھانکنا کیسا دہن کے ہو رہے

ہوش سے پہلے کسی تر غش ہوے

دیکھتے دلکش تھین گلشن مین ہم
کیا سمائین دیدۂ دشمن مین ہم

خار ہین چشم و دل دشمن مین ہم
اوڑ گئے اک جنبش دامن مین ہم

خار ہون کیا دیدۂ دشمن مین ہم
مر رہے ہین حسرت مردن مین ہم

ہین چراغ صبح کچھہ دامن مین ہم
کھپ گئے اوس چشم جادو فن مین ہم

نغمہ آمیزی کرین شیون مین ہم
مردمک ہین دیدۂ روزن مین ہم

گھر مین ہین یاد دلِ ایمن مین ہم

ابتدا سے عشقبازی کھیل ہے
جان پر کھیلا کیے بچپن مین ہم

دیکھتے ہین ہم ہمہ تن تم اور کو
آئینہ ہین کیا کفِ دشمن مین ہم

کیا نہین کنجِ قفس مین فصلِ گل
خاک اوڑانے جائین کیون گلشن مین ہم

ہم جہان ہین اوس سے کوسون دور ہین
ہین مسافر کی طرح مسکن مین ہم

روشنی لیکر چراغِ طور کی
کسکو ڈھونڈھا ہین وادیٔ ایمن مین ہم

ضد سے تم آتے نہین تو ایکدن
مر رہین گے کوچۂ دشمن مین ہم

نقشِ پای غیر ہے یان خضرِ راہ
ہین تلاشِ جادۂ رہزن مین ہم

آتشِ گل سے بھڑکتے اور ہین
گلکدہ مین ہین کہ ہین گلخن مین ہم

کیا بنا ہے طرز مومن اے ظہیر
طاق ہین لاریب اپنے فن مین ہم

گیسوے عنبری ہے صبا اور صبا سے ہم
مہکی ہوئی ہے آج ہوا اور ہوا سے ہم

رکھتی ہے دلمین لاگ صبا اور صبا سے ہم
چلتی ہے ہم سے اوڑکے ہوا اور ہوا سے ہم

رکھتے ہین دل مین بل خمِ ابروی یار سے
کیا سر پہ کھیلتی ہے قضا اور قضا سے ہم

رہتی ہے اوس نگاہ فسونگر سے نوک جھوک
رکھتی ہے چھیڑ چھاڑ بلا اور بلا سے ہم

تھوڑا علاج دردِ دلِ زار کر چکے
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

شوخی سے ایک جا نہ تجھے دم بھر نہین قرار
بیچین تجھ سے تیری ادا اور ادا سے ہم

بیزار تیری خو سے حیا اور حیا سے تو
وابستہ اپنے دم سے وفا اور وفا سے ہم

آرائشون سے کشتنِ عاشق مراد ہے
ہوتی ہے پایمال حنا اور حنا سے ہم

سے وصال مین بھی ہوے وہ نہ بیحجاب
لپٹی رہی بدن سے ردا اور ردا سے ہم

آئی شبِ فراق نہ بالین کے متصل
بیزار کس قدر ہے قضا اور قضا سے ہم

کس کس کو ہے گلہ نہ تمہاری حجاب سے
تنگ آ گئی ہے تمسے حیا اور حیا سے ہم

یارب مآل رنجش باہم بخیر ہو
بیٹھے ہوے ہین وہ بھی خفا اور خفا سے ہم

ہے تنگیِ دہن پہ تکلم بھی شیفتہ
ہے کامیاب لب سے صدا اور صدا سے ہم

یہ سب ستم کیے ہین تمہارے حجاب نے
جلتی ہے ہمسے بچ کے حیا اور حیا سے ہم

کس مونہہ سے ہاتھہ اوٹھائین فلک کیطرف ظہیر
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

کرتے ہین کیسی رشک کی باتین صبا سے ہم
لڑتے ہین ہجر یار مین جلتی ہوا سے ہم

ملتے ہین اس جفا پہ جو اوس بیوفا سے ہم
مجبور ہو گئے ہین دلِ مبتلا سے ہم

مایوس وصل یار کی ہون کیون دعا سے ہم
بندون سے مانگتے ہین نہ مانگین خدا سے ہم

کس درجہ صاف دل ہین کہ رشک رقیب سے
کرتے ہین شکوہ اوس بتِ نا آشنا سے ہم

سننی پڑی ہمین کو کہانی رقیب کی
کہنے گئے تھے حال دل اوس بیوفا سے ہم

الفت ہے تمسے اور رقابت جہان سے
نا آشنائے محض ہین ہر آشنا سے ہم

کن کن مصیبتون سے بسر کی شب فراق
لڑتے ہین ہجر یار مین کشتی قضا سے ہم

دیکھین نہ بیٹھتے اوسے دشمن کے سوگ مین
مل جائین کاش خاک مین یارب بلا سے ہم

دو چار شب تو صبح نہونے دے اے فلک
لائے ہین اونکو دام مین کس التجا سے ہم

بولو خدا کو مان کے بس ہو لیا حجاب
گھٹ گھٹ کے مر نہ جائین تمہاری حیا سے ہم

دنیا مین گر وصال نہوگا تو حشر مین
مانگینگے بدلے حور کے تمکو خدا سے ہم

کسنے ظہیر آج سنا دی وصال کی
باہر ہین کچھ نشاط مین اپنی قبا سے ہم

ردیف النون

ستم وہ کس پہ کرتے ہین کہ تلی حق ستاتی ہین — اوسیکو آزماتے ہین جسے اپنا بناتے ہین

اوٹھائی چشم ظاہر ہین نگاہ حق نگر دیکر — اوسے اعمٰی بتاتے ہین جسے جلوہ دکہاتی ہین

یہ طاقت ہے یہ قدرت ہے اسی ناچیز ہستی کو — فلک سے جو نہین اوٹھتا اوسی انسان اوٹھاتی ہین

کوئی پائی تو کیا پائے نشانِ منزلِ مقصد — جسے خود رفتہ کرتے ہین اوسی رستہ بتاتی ہین

ستم سہتے ہین وہ جنپر نگاہِ لطف ہوتی ہے — سرِ تسلیم مقتل مین وہی پہلے جھکاتے ہین

ہر اک جا جبہہ فرسا ہین کہین کیہو رہین شاید — در دیر و حرم پر ہم مقدر آزماتے ہین

تماشے سے تماشی ہین نمایشگاہ حیرت مین — زبان پر کب وہ آتے ہین نظر مین کب سماتی ہین

اونہین دیکھے تو دیکھے اور کسکو دیکھ سکتا ہے — نگاہین چہین لیتے ہین نظر جس سے ملاتی ہین

اونہین مدِ نظر ہو تو حجاب چشم و دل کسکے — وہ جلوے جب دکہاتی ہین تو سو دیدے اوٹھاتی ہین

یگانون سے غرض اوسکو نہ بیگانون سے کچھ مطلب — کسی در کا نہین رکھتی وہ جب در پر بلاتے ہین

جدا گانہ مزہ ہے کچھ جراحت سے جراحت کا — دہانِ زخم سے بسمل تمہارے مسکراتے ہین

متاعِ درد و غم لی ہے بہت کچھ جان کہو کہو کر — حلاوت زندگانی کی ترے رنجور پاتے ہین

تمہارے سوزِ الفت نے عجب الماس ریزی کی — جگر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کر پہر اشک آنکھون مین آتے ہین

غرض کیا دوست دشمن سے کہ وان نگہ نوازی سے — اسی در سے اوٹھاتی ہین اسی گہر سے بلاتی ہین

وہ ہر جا رونق افزا ہین حرم کیسا کلیسا کیا — وہین ہے طورِ آئینہ جہان جلوہ دکہاتی ہین

ہماری سعی لاحاصل ہماری جستجو باطل — ادہر کچھ ہٹتے آتے ہین قدم جتنے بڑہاتی ہین

بلانا جسکو پاس اپنے اونہین منظور ہوتا ہے — ادہر ہی لو لگاتے ہین اِدہر سے دل ہٹاتی ہین

یہان غفلت شعاری ہے وہان آمرزگاری ہے — وہ ہمکو یاد رکہتے ہین ہم اونکو بہول جاتی ہین

اسے دیکھیں اُسے دیکھیں اِدھر دیکھیں اُدھر دیکھیں
وہ سو سو بھیس میں چھپ چھپ کے اپنے کو دکھاتی ہیں

تمہاری کشتگانِ ناز کو غسل و کفن کیسا
یہ تھوڑا سا ہے بہت خاک پر خونوں میں نہاتی ہیں

گوارا کب ہے کوئی دوست میں دشمن بھی سہہ سکتے
برنگِ نقشِ پا ہم نقشِ ہستی کو مٹاتے ہیں

تماشے کا تماشا ہے تحیر کا تحیر ہے
ہم اپنے کو نہیں پاتے جب انکو دیکھ پاتے ہیں

بہت دن خاک اڑائی زاہد کی مسجد میں ہم ابتو
خدا کا نام لیکر جامِ مے مونہہ سے لگاتے ہیں

بُرے کچھ خطرے رکھتے ہیں یہ رندانِ خراباتی
گزارا ہے لیے مے فشا ہد یونہیں ہو حق جتاتی ہیں

اگر گوش و نظر ہو تو ہمیں دیکھو ہمیں سُن لو
یہ غنچے مسکراتے ہیں یہ بلبل چہچہاتے ہیں

ظہیر ایسے ہوئے سرشار ہم جامِ محبت سے
شکستِ جام سے توبہ کے سو ٹکڑے اڑاتے ہیں

بہتر اس آستاں سے کوئی آستاں نہیں
یہ سرزمیں ہے وہ کہ جہاں آسماں نہیں

ٹوٹے ہیں پاؤں ہی شوق تو کیوں جائیے نہیں
اس راہ میں تو جان سے جانبازیاں نہیں

سمجھا تو رازِ حق کا کوئی رازداں نہیں
تم واں چلیں ہو کہ فرشتہ جہاں نہیں

اس آستاں کی ناصیہ سائی محال ہے
قدسی نگاہباں ہیں اگر پاسباں نہیں

روح القدس کی زمزمہ پرواز نعت ہیں
کیونکر کہوں کہ وہ مرے ہمداستاں نہیں

دروازۂ بہشت پہ کیوں ڈھونڈھنے کو جائیں
کیا قاسمِ بہشت کا یاں آستاں نہیں

مجھ سے بھی تو سوال کرینگے بھلا نکیر
پھر جواب کیا مرے مونہہ میں زباں نہیں

مہجور دردِ ہجر ترا ہوں زہے نصیب
ناشاد ماں ہوں وہ کہ کوئی شادماں نہیں

سب قافلوں سے قافلہ سالار ہیں حضور
اس کارواں کے بعد کوئی کارواں نہیں

اس قربِ اختصاص پہ یہ کچھ شرف تھی
واں تک رسا ہو تم کہ کہیں ہو مکاں نہیں

یثرب کے دیکھ عیش مخلد جناب خضر
کچھ تمکو لطف زندگیٔ جاودان نہین

اولٹا ہوا ہے روی دل آراسے اب نقاب
ای نجدیان شوق کہان ہو کہان نہین

تم دل مین جلوہ گر ہو مگر یہہ خیال ہے
شایان جلوہ گاہ مکین یہہ مکان نہین

تمنے رہِ خدا مین کیے نذر نور عین
اس سے سوا جہان مین کوئی امتحان نہین

مجہہ سے سیاہ کار کو مہمانی بہشت
تم میزبان ہو وہ کہ کوئی میزبان نہین

حضرت کی نعتِ پاک لکھی بہی تو کیا لکھی
یہ تو بیان حق ہے ہمارا بیان نہین

مین اور شناطرازی ترا ہون غلط غلط
یہ تو لسانِ غیب ہے میری زبان نہین

کیا کہہ سکے ہین یہ فتدلیٰ کے رمز سے
الفت ہی وہ نہین کہ یہان ہو وہان نہین

اک حرف امتی مین سفینہ ہے وار پار
رحمت کے بحر مین لب گوہر فشان نہین

اس خاکدان سے تا بسراپردۂ جلال
حضرت کی جلوہ گاہ کہان ہا کہان نہین

ای شوق رہنما ہو کہ دنیا ہے ساتھ ساتھ
ہمراہ کیا مرے مری حسرت وان نہین

مولا بس اپنے پاس بُلا لو ظہیر کو
شایانِ دردِ ہجر دلِ ناتوان نہین

راحت پسند شوق تہی دورِ زمان نہین
تم مہربان ہوے تو فلک مہربان نہین

خاطر مین کچھہ نشیب و فرازِ جہان نہین
اپنی زمین شعر مین ہی آسمان نہین

ادنی ستم ہی در خورِ ایثارِ جان نہین
ایسے پہ جان جاییے تو ابناز یان نہین

کس مونہہ سے یہ کہون کہ تری شوخیان نہین
اتنا تو دشمنی مین تہین آسمان نہین

مشکل ہے ای فلک مری نالونکی روک تہام
دکی تو انہین سہے جسکی فغان نہین

بخت و سپہر و غیر ہین سب دشمنِ وصال
ہین آپ مہربان تو کوئی مہربان نہین

اتے مزے اونہین ہی سوال و جواب کے
قاصد کے مونہہ مین ہای ہماری زبان نہین

اللہ رے تندخو تری نازک مزاجیان
دشمن کی شوخیان مرے دل پر گران نہین

راہِ وفا مین غیر نے رکھے نہین قدم
کوچے مین اوسکے ایک بھی ثابت نشان نہین

مجھہ کو بھی ابتو غیر سے ہین بدگمانیان
یہ کیا ہوا کہ تجھکو سرِ امتحان نہین

طعنون مین وصلِ غیر کے اب کچھہ مزہ نہین
بے سود سب گلے ہین کہ تو سرگران نہین

افسوس دل ہی نے نہ دیا وقتِ بد مین ساتھہ
قاصد کے ساتھہ کیون مرے نالے روان نہین

ہو دشمنی تو کچھہ گلۂ دوستی کرون
مین دیکھتا ہون غیر بھی کچھہ شادمان نہین

آزاد ہوکے دام سے جائین کہان اسیر
اتنے رہے ہین دور کہ یادِ آشیان نہین

بہری فلک سے ہراسان ہے کیون ظہیر
کیا اسکا سے فضلِ خدا ہی جہان نہین

حال آنکہ حالِ غیر کسی پر نہان نہین
اسکا علاج کیا ہے کہ تم بدگمان نہین

تم شوخیون سے وان ہو جہان کا گمان نہین
مین بدگمانیون سے جہان ہون وہان نہین

یا وہ نہین کہ حالِ عدو کچھہ نہان نہین
آخر تو رازدان بھی کوئی غیبدان نہین

ہوتی ہے قدرِ نعمتِ راحت بقدرِ رنج
الفت مین لطف کیا ہے اگر امتحان نہین

مجھسے ہی کیون نہ پوچھیے میری برائیان
مجھہ سے سوا تو غیر مرا رازدان نہین

ہم بھی خلافِ وضع گوارا کرین اگر
کچھہ ہم مین اور غیر مین تشخیص وان نہین

پیشِ رقیب حال ہمارا نہ پوچھنا
دیکھو ہمارے بس مین ہماری زبان نہین

ہم کیون کہین کہ بزم مین شامل ہین کیون رقیب
جب ہم نہین ہماری طرف سہی جہان نہین

کچھہ ناگوارِ خاطرِ دشمن نہین ہے اب
ہم کیا سبک ہوے کہ سخن تک گران نہین

سنتے اوسی کو چھیڑ کے کچھہ برا بھلا
کمبخت نہ وہ رنج بھی تو رازدان نہین

اونکے گلے فلک کی شکایت عدو کی رشک
ایک ہم نہین تو کچھہ بھی نزاعِ جہان نہین

اندازہ غرور وستم ہے بقدرِ شوق
یان ولولے نہین ہین تو وان شوخیان نہین

ہین رشک آفرین ترے قصے کہانیان
پنہان ہے تو مگر تری شوخی نہان نہین

اک حرف سخت تک کا تحمل محال ہے
اتنی بھی اب تو ضعف سے تاب و توان نہین

خالی نہین صلاح سے بے التفاتیان
اغماض کہہ رہا ہے کہ نامہربان نہین

وصل دوام پر بھی رہا غیر شکوہ سنج
حسب مراد کوئی مگر کامران نہین

سو بار سن چکا ہون شکایت مین فکر جور
پھر تم کہو گے مجھسے کہ مین بدگمان نہین

عاشق نہ کم شکیب نہ غماز رازدان
جب تم ہی پردہ در ہو تو پھر کچھ نہان نہین

کیا کچھ نہین ہے اس لب جادو نواز مین
اک وعدۂ وصال پہ تو تہہ مین زبان نہین

ناکام بے فراق نے ایسے مزے دیے
اب مژدۂ وصال سے دل شادمان نہین

جاتے ہو بزم غیر مین کتنے سبک خرام
رستے مین دیکھنے کو قدم کا نشان نہین

دیتا ہے کیسے رشک کے الزام بدگو
کمبخت جانتا ہے کہ یہ بدگمان نہین

اوس بدگمان سے چشم وفا ہے ظہیر کو
جس کو یقین وفا کا بس امتحان نہین

فتنہ گر لطف کے پردے مین جفا کرتی ہین
کہ تغافل نہین کرتے ہین حیا کرتے ہین

لوگ کیون درد محبت کی دوا کرتے ہین
مر نہ جاوے بھی کہین مر کے جیا کرتے ہین

شکوہ جور سے کچھ شرم سوا کرتی ہین
وہ جفاؤن کی تلافی بھی جفا کرتے ہین

مجھسے پھیری دشمن کے گلے ہین اونکو
واہ کس لطف کے پردے مین جفا کرتی ہین

مین وہ بیداد کش خوش ہون کہ عنایت سے رقیب
وہ جفا سے یہ پشیمان کہ وفا کرتے ہین

ہے تری بزم سے کتنا مجھے اوٹھنا دشوار
کہ اوٹھانے کو مرے حشر اوٹھا کرتے ہین

حال اس حال کو پہونچا ہے کہ اب خوش ہو کر
مدعی بھی مرے جینے کی دعا کرتے ہین

نازنین ہو تمہین کب کشتن عاشق کا دماغ
جو ستم تمسے نہو ناز و ادا کرتے ہین

صبر بنکر کہین بیٹھے کہین ارمان بنکر
کب ترے ناوک دلدوز خطا کرتے ہین

وہ تصور مین بہی آتے ہین عدو کی ہمراہ
بدگمانی کیطرح دل مین پہرا کرتے ہین

پہرتے رہتے ہین جو دلمین تری قد کی فتنے
اپنی تعظیم کو ہم آپ اوٹہا کرتے ہین

لوگ کہتے ہین کہ ہے شیوا بیان کوئی ظہیر
ہمنے دیکہا تو نہین نام سُنا کرتے ہین

رنگ رُخ داغ جگر ہے کہ دکہا بہی نہ سکون
مجہسے چہپتے ہین وہ اتنا کہ چہپا بہی نسکون

دل کو آزار لگا وہ کہ چہپا بہی نہ سکون
پردہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹہا بہی نسکون

مدعا سامنے اونکے نہین آتا لب تک
بات بہی کیا غم دل ہے کہ سنا بہی نسکون

زخم کیا تیغ زبان کے بہی ہین تلوار کے گہاؤ
دل پہ وہ زخم لگاتے ہو کہ کہا بہی نسکون

بے جگہہ آنکہہ لڑی دیکہیے کیا ہوتا ہے
آپ جا بہی نہ سکون اون کو بلا بہی نسکون

پیشتر زخم سے ہو کاوش ناخن کا علاج
چارہ گر ہاتہہ اوڑا دے کہ لگا بہی نہ سکون

غیر ہی ساتہہ تمہارے ہین نظر مین پہرتے
رشک ہے یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

دل پہ کچہہ ایسی بنی ہی نہین بنتی کچہہ بہی
سر پہ وہ آن پڑی ہے کہ اوٹہا بہی نسکون

وہ دم نزع مرے پہر عیادت آئے
حال کب پوچہتے ہین جبکہ سُنا بہی نہ سکون

نشتر غم تو نہین دل مین عدو کے طعنے
یاد ہین یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

کاش آجاے مجہے موت کہ جہگڑا ہی مٹے
تم بُلا بہی نہ سکو اور مین آ بہی نہ سکون

ناصحو فرض کیا وان ہے رسائی دشوار
کیا مرے ہاتہہ مین دل بہی کہ لگا بہی نسکون

کچہہ مزہ تہا غم پنہان مین سو وہ بہی نہ رہا
زہر ہے زہر غم رشک کہ کہا بہی نہ سکون

دو قدم کے لیے ایسی ضعف ذرا پا تو نہ توڑ
سر نہین ہے سر زانو کہ اوٹہا بہی نہ سکون

پاس مطلب کی زبان تک نہین آنے دیتی
درد کیا شکوہ ہی اونکا کہ سنا بہی نہ سکون

زندگی بہی شب ہجران ہے کہ کٹتی ہی نہین
موت ہے کیا ترا آنا کہ بُلا بہی نہ سکون

آپ کیا چشم عدو ہین کہ نہ دیکہین مجہہ کو
مین مگر اپنی تمنا ہون کہ آ بہی نہ سکون

دم ہے آنکھون مین اسے جان مین لائون کیونکر
کب وہ آئے کہ اونہین ہاتھہ لگا بہی سکون

مجھہ کو ظالم تری سب بیحوصلگی نے مارا
زخم کچھہ درد نہین ہے کہ دکہا بہی سکون

شرم عصیان نے جہکایا مری گردن کو ظہیر
بوجہہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بہی سکون

دل ہی کہین لگائی کیون دم پہ بری بنائی کیون
تاب ستم اگر نہو شکوہ زبان پہ لائی کیون

لب پہ شکایت آئی کیون جان کسی پہ آئی کیون
اپنے پہ اپنا بس نہین اور کے سر لگائے کیون

دشمن جان ادا سہی ناز نہین جفا سہی
ہم ہی نہون جو باوفا کوئی ہمین ستائی کیون

حسن نہین بلا تو ہے عشق نہین قضا تو ہے
جان پہ جب آبنی سر پہ ستم اوٹھائی کیون

پردہ سہی خودنمائیان خلق سے لن ترانیان
سامنے آنہ جائیے کیون شوق کوئی بڑہائی کیون

مجھہ کو گمان بہی ہان وہ خرام ناز ہے
گھر ہی قدم بڑہائی کیون حشر کوئی اوٹھائی کیون

پہر تو کہو یہ کیا کہا سچ ہے کہ مین ہون بیوفا
شرم ہو گر نگاہ مین شرم سے مونہہ چھپائی کیون

حسن وادای آدمی حور نہین پری نہین
تم ہی کہو کہ پہر کہین دل ہی تو ہی نہ آئی کیون

لطف وصال اور ہم خواب ہی یا خیال ہے
اپنے پہ آپ دمبدم شک مجھی نہ آئی کیون

راز کہلا حجاب سے پردہ اوٹہا نقاب سے
جسکو خدا نہ شرم دے شرم سے مونہہ چھپائی کیون

تمسے ستم کا کیا گلہ اور نہین ہین پرجفا
چین ہو گر نصیب مین کوئی ہمین ستائی کیون

کاوش زخم دلکشا تلخی مرگ جانفزا
درد مین گر نہو مزہ زخم پہ زخم کہائے کیون

یہ تو شب وصال ہے ہائے کدہر خیال ہے
مین بہی کوئی رقیب ہون آپکو شرم آئی کیون

طرز سخن مین ہے سخن تیغ نہین سنان نہین
تاب جواب گر نہو کوئی ہمین سنائے کیون

اے وہ بیان حال غیر وصف نہین گلہ سہی
ہم ہین کہان کے رازدان کوئی ہمین سنائی کیون

سمجھے ہوے ہین آپ کو ہم ہی کچھہ اپنی زعم مین
اوسکو کہان کی دوستی او ہمین بلائے کیون

ضد مین ملے جو غیر سے اوسکو وفا سمجھ گیا
ہو جو مجہی سے دشمنی غیر کو آزمائے کیون

مجھکو سر گلہ نہ تھا ذکر گذشتہ کیون کیا
پاس زبان جسپی نہو بات زبان پہ لائی کیون

واہ یہ کسر عز و شان اور ظہیر باصفات
جسکو ہو پاس آبرو بزم مین اوسکی جائی کیون

زاہد نہین ہون رند قدح خوار بہی نہین
مل جائے مئے مفت کی تو تجھہ انکار بہی نہین

تقوی اگر نہین ہے تو اظہار بہی نہین
زاہد تری طرح سے ریاکار بہی نہین

سو بات کا جواب ہے وان ایک خامشی
انکار گر نہین ہے تو اقرار بہی نہین

کیا کیا ہین خار دشت تہیہ کیے ہوے
دست جنون سے جسم پہ یان تار بہی نہین

واعظ عبا مری جو مئے آلودہ ہے تو ہو
آخر کسیکا جبہ و دستار بہی نہین

ہے بیخودی مری مرے ایمانکی راہبر
کافر ہون وہ کہ دوش پہ زنار بہی نہین

آتا ہے گر تو شوق سے آجاؤ بیحجاب
آخر تو دل ہے کوچہ و بازار بہی نہین

ناصح کو اپنی فکر گریبان ضرور ہے
یان جیب و آستین مین رہا تار بہی نہین

اللہ رے بیکسی مرے بالین کے متصل
وہ کیا نہین کہ سایۂ دیوار بہی نہین

یان دشمنی مین بحث ہے دلجوئی ایک سو
یعنی مرے وہ درپے آزار بہی نہین

چاک دل حزین کو سیئے خاک چارہ گر
تن پر مرے کفن کے لیے تار بہی نہین

ضد ہے اگر وفا سے تو اچھا جفا سہی
دلدار کیا کہ تم تو دل آزار بہی نہین

ابتک بہی آنکھو مین وہی بدگمانیان
یان شکوہ کیا کہ طاقت گفتار بہی نہین

اچھی کہی کہ طور کہان اور ہم کہان
موسی نہین کہ جلوۂ دیدار بہی نہین

نالون سے ادعای جگرداری رقیب
ایسے تو آپ کے درودیوار بہی نہین

کیا کیا سبک کیا دل بیتاب نے مجھے
اتنا تو بار خاطر اغیار بہی نہین

ہرچند تمسے قطع تعلق بعید ہے
کیا سر کے واسطے مری تلوار بہی نہین

ہین مشرب ریا سے بہت دور ہون ظہیر
تسبیح گر نہین ہے تو زنار بہی نہین

نہ تہی تاب ستم کی جو مری جان مین نہین
غیر کا ہاتھہ تمہارے تو گریبان مین نہین

لذت جوش جنون کچھ تن عریان میں نہیں
خار داماں میں نہیں چاک گریبان میں نہیں

مجھ سے ناکام تمنا نہیں دوران میں نہیں
گل تو گل خار بھی اوجھا مرے دامان میں نہیں

چین جو ہجر میں ہے پہلوے جانان میں نہیں
کہ نہیں صبح کا دھڑکا شب ہجران میں نہیں

بل ہیں وہ بل ترے دلمیں کہ عیاذاً باللہ
خم ابرو میں نہیں کاکل پیچان میں نہیں

یا خدا اور بھی عمر شب ہجران ہو دراز
بیم اندوہ سحر کچھ دل نالان میں نہیں

اشک بن بن کے دل خون شدہ نکلا شاید
اپنے پہلو میں نہیں آپ کے پیکان میں نہیں

اوس جفا جو کے لیے صبح کہاں آئی تھی
دل پر کینہ میں نہیں نرگس فتان میں نہیں

مدعا یہ ہے کہ اسکو بھی ستاے جائیں
چھیڑ کچھ اسکے سوا کاوش زبان میں نہیں

چشم ویران کے لیے خواب کہاں سے لاؤن
نیند کا ذکر بھی اپنی شب ہجران میں نہیں

دل سے اونے چھوڑی نہیں دشمن کیلیے کوئی خلش
نوک مژگان میں نہیں آپ کے پیکان میں نہیں

جو نہ دیکھا ہو وہ آئینہ دل میں دیکھو
کون سی شے ہے جو اس منزل ویران میں نہیں

رخنہ گر ہیں مرے سینے میں عدو کی چھیڑیں
دل میں وہ تیر لگے جو تری مژگان میں نہیں

چشم بیدار رہے دونون کو ملی تھی تو کیوں [illegible]
بخت تو اپنے ہی [illegible] بان میں نہیں

جنس وہ ہوں کہ جو آنکھوں سے گرا ہوں کبھے
قطرۂ رشک ہوں اور وہ آب مژگان میں نہیں

دل کے ٹکڑے چلے آتے ہیں کھنچے تیر کے ساتھ
پھر کہو گے کہ کشش ناوک مژگان میں نہیں

نہ نبھیگی نہ نبھیگی کہ کہیں رنگ وفا
غیر کے دل میں نہیں آپکے پیمان میں نہیں

مظہر ذات بھی اصنام کو سمجھے ہو ظہیر
اور کہتے ہو تعلل پھر مرے ایمان میں نہیں

حال دل میں نہیں اور دل تن بیجان میں نہیں
تم نہیں پاس [illegible] کچھ بھی شب ہجران میں نہیں

جو تماشا مری دل میں ہے گلستان میں نہیں
پھول [illegible] اپنی نظر میں ہیں جو داماں میں نہیں

کوئی ایسی ہی خلش ہے جو رگ جان میں نہیں
ایک [illegible] کھٹکے کو بیابان میں نہیں

گریہ کس طرح سے کہ وہ دن مری قسمت میں نہیں
خاک تک ڈالے کو چشم نگہبان میں نہیں

دل و جان کچھ بھی نہیں تم جو دل و جان میں نہیں
پھول گلدان میں نہیں شمع شبستان میں نہیں

لطف ہے لطف کہ یکجا ہین پریشان آشفتہ
کون سا عیش ہے جو خانۂ زندان مین نہین

جو کرشمے کہ تری نرگسِ فتان نے دکہائے
ایسے چلتے ہوے فتنے نہین دوران مین نہین

نہ ملا کچہہ بہ مزا خلشِ تیغ نگہ ناز سے کم
ایک بہی ریزۂ الماس نمکدان مین نہین

ہے وہ عاشق کے لبِ زخمِ جگر مین موجود
جو تبسم کہ تمہارے لبِ خندان مین نہین

ہین تو کیا خاک ہین ہم ہیچ ہین سب بود و نبود
آپ پہلو مین نہین جان تنِ بیجان مین نہین

ہے مرے فکرِ اسیری اوسے بہولے جسکا اسیر
مجکو زندان مین ہے جو چین گلستان مین نہین

جانتا ہون کہ ہنسی ہے تری نیش آمیز
نیش نشتر ہے تبسم لبِ خندان مین نہین

آئین اب شوق سے ناصح کہ نہین کچہہ بہی لگاؤ
دیکہہ لین تار کفن کو بہی گریبان مین نہین

اک نہین ہے تو تسلی دلِ عاشق کے لیے
یون تو کیا کچہہ ترے لعلِ لبِ خندان مین نہین

ملتے جلتے ہین ترے گیسوئے برہم مجہہ سے
فرق اب تک تو مرے حالِ پریشان مین نہین

بس یہی ہے کہ پشیمان ہو پشیمان مجہہ سا
اور کچہہ غیر کو حاصل مرے نقصان مین نہین

وا ہی تقدیر ترے بندِ قبا مین پڑ جائے
وہ گرہ جو کہ ترے کاکلِ پیچان مین نہین

بٹ گئی غیر کی جانب نگہِ رخنہ گذار
ورنہ کیون لذتِ کاوش ترے پیکان مین نہین

بیوفائی تری خو مین ہے زبان مین تحریش
بے ثباتی تری پیمان مین تری ہان مین نہین

زندگی اور ترے ہجر کے اندوہ و ملال
ہون مین اسطرح کہ ہو نام امکان مین نہین

آج کل ہند مین ہے بلبلِ شیراز ظہیر
دہوم کیا اوسکی فصیحانِ صفاہان مین نہین

یہ اک دل ہے ہماری پاس کیا کیا اسکو کہتے ہین
برہمن بتکدہ راہب کلیسا اسکو کہتے ہین

بنے ہمرنگ دنیا اہل دنیا اسکو کہتے ہین
رہے دنیا مین نادان بنکے دانا اسکو کہتے ہین

عدو کی حسرتین نکلین ترے کوچے سے ہم نکلے
مرادین دل کی بر آئین تمنا اسکو کہتے ہین

کہے جاؤن سے نہ باز حیا تمکو نہ کچھ مطلب کو
تجاہل اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

گلے مل مل کے عاشق سے جلا دو حسرتِ مُردہ
زبانِ خلق سے نکلے مسیحا اسکو کہتے ہین

بھلی لگتی ہے کچھ جسکو تمہاری کج ادائی بھی
برے سے ہوکے بھی تم اچھے ہو اچھا اسکو کہتے ہین

بشر کی مرگ و پیدائش کے بھی دو دن معین ہین
مگر اہلِ فنا امروز و فردا اسکو کہتے ہین

وہ آئینہ کو تکتے ہین اونہین تصویرِ آئینہ
تحیر اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

پڑے ہین حسن کے پرتو جو کچھ سینے مین عاشق کے
تجلی اسکو اور برقِ تجلی اسکو کہتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہ جاے خوابیدن کہ دنیا اسکو کہتے ہین

وفا شیوہ جانسپاری نہین
ہمین زندگی اپنی پیاری نہین

ستم پیشگی ہرزہ کاری نہین
نہ کہنا کہ اُلفت تمہاری نہین

چمن کیا ابھی تک اوڑا دی ہوئین
دمِ سرد بادِ بہاری نہین

وہان باین حرمان سی کام آپڑا
بجز نالۂ آہ و زاری نہین

مجھے بس ہے ای شیخ تردامنی
نہین لاف پرہیزگاری نہین

رہے غیر سی اونسے ناکامِ وصل
بس اب لطفِ امیدواری نہین

ہمین اپنے گریہ سے نادم ہوے
تمہین غیر سے شرمساری نہین

خلش گر رہے دل مین خارِ الم
ہمین ذوقِ امیدواری نہین

لگا ہونے کیا دل مین گھر کر لیا
کہ پہلی سی اب بیقراری نہین

بھلا تم تو اپنی ہنسی روک لو
مرے بس مین تو اشکباری نہین

گران سمجھا ہون گے ہین دن کاٹنے
یہ کچھہ نزع کی دشواری نہین

گلی سے تمہاری اوٹھائیے چلے
مری نعش غیرون پہ بھاری نہین

مرا جذبِ دل ہے تغافل اثر
نگہہ کا کوئی زخم کاری نہین

تمہین اس کدورت پہ اتنا غرور
مجھے نازشِ خاکساری نہین

نکلے لب پہ آتے ہین بیساختہ
یہ باتین مری اختیاری نہین

چھپانے لگا منہہ وہ پردہ نشین
بس اب کچھہ ہمین پردہ داری نہین

دلِ مضطرب نذرِ کاوش ہوا
وہ اگلی سی اب بیقراری نہین

نگاہین محبت کی خونریز ہین
تری دوستی دوستداری نہین

ستم ہو کہ شوخی ہو یا ناز ہو
تری کون سی بات پیاری نہین

ظہیر ایک کافر پہ مائل ہوئے
بس اب طاقتِ دینداری نہین

داغ ہون درد ہون حسرت ہون تمنا ہون مین
ہمہ تن ہین جس رنگ مین اوس ڈھنگ مین اب ہون مین

کب کسی اور کی آنکھون مین سماتا ہون مین
اپنے دل مین بھی ہون تو داغِ تمنا ہون مین

سر پہ آتی ہے شبِ ہجر قیامت کرتی
اے اجل تو ہی چلی آ کہ اکیلا ہون مین

وہ نہ آئین تو نہ آئین یہ سمجھ کا کچھہ سے
ایک شب کے لیے ممنون قضا کا ہون مین

کچھہ شبِ قبر سے بدتر ہے عذابِ ہجران
زندہ درگور ہون مرتا ہون نہ جیتا ہون مین

سو بھلائی کی بھلائی ہے برائی میری
لاکھہ اچھون کا ہون اچھا کہ تمہارا ہون مین

کل تو آتے سے ظہیر آپ خدا کے گھر مین
آج کہتے ہو کہ پھر دیر کو جاتا ہون مین

تعلق سے وارستہ انسان نہین
گلوگیر کس کا گریبان نہین

کسے دل لگانے کا ارمان نہین
مگر عاشقی کار طفلان نہین

بہت دور پہنچا ہے دست جنون
گریبان سے دامان جو دامان نہین

جدا ہے زمانے سے اقلیم عشق
جہان پرسش کفر و ایمان نہین

جو اگرم ہے جب سے بازار حسن
کہین شہرۂ ماہ کنعان نہین

فلک کو پسند آتے ہین یہ تفرقے
ملے کوئی انسان سے انسان نہین

تمہین تم ہو دل مین تمہارے سوا
کوئی میزبان کوئی مہمان نہین

خدا کی خدائی مین سب چیز ہے
مگر دادِ خونِ شہیدان نہین

نہین کون سا درد درمان پذیر
مرا درد محتاجِ درمان نہین

کرو چاک سینہ ٹٹولو جگر
بجز حسرت و یاس و حرمان نہین

ہزار آفرین تیری جرأت کو دل
پریشان ہے جتنا پشیمان نہین

کرین سر فدای رہِ دوستان
مگر لذتِ سنگِ طفلان نہین

مری تیرہ بختی نے مارا مجھے
خطاوار وہ زلف پیچان نہین

کہان ہم ظہیر اور فکر غزل
جز ایمای داغ سخندان نہین

نہان جب دل مین حسن و عشق کے آثار ہوتے ہین
نگہہ سے پردہ پردہ جلوۂ دیدار ہوتے ہین

کسی کی خاطر نازک پہ کیا کچھ بار ہوتے ہین
ہمارے مدعای دل بھی دشوار ہوتے ہین

یہ شوخی ہے کہ ہر ہر بات پر انکار ہوتی ہین
مگر انکار کے پردے مین کچھ اقرار ہوتی ہین

یہ عذر بیہدا فی کیون دم گفتار ہوتی ہین
کہ پیدا مطلبِ عاشق کی اب اقرار ہوتی ہین

تبسم ریز کچھہ لعل گوہر بار ہوتے ہین
کرشمے کیا نگہہ سے جانب اغیار ہوتے ہین

وفای عہد پر کس موتہہ سے اب انکار ہوتے ہین
لب راحت فزا اب کیون جراحت بار ہوتے ہین

غضب کچھہ انقلاب کافر و دیندار ہوتے ہین
یہ کیسے شعبدے ای نرگس میخوار ہوتے ہین

تلون کا تلون ہے شرارت کی شرارت ہے
ابھی انکار ہوتے ہین ابھی اقرار ہوتے ہین

بنے ہین مدعای دل خدنگ دلنشین اونکے
کہ دل ہی دل مین کچھہ گویا لب سوفار ہوتے ہین

کوئی انداز پر مرتا کوئی ٹھوکر سے جیتا ہے
یہ کیسی ہر قدم ہنگامۂ رفتار ہوتے ہین

ستم ہوتی ہین کیا کیا لطف کی پردے مین دشمن پر
نگہہ کے تیر چلتے ہین ادا کے وار ہوتے ہین

وصال اوس سے اگر ہوتا تو درد ہجر کیون ہوتا
برا انجام ہو جسکا برے آثار ہوتے ہین

ترے رنجور الفت ہون نہی درد و نہی قسمت
مسیحا پر بھی ناز صاحب آزار ہوتے ہین

دم رفتار تم چلتے ہو خود تلوار بن بنکر
ادہر مجروح ہوتے ہین اودہر افگار ہوتے ہین

نگہہ سے تا نگہہ حائل حیا کی لاکھہ پردے ہین
وہ پیش چشم بھی آکر پس دیوار ہوتے ہین

جفا کو ناز سمجھے ہو کہ اتنا موتہہ چھپاتی ہو
ستم بھی کیا تمہاری جلوۂ دیدار ہوتی ہین

نگہہ سے ہر نگہہ انداز مین دلکش نکلتی ہے
ستم پر کیا ستم ای نرگس میخوار ہوتی ہین

ترا تمکین سے کہنچنا وقت کشتن ذبح کرتا ہے
ترے انداز بھی کافر مگر تلوار ہوتے ہین

کسی کی جلوہ فرمائی سے کیا کیا رشک آتا ہے
رقیب چشم عاشق روزن دیوار ہوتی ہین

ستمگارونکی دلجوئی بھی عیارونکی گہاتین ہین
یہ کسکے دوست بنتی ہین یہ کسکے یار ہوتی ہین

نقاب اوٹھی تو کیا دیکھین نہ اوٹھی تو نہان کیا ہے
حجاب چشم انوار رخ دلدار ہوتے ہین

اگر ہے دشمنی کچھہ حلقۂ آغوش سے انکو
یہ کافر کیون ہم آغوش خم زنار ہوتے ہین

وہ آخر ٹوٹ جاتی ہین تمہارے عہد بن بنکر
مرے جیب و گریبان مین جو باقی تار ہوتی ہین

قیامت مین بھی کیا بجلی گری گی بے نصیبون پر
یہان ایک ایک سے جو وعدہ دیدار ہوتے ہین

عجب کیا ہے اگر مرتی ہین تم پر اور نہین مرتے
کہ اکثر کارہای سہل بھی دشوار ہوتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا چلکر کرامات مغان دیکھو
کہ رندان قدح کش محرم اسرار ہوتے ہین

خاک مین وہ مری ہستی کو ملا دیتے ہین
جیتے جی دل کی کدورت مین دبا دیتے ہین

اونکے آنے کی جو احباب سنا دیتے ہین
ہم تری جان کو آنے پہ دعا دیتے ہین

تلخ شکوی لب شیرین سے مزہ دیتی ہین
گھولکر شہد مین وہ زہر ملا دیتے ہین

مژدہ وصل کے بدلے مجھے ہر شب احباب
شام سے سورہ یسین سنا دیتے ہین

یون تو ہوتے ہین محبت مین جنون کے آثار
اور کچھہ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہین

اوس پریوش سے ملا دو مجھے ای حضرت شیخ
آپ تو حور کو انسان سے ملا دیتے ہین

پھر وہ بیداد پہ ہین شاکر دعا کے خواہان
داد فریاد کی کیا اہل جفا دیتے ہین

عرض مطلب نہ سہی جب خموشی ہی سہی
کچھہ نہ کچھہ وہ مجھے الزام لگا دیتے ہین

کیا غضب ہے گلۂ غیر کرون یا نکرون
وہ تو پہلے ہی ادہر کان لگا دیتے ہین

اونکو ہوتا ہے جو محفل سے اوٹھانا منظور
مدعی کو مرے پہلو مین بٹھا دیتے ہین

کیا ہی خوش ہون کہ عدو پر بھی دل آیا اونکا
جسپہ مٹتے ہین وہ دنیا سے مٹا دیتے ہین

اپنے انداز کی پڑھو وہ نہ غزل کوئی ظہیر
سب کو اس رنگ کے اشعار مزا دیتے ہین

بیمزہ ہو کے کچھہ ایسی وہ سنا دیتے ہین
کہتے کہتے مجھے مطلب کی بھلا دیتے ہین

اشک آنکھون سے بہا کر وہ دکھا دیتے ہین
اس طرح غیر کو نظرون سے گرا دیتے ہین

دل کسی کو جو کہین اہلِ وفا دیتے ہین
تجھپہ تہمت مرے ہمراز لگا دیتے ہین

یہ تو مانا کہ وہ بدبخت دل آزار بھی ہے
اور کچھ حضرت ناصح بھی بنا دیتے ہین

شادمان ہین کہ دمِ نزع بھی قسمت مین نہین
حوصلے وہ تو ستم کرکے بڑھا دیتے ہین

نامہ بر ہے نہ ہما ہی نہ کبوتر نہ صبا
اوسکے پیکان مجھے پیغام قضا دیتے ہین

غیر اور گریہ سے ناخوش ہون مقدر اپنا
ہم تو وہ شخص ہین روتون کو ہنسا دیتے ہین

غم دیا درد دیا نالۂ جانکاہ دیا
اور کیا اسکے سوا شوخ ادا دیتے ہین

کچھ وہی عاشقِ مضطر پہ ستم کرتے ہین
سب حسینون کو جو انداز و ادا دیتے ہین

بخت خفتہ بھی نہ جاگے تو نہ جاگے اپنا
وہ تو سوتے ہوئے فتنون کو جگا دیتے ہین

چشم حق بین سے حسینون کو نظر کرتا ہہ
یہ وہ بندے ہین خدا سے جو ملا دیتے ہین

شعلہ رویون کی محبت سے بچائے اللہ
یہ وہ کافر ہین کہ جیتون کو جلا دیتے ہین

نالہائے دل اغیار کے صدقے جاؤن
تم سے بیرحم کو سینے سے لگا دیتے ہین

اے ظہیر اوسنے کہون حال تو کیا خاک کہون
وہ مری بات کو باتون مین اوڑا دیتے ہین

وہ تشفی سے سوا آگ لگا دیتے ہین
آتشِ شوق کو کچھ اور بڑھا دیتے ہین

کوستے وہ ہمین ہم اونکو دعا دیتے ہین
ہم تو کیا دیتے ہین اور وہ ہمین کیا دیتے ہین

وہ جو گھبرا کے کبھی پردہ اوٹھا دیتے ہین
جھمکا جلوون کیطرح در پہ گرا دیتے ہین

واہی قسمت وہ شبِ وعدہ اگر ہون بیدار
ہائی قاصد کو مرے بخت سلا دیتے ہین

نامہ کیسا کہ وہ پیغام زبانی سنکر
ٹکڑے ٹکڑے مرے قاصد کے اوڑا دیتے ہین

تم تو سہوا بھی مجھے یاد نہین کرتے ہو
غیر کہہ کہکے برا یاد دلا دیتے ہین

پردہ اوٹھے کہ نہ اوٹھے مگر ای پردہ نشین
اج ہم رسم تکلف کو اوٹھا دیتے ہین

آدمی ہو کوئی تم راز محبت تو نہین
کہ تمہین محرم اسرار چھپا دیتے ہین

بات تک مونہہ سے نکلتی نہین اوس کشتہ کی
سرمگین چشم سے وہ جسکو لٹا دیتے ہین

یاد ہین جور قیامت کے برنیا دون کو
دل کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑونکو ملا دیتے ہین

اسکے جاتے نہین کمبخت پیامی اون تک
بہوٹے سچے یونہین پیغام سنا دیتے ہین

واہی تقدیر کہ وہ خط مجھے لکھہ لکھہ کے ظہیر
میری تقدیر کے لکھے کو مٹا دیتے ہین

ہے زندگی بہی ہجر کہ آتی قضا نہین
یا وعدہ وصال کہ ہوتا وفا نہین

گو اوسنے عدو سے عدہ دشمن وفا کیا
بدخو سہی وہ شوخ مگر بیوفا نہین

آسے نہ دو پند گو کو یہی مشغلہ سہی
مدت سے ذکر دوست بہی ہمنے سنا نہین

اک چہیڑ وصل مین ہے ستانیکے واسطے
عذر جفا سے ترک جفا مدعا نہین

آخر ظہیر کیسے جیے ہجر یار مین
کہتے تہے تم تو زیست کا دم بہرا نہین

وہ مہمان ہین آج دشمن کے گہر مین
قیامت کی سامان ہین اپنی نظر مین

نہ تہمتا ہو جو شوخیون سے نظر مین
ستم ہے رہے جا کے دشمن کے گہر مین

مرے قتل پر آپ کیا باندہتے ہین
گمان کے سوا کیا دہرا ہی کمر مین

تمہین دو قدم چل کے جہگڑا مٹا دو
بہت منکر حشر ہین رہگزر مین

سکتے ہون خط کے لفافی سی قاصد
مجہی کو لیے چل نہ رکہہ کر کمر مین

لپٹ کر گلے سے یہ جہگڑے مٹا دو
عبث گفتگو ہے دہان و کمر مین

تمہین مہربان ہوکے مل لو تو مل لو
تمہاری محبت نے ہمکو وکہایے

یہان کیا دھرا ہے دعا کے اثر مین
تماشے نہ دیکھے تھے جو عمر بہر مین

ظہیر اپنی منزل بہت پاس نکلی
بہت پہیر کہاے رہ راہبر مین

یگانہ دشمن و بیگانہ آشنا ہون مین
کہ زندگی سے کسی کے لیے خفا ہون مین

نہ آرزو ہون نہ شکوہ نہ مدعا ہون مین
غبار خاطر اغیار کیون بنا ہون مین

دل شکستہ ہون یا جنس ناروا ہون مین
کہ مشتری کی نظر سے گرا ہوا ہون مین

فغان درد ہون یا نالۂ رسا ہون مین
شکست شیشۂ دل کی غرض صدا ہون مین

یہ کس امید طبیعت سے آشنا ہون مین
کہ اپنے سایہ سے خود دور بہاگتا ہون مین

حنای پا ہون تمہارا کہ نقش پا ہون مین
غرض کہ کچھ ہو قدم سے لگا ہوا ہون مین

خوشی ہی سبکو مری بزم سے نکلنے کی
کسی کے دلکی تمنا نہ مدعا ہون مین

تمام سوز ہون اور سوز بے اثر اپنا
تمام آہ ہون اور آہ نارسا ہون مین

تری نگہ سے گرا ہون اوٹھائے کون مجھے
بندہے کسیکے نہ باندہی سے وہ ہوا ہون مین

شب وصال کی گرمیونکی تاب کہان
کہ سوز ہجر سے پہلے ہی جل رہا ہون مین

تمہاری بزم مین گو کچھ نہین ہون لیکن پھر
نگاہ غیر مین لطف ستم نما ہون مین

الٰہی اس دل رشک آفرین کو کیا کوسون
رقیب آینہ ہون دشمن صفا ہون مین

نہ آسمان پہ رسائی نہ وان پذیرائی
دعای وصل ہون یا آہ نارسا ہون مین

اگر وہ رند نہین ہے تو پارسا بھی نہین
غرض ظہیر کو اپنا تو جانتا ہون مین

انداز محبت کے جو کچھ پا گئیں آنکھیں
بیباک کے سیمبر فہ سے شرما گئیں آنکھیں

کیا تم کرشمے میں غضب ڈہا گئیں آنکھیں
کاہے تری آنکھوں کی قسم کہا گئیں آنکھیں

غمزوں نے دکہا دی تری رفتار کی شوخی
چلتے ہوئے ٹھوکر سے ٹہکرا گئیں آنکھیں

تا بود کیا نیست کیا مجھہ کو جہان سے
مین ہی غم دل تہا کہ مجھے کہا گئیں آنکھیں

اے دست ہوس تو نے بت کفر کو توڑا
وہ وصل کے اقرار پہ شرما گئیں آنکھیں

یون چھین لیا دل کو کہ رستے مین پڑا تہا
کچھہ کہو کے نہ آئین تہین کہ وہ پا گئیں آنکھیں

تم پہلوئے دشمن مین رہے اور نہ شرمائے
آنکھوں کی خطا کیا ہے کہ شرما گئیں آنکھیں

تم کیا نہین ملتے ہو کہ یہہ بہی نہین ملتین
دل چھین کے مجھہ سے مرا اترا گئیں آنکھیں

پھرتی ہین نگاہین تری رفتار سے پہلے
دیکھا جو مجھے دور سے کترا گئیں آنکھیں

کرتے ہین اشارون مین وہ سو طرح کی باتین
مین کیا کہوں جو کچھہ مجھے فرما گئیں آنکھیں

کچھہ حال ظہیر اب نگراؤگا نہ پوچھو
کمبخت کیا کچھہ نہ ستم ڈہا گئیں آنکھیں

جب چاہین کہہ لین بات بن آئی عتاب مین
وہ پاتے ہین کچھہ نہ کہیگا جواب مین

دونا ہے التفات نگاہِ عتاب مین
کیا بے حجابیان ہین سوال و جواب مین

فقرہ نیا ہے قطع محبت کے باب مین
بہیجا ہے چاک کر کے لفافہ جواب مین

مطلب کی ایک بہی نہ لکہی اضطراب مین
حیران ہے نامہ بر مرے خط کے جواب مین

کچھہ بدگمانیان ہین جو توبہ کے باب مین
ساقی مجھے ڈبو دے سراپا شراب مین

تر دامنی سے نامۂ اعمال پاک ہے
ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک شراب مین

ایسی گرہ نہین جسے چٹکی سے کہولدین
عقدے ہزار ہا ہین کشادِ نقاب مین

شرم گل سے اور بھی کچھہ مونھہ چھپا لیا
لو اور چمن مین نکل آئین حجاب مین

ٹھہری ہے جبکہ رحمت حق پاک شوئی جرم
کوئی مجھی کو کیون نہ ڈبو دے شراب مین

قاصد کی لدہی نے قلق کچھہ بڑہا دیا
تسکین دل سے جان پڑی اضطراب مین

کیا قاصد رقیب نے چپکے سے کہہ دیا
اوٹھہ اوٹھہ کے بیٹھہ بیٹھہ گیے اضطراب مین

شبہای غم سے وصل بتان کی امید ہے
ہوتی ہے خشم کے لیے خفت عذاب مین

پھرتا رہے سپہر بدلتی رہے نگاہ
ہوتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو کبھی انقلاب مین

روز جزا کسے ہے گلون کا ترے دماغ
گذرینگے حشر کیسے کئی دن حساب مین

شکوے کیے گلے کیے کیا کچھہ نہین کہا
مطلب کی ایک بھی نہ کہی اضطراب مین

کیا جذب شوق نے اونہین کچھہ سیا سمجھہ لیا
اونکی بلا رہے دل حسرت مآب مین

ملتا ہے واسطے سے خدا بھی خدا گواہ
قرب خدا ہے بندگی بوتراب مین

یہہ حضرت ظہیر کہان سے گے ہین پارسا
کیا کچھہ نہین گیا ہے زمان شباب مین

وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکھتے ہین
کہ دم بدم مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

بشر شناس کمال بشر کو دیکھتے ہین
کہو دیکھتے ہین تو سب گہر کو دیکھتے ہین

غرض نہ لطف سے ہمکو نہ قہر سے مطلب
ادا شناس ہین اونکی نظر کو دیکھتے ہین

خدا کی شان ہے ہوجائین گہر مین دشمن کے
ہم اپنی آہ کی اولٹے اثر کو دیکھتے ہین

شب فراق کے صدمون سے اور ہوتی ہے
ہم اپنی شکل جو اوٹھکر سحر کو دیکھتے ہین

وہ بیوفا ہے تو ہو ہندگو تجھے کیا کام
ہنر شناس سراپا ہنر کو دیکھتے ہین

ظہیر کام نکلتا ہے کوئی باتون سے
بتان سیم بدن زور وزر کو دیکھتے ہین

بھری ہین ہمنے وہ اشکِ ندامت دامنِ تر مین
نہ ایسے پہول پہولون مین نہ گوہر سلکِ گوہر مین

اگر ہوتی نہ وسعت دامنِ رحمت کو محشر مین
چھپاتے کس طرح یہ روسیاہی دامنِ تر مین

دعا سے التجا سے منت و زاری سے محشر مین
تمہین ہم لیکے مانگینگے اگر ہوگا مقدر مین

نگاہِ ناوک افگن سے بچی کیا خاک دل بر مین
نظر تو وہ بری شے ہے اوتر جاتی ہے پتھر مین

اونہین دشوار دلجوئی مجھے مشکل وصال اونکا
نہ یہ اونکی طبیعت مین نہ وہ میرے مقدر مین

نہ پوچھو کچھ کہ میری بدگمانی کیا جتاتی ہے
نظر آتا ہے کیا کچھ اس رخِ خجلت مصوّر مین

کیے ہین وصل کے وعدے قسم کہا کہا کے دشمن کی
ملا دی چاشنیِ زہر بھی قندِ مکرر مین

اونہین ہم دیکھہ سکتے ہین نہ وہ اب مونہہ دکھا سکتے
لگی رہتی ہین کس کس کی نگاہین روزنِ در مین

اوٹھاو زحمتِ بیداد کو شمشیر کیون کھینچو
ادا سے عمر بھر کا فیصلہ ہوتا ہے دم بھر مین

دمِ کشتن برآئیگی امیدِ قتل کس کس کی
ہزارون دل ہین پیکان مین ہزارون دم ہین خنجر مین

مجھے ہمراہ لے کر مری تقدیر پھرتی ہے
مری تلوون کی گردش ہے مگر میری مقدر مین

تڑپ کر لوٹ کر کاٹی شبِ فرقت تو کیا کاٹی
نہ پیراہن سلامت ہے نہ باقی تار بستر مین

یہان تو حضرتِ زاہد بہت سچ پیچ کی چلتی ہین
مزا ہو بادۂ انگور ہو گر حوضِ کوثر مین

یہ جنگِ زرگری جتنی ہے سب شوخی تمہاری ہے
تمہین نے آگ فتنے کی لگا رکھی ہے گھر گھر مین

مری تیغِ زبان مین ہین ظہیر اوس تیغ کے جوہر
پرِ روح الامین کاٹے ہین جسنے جنگِ خیبر مین

یہ ممکن ہے کہ زاہد ہم نہ پوچھے جائین محشر مین
ہمارا نام بھی ہوگا خطاوارون کی دفتر مین

یہان تک ناتوان ہون مل گیا ہون تارِ بستر مین
قضا بھی ڈھونڈھتی پھرتی ہے جسمِ زار گھر گھر مین

ہوس باقی نہ رہ جائے ہوائے کوے دلبر مین
اوڑا لون خاک جتنی خاک اوڑانی ہے مقدر مین

دمِ بسمل تڑپنے کا بہلا مجہہ مین کہان دم تہا / تمہاری شوخیان کچہہ رہ گئی ہین جانِ مضطر مین

تمہارا پاسِ الفت ہی نہین کیا کچہہ نہ ہو جاتا / یہ نالے تو وہ نالے ہین اوتر جاتی ہین پتہر مین

کمد رکیون تہون آخر او نہین بہی شک دشمن ہے / یہان جو بدگمانی ہے وہی ہے دہڑکا ان سر مین

جسے دل ڈہونڈہتا ہے وہ خلش تو اور ہی شی ہے / تمہاری کاوشین لاؤن کہان سے نوک نشتر مین

موذن وصل کی شب خون حسرت تیری گردن پر / ستمگر ذبح کس کس کو کیا اللہ اکبر مین

یہین تم کیون نہ سن لو دردِ دل گر تمکو سننا ہے / یہین ہم کیون نہ کہہ دین جو ہمین کہنا ہے محشر مین

بتا دے مجہے اشارون سے کہان اسطرح مرتے ہین / دکہا دے مجہے نگاہون سے کہ یون بسمل تڑپتے ہین

یہ شوخی ہے تلون ہین کہ شوخی مین تلون ہے / ابہی کیا تہے گہڑی بہر مین ابہی کیا ہو گہڑی بہر مین

یہ کس حسرت زدہ کے قتل پر خنجر سنبہلتا ہے / کہ آنسو ڈبڈباتے ہین ابہی سے چشم جوہر مین

دلِ پژمردہ غم کا ہمین کچہہ تو مزہ آتا / یہ غنچہ بہی اگر کہلتا ترے پہولونکے زیور مین

کہین وہ بیمروت بہی طرفدار و نہین اوسکے ہے / مری آنکہین جہکی جاتی ہین کیون دشمن سے محشر مین

یہان یہ شوق مردن ہے کہ زندہ ہو کے مر جائین / وہان یہ بدگمانی ہے کہ جی اوٹہی نہ ٹہوکر مین

ظہیر اپنا نشان پوچہو تو محشر مین تو جا ڈہونڈہو / سیہ کارون کے حلقے مین خطا وارونکی دفتر مین

کہان ہے تاب غمخواری مری غم کہا نیوالی مین / کہ شربت خون دل ہی زہر غم ہے ہر نوالے مین

حلاوت جامِ جم کی ہے فقیر ونکے پیالے مین / کہ نوش و نیش زہر و انگبین ہی ہر نوالے مین

پہپولے پہوڑتا ہون دلکی اس جیلے حوالے مین / نکلجاتی ہین اکثر لولے انکے نالے مین

ملی وابستگی غنچہ کو داغ دل ہے لالے مین / مذاقِ تلخکامی بہر دیا میرے پیالے مین

ابہی تو محتسب مسجد سے خالی ہاتہہ آیا ہون / اولٹ کر دیکہہ لے ظالم نہین ہی کچہہ پیالی مین

جلاتے ہین مجھے اوٹھا وہ کہہ کہکر قیامت ہے
غضب کا دود ہے کمبخت کی بس نالے مین

الٰہی دھوکہ گئی کیسی حلاوت رنج و شادی کی
نہ وہ نغمہ ہے نغمہ مین نہ وہ نالہ ہے نالے مین

یہ ناداں اثر ہی نامرادی کچھ نہین ہوتا
بلا سے دل کے ارمان تو نکالے آج نالے مین

خدایا کیا بلا ہے یہ جو رہ رہ کر کھٹکتا ہے
کوئی خار تمنا رہ گیا ہے دل کے چھالے مین

تجھے کچھ خبر ہے ای چارہ گر حال بیمار ستے
کہین ایسے مریض غم سنبھلتے ہین سنبھالے مین

تمہارے تن بدن سے آج بوی شک آتی ہے
صداقت کے لیے کافی ہین باسی پھول بالے مین

جفاؤن پر بھی ناخوش ہے محبت ہے محبت ہے
خدا والے نہ بندہ کو کسی بندے کے پالے مین

پری رو جتنے گرد بیٹھ ہین سب گرد دامن ہین
وہ شمع انجمن محفل مین ہے یا ماہ ہالے مین

الٰہی خیر ہو اغیار گرد اوس بت کے رہتے ہین
بہت خونریزیان ہونگی کہ ہے خورشید ہالے مین

تمہارے گھر سے یہ کافر نہین ٹلتا نہین ٹلتا
مگر نام عدو بھی درج ہے شاید قبالے مین

مجھے حال دل رنجور پر افسوس آتا ہے
کہان سے درد و غم آئے بھرے نازک پیالے مین

تمہارے ہی وہی نیا سے نہ یہ ملتا نہ وہ ملتا
مہ کامل مین دھبا ہی اگر ہے داغ لالے مین

سوال وصل پر مسکرا کر مجھ سے کہتے ہین
ذرا آئینہ لیکر مونہہ تو دیکھو تم اوجالے مین

ظہیر خستہ و آفت زدہ بھی بس غنیمت ہے
کہ خوبو ملتی جلتی ہے تمہاری مرنیوالے مین

بے سبب پرسش حالِ دلِ بیمار نہین
جانتے ہین کہ اسے طاقت اظہار نہین

ولولے دل مین ہین کیا کیا لب اظہار نہین
مجھ پہ دشوار ہے وہ امر جو دشوار نہین

مشکل اتنی ہے کہ مرتے نہین بنتی مجھکو
ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہین

نہ سہی حاصل مطلب مگر اک شغل تو ہے
نالہ و آہ شب ہجر مین بیکار نہین

چھیڑتے ہین کہین اور لگا لو دل کہین | جاتے ہین کہ کوئی جیسا طرحدار نہین
دہوپ مین بت کی سر کہتی ہی یہ شیشا صحرا | آج سایہ نظر آتا تو دیوار نہین

واہ یہ شعر یہ اقبال ظہیر بدمست
بے حیا تجھ سا زمانے مین سیہ کار نہین

ہو چکین بس ملال کی باتین | کیجیے کچھ وصال کی باتین
وضع کو خاک مین ملاتی ہین | اس دل پائمال کی باتین
ہم کہان اور شب وصال کہان | ہین یہ خواب و خیال کی باتین
نامہ بر وصف دوست سے کیا کام | کر جواب و سوال کی باتین

ای جناب ظہیر بس دیکھین
کیجیے سن و سال کی باتین

ذرہ مین وہی وہی قمر مین | ہے فرق مگر نظر نظر مین
کعبہ بھی گئے صنمکدہ بھی | سودا ہی جنون وہی ہے سر مین
پہلو مین نہین بٹھا کے چھوڑون | ہے جذب جو نالۂ سحر مین
الفت نے کیا خفیف اتنا | ہر گز نہ سماے ہم نظر مین
غش کھا کے گرے کلیم جس سے | ہے جلوہ وہی شجر شجر مین
دل اور بتون کی جلوہ گاہی | بتخانہ بنی خدا کے گھر مین
وہ اور پیام صلح آمیز | ہے فرق بیان نامہ بر مین
اللہ رے ذوق خود نمائی | اپنے کو دکھا دیا بشر مین
نامہ کی عوض اونہین کو لایا | افسون ہے بیان نامہ بر مین

یہ جلوہ نمائیان ہین کس کی
چمکے ہین جو کسوت بشر مین
آنکھون مین عدم سمارہے ہین
فتنے ہین نگاہ فتنہ گر مین

منزل پہ کبھی پہونچ رہین گے
بیٹھے ہین ظہیر رہ گذر مین

شعلہ مین تپش نہ تڑپ ہے شرار مین
ملتی ہے خوئ یار دل بیقرار مین
قابو نہ موت پر نہ وفا خوئ یار مین
کبتک کرے نباہ کوئی انتظار مین
کیا کم ہین غیر خاک اوڑانیکے واسطے
اسودگی محال ہے مجہہ کو مزار مین
کیا کیا اوٹہائے حشر تمہارے حجاب نے
کیا کچہہ ہین شوخیان نگہہ شرمسار مین
ای برق وش بتا مجھے کیونکر قرار آئے
جب تو سما رہا ہو دل بیقرار مین
وہ شوق عرض حال وہ شکوے وہ ولولے
کیفیتین وصال کی ہین انتظار مین
کیا کیا وہ کینہ جو مری ایذا سے شاد ہے
چھوڑی نہ ایک طرز جفا روزگار مین
ہمسے سیاہ کار بھی امیدوار ہین
وسعت بہت ہی رحمت پروردگار مین

آؤ ظہیر بیٹھ کے یاد خدا کرین
تھوڑے بہر سے صنمکدۂ روزگار مین

نظر آئین نہ سوا دوست کی اغیار کہین
اوٹہہ چکے چشم سے یہ پردۂ پندار کہین
خواہش جلوہ نہو طالب اظہار کہین
فاش ہوجائین محبت کی نہ اسرار کہین
مدعی ضد سے مری طالب آزار ہوئے
ہاتہہ کھینچے نہ ستم سے وہ جفاکار کہین
حسرتین اونکو رہ جائین ستم کی ای کاش
ہو چکین غیر بہی مجہہ سے ہی وفادار کہین
ہم تو سہہ کر جفاؤن کو وفادار رہے
تم نہ مشہور جفا سے ہو ستمگار کہین

مونہہ سے کچہہ کہہ نہین سکتا ہون مگر پرسش حشر
یارب آجا لیے نہ وہ شوخ دل آزار کہین

وہ بھی پرتو ہے تمہارا ہی جسے دیکھتے ہین
نظر آتی ہی نہین صورت اغیار کہین

حصر منزل حرم و دیر پہ ہے عجز تلاش
جستجو سے نہ رہے پاے طلبگار کہین

جادہ جادہ ہے جدا منزل مقصود ہے ایک
رشتہ سبحہ کہین رشتہ زنار کہین

مونہہ چھپا لیے ہو تو پہر شوق بڑہاتا کیون ہے
لن ترانی ہے کہین وعدہ دیدار کہین

ای ظہیر اپنے لیے دامن رحمت ہے وسیع
جا پڑینگے کبھی گوشہ مین گنہگار کہین

مجھے صبر تمکو مروت نہین
کسی سے کسی کو شکایت نہین

تری وعدہ سے چشم رویت نہین
قیامت کے پیچھے قیامت نہین

نہین آینہ ہون نہ تصویر غیر
کوئی مونہہ دکہانیکی صورت نہین

یہ بر حق ہے تو وہ بھی آئی ضرور
قیامت کے آنیمین حجت نہین

وہ کہتی ہین سن سن کے اپنے گلے
کہ دشمن سے جای شکایت نہین

قیامت کی وعدہ پہ کیا صبر آئے
وہ کافر کوئی حور جنت نہین

اوڑالیگی کیا شب وصل غیر
نگاہون مین رنگ خجالت نہین

سنو تو ذرا بیزہ کیون ہووے
مراد درد دل ہے شکایت نہین

تری بزم مین شکل بیمار ہون
مجھے لب ہلانیکی طاقت نہین

جئین کیا کہ اندوہ جینے بھی دے
مرین کیا کہ مرنیکی فرصت نہین

عوض آینہ کی مجھے دیکھیے
وہ مجھہ سے سوا محو حیرت نہین

تم اسدرجہ مجھسے گریزان ہو کیون
مجھے کچھہ جنون تمکو وحشت نہین

نہ آئے وہ لب تک تو یہ کیوں کہیے
دم مرا ہمین دل کی حسرت نہین

مرا دل ہے ستاہی نا منفعل
کہ اپنے کیے پر ندامت نہین

اسے سنگ در سے مٹاتی ہو کیون
مرا نقش سجدہ کدورت نہین

نہین دل مین کچھ منفعل ہو تو ہو
ہمین شکوہ سنجی کی عادت نہین

شب غم کو آنے دو خنجر تو ہے
گلا کاٹنا کچھ مصیبت نہین

یہ خط تو ہے قاصد کسی اور کا
وہ شوخی نہین وہ عبارت نہین

بھروسا ہے لاتقنطوا پر ظہیر
ہمین بیم روز قیامت نہین

مل گیے ہم خاک کوی یار مین
سرمہ سان ہین دیدۂ اغیار مین

جان دین کیون چارۂ آزار مین
درد ہے فکر دل بیمار مین

ہو تسلی خاک لطف عام سے
غیر بھی شامل رہے اقرار مین

روز مرنے کے لیے جیتا ہون
اور کیا ہے وصل کے اقرار مین

تیغ و خنجر کی روانی دیکھ لی
تیز تر ہو سب سے تم رفتار مین

ناز بیجا بھی سہے جبتک سہے
اب نہین طاقت دل بیمار مین

رائگان ہے سب مرا سوز و گداز
ہون چراغ صبح بزم یار مین

جلوہ سو سو رنگ سے ہے پردہ در
گھر مین کیا ہو تم کہ ہو بازار مین

ہو لیا صرف دل حسرت مآب
درد و غم کا قحط ہے بازار مین

ہم دم بسمل تڑپ کے رہ گیے
دم رہا قاتل تری تلوار مین

ہول لون دو چار کہو سنکے لیے
دل اگر بکتے ملین بازار مین

جانکنی کے لطف کیا جانے رقیب ‏ ‏ زندگی ہے مردنِ دشوار مین

ہم پہ کیون گرتا نہین کیا آسمان ‏ ‏ مل گیا ہے سایۂ دیوار مین

غیر سے برتاؤ یہہ کیا خیر ہو ‏ ‏ فرد ہو دشمن بنین ہین دو چار مین

جو تماشے ڈہونڈہتے ہو تم ظہیر
آؤ دیکھو خانۂ خمار مین

کام آئین تو محبت مین دعائین آئین ‏ ‏ شکوے جب آئے زبان پر تو دعائین آئین

ابر رحمت کی عوض مجہپہ بلائین آئین ‏ ‏ جہوم کر کیا شب ہجران مین گہٹائین آئین

آرزو مین مری بن بن کی دعائین نکلین ‏ ‏ اور دعائین مری لیکے بلائین آئین

بخت بد نے نہ کہائی کبہی تاثیر قبول ‏ ‏ قہر بن بن کے مری سرپہ دعائین آئین

موت آئی نہ کوئی سحر عیادت آیا ‏ ‏ کام آئین تو شب غم مین بلائین آئین

دعوی کشتن خلق اور نہو قتل رقیب ‏ ‏ ناز آئے تجہے کافر نہ ادائین آئین

ہنس رہے کہنے کو مرے وہ انہین ہنگام وصال ‏ ‏ یاد آئین بہی تو کمبخت جفائین آئین

کوئی پامال ستم ہو تو بلا سے ہو جائے ‏ ‏ تم یہ جانو کہ ہمین یونہین ادائین آئین

زیر تربت بہی شہیدون کے کفن چاک ہوئے ‏ ‏ جب تری جنبش دامان کی ہوائین آئین

دلکے آتے ہی ادہر ناز و ادا بہی آئے ‏ ‏ درد کے ساتہ ہی دنیا مین دو آفتین آئین

ہمنے رکہا جو کبہی وادی مجنون مین قدم ‏ ‏ خیر مقدم کی بیابان سے صدائین آئین

حشر کے روز دیا ساتہ کسی نے نہ ظہیر
بخشوانے مری تقصیر خطائین آئین

خیالِ چشم دلمین اور دل آنکہون مین رہتا ہین ‏ ‏ خداوندا انہو بیمار کے بیمار پہلو مین

نظر آتے ہین کیا کیا حسن کے انوار پہلو مین
یہ دل پہلو مین ہے یا ہے تجلی زار پہلو مین

فسانے تو بہت ہین دل لگی کے لیکن مختصر یہ ہے
فقط اک درد ہی جا ہی دل بیمار پہلو مین

تمہاری بزم مین بیٹھا ہون مین یا کنج دوزخ مین
مرا دل مجھ سے ہم پہلو ہے یا اغیار پہلو مین

ہمیشہ حشر بنکر تم مرے پہلو سے اوٹھے ہو
یہ درد اوٹھا ہے رہ رہ کر ہزارون بار پہلو مین

عیادت کو مری ہمراہ دشمن کون آتا ہے
کہ کچھ بیٹھا ہی جاتا ہے دل بیمار پہلو مین

کنار گور خوشتر ہے کہ ہم پہلوئی دشمن ہون
ستمگر کھینچ دے کوئی مرے دیوار پہلو مین

دل رشک آفرین و بزم دشمن الہی کیا قیامت ہے
ادھر یہ مدعی بر مین ادھر اغیار پہلو مین

جگر نکلا ہی پڑتا ہے تو دل بیٹھا ہی جاتا ہے
بٹھا رکھا ہے ہمنے غیر کو ناچار پہلو مین

غضب ڈھایا ستم توڑا لگاتے تو لگا بیٹھے
بس اب دل کا سنبھلنا ہے بہت دشوار پہلو مین

اگر کچھ ہم ہے تو ہے تمہاری بدگمانی کا
نہین ہم تو بٹھا لین غیر کو سو بار پہلو مین

بلا سے آپ کی بستر یہ خنجر ہون کہ نشتر ہون
نہ سوئیے آپ تو اکر کبھی یکبار پہلو مین

یہ تم چلتے ہو یا دل پر مرے تلوار چلتی ہے
کوئی چھریان چبھوتا ہے دم رفتار پہلو مین

جو دل دے تو خدایا دل کو سودائی محبت دے
دل بیدرد سے بہتر ہے گر ہو خار پہلو مین

یہ دل ہے یا کسی دشمن کا یارب مجھکو گمان ہے
نظر مین وان کھٹکتا ہے تو یان ہر بار پہلو مین

برنگ طوطی و آئینہ ہم تقریر دشمن ہو
کہ مڑ کر دیکھ لیتے ہو دم گفتار پہلو مین

الٰہی اعظم ناکس کو میخانی مین یون دیکھون
کہ پایے خم پہ سر ہو جبہ و دستار پہلو مین

کبھی تو دور ایسا بھی سپہر کینہ پرور ہو
کہ ساغر ہاتھ مین ہو وہ بت میخوار پہلو مین

دل رنجور کو روؤن کہ جان زار کو پیٹون
سسکتا ہی پڑا بیمار کے بیمار پہلو مین

ظہیر اک دم نہین آرام مجھکو دل کے ہاتھون سے
یہ آفت کیا لگا رکھی ہے تو نے یار پہلو مین

کتنے سنون شکوے کرون وہ یہ کہے ہین یون کہون
کیونکہ نہو رنجش فزون وہ یہ کہے ہین یون کہون

کب تک جواب شکوہ دون وہ یہ کہے ہین یون کہون
دل ہو گیا جھگڑون مین خون وہ یہ کہے مین یون کہون

مجھہ کو کہے وہ باوفا اور مین کرون شکر جفا
شکوے گلے سب کے کرون وہ یہ کہے مین یون کہون

یان شوق یہ سب سے کہون اور وہ کہے رسوا نہون
کس سے کہون حال زبون وہ یہ کہے مین یون کہون

جب بالطف آے نامہ بر موتہہ پر کہے وہ فتنہ گر
جیسی سنون ویسی کہون وہ یہ کہے ہین یون کہون

وہ لطف پرسا کی رہا اور مین جفا پر دون دعا
کیا ہمزبان دشمن سے ہون وہ یہ کہے مین یون کہون

ای ہمنشین جو ہو سو ہو آپے نواب کی پسند گو
وہ اک کہے مین سو کہون وہ یہ کہے ہین یون کہون

کہتا ہے وہ تو حشر کی یان حشر ہے اک اک گھڑی
کیا جانے کہ ہو صبر و سکون وہ یہ کہے مین یون کہون

دشمن کہے اعجاز ہے اور مین کہون انداز ہے
دکھلاؤ اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

واعظ کہے کعبہ کو جا مین جاؤن سوے بتکدہ

اسد کس وقت مین ہون تو یہ کہے مین یون کہون
کہہ دے ظہیر خوش بیان ہو جسکو دعوی بیان
اعجاز یہ ہے وہ فسون تو یہ کہے مین یون کہون

شکست توبہ نے پھر آج پر پرزے نکالے ہین
گھٹائین جھومتی آئی ہین بادل کالے کالے ہین

کبھی آنکھون مین آنسو ہین کبھی ہونٹون پہ نالے ہین
فلک شاباش ہے کیا کیا مرے ارمان نکالے ہین

اسیر عشق مطلب کی کہین جانے نہین دیتے
چمن مین ہین تو قیدی ہین قفس مین ہین تو پالے ہین

تری گیسو کی الفت مین ستمگر یہ نسمجھے تھے
کہ ہمنے آپ اپنی آستین مین سانپ پالے ہین

حریف جانستان دونون ہین گیسو کیا نگاہین کیا
تفاوت ہے تو اتنا ہے یہ اجلی ہین وہ کالی ہین

ترے نقش کف پا ہی نگارین کیا قیامت ہین
یہ فتنے ہین مگر کس قہر کے سانچے مین ڈھالے ہین

مری قسمت کی گردش ایک جا ٹکنے نہین دیتی
مجھے سر پر لیے پھرتی مرے تلوون کے چھالے ہین

تفاوت روز و شب کا ہے مزاج حسن و الفت مین
کہین ناز تغافل ہے کہین جینے کے لالے ہین

وصال غیر و ابر تار و جوش برق و باران ہے
شب ہجران نے کیا دل کے بخار اپنے نکالے ہین

عیادت سے مریض غم کی کیون ظالم پشیمان ہے
کہ یہ بیمار مرتے وقت تک لیتے سنبھالے ہین

ظہیر اپنے فسانے کارنامے ہین محبت کے
فسانون کے فسانے ہین رسالون کے رسالے ہین

سرمگین چشم مین بیداد سوا کچھ بھی نہین
شوخیان شرم مین شوخی مین حیا کچھ بھی نہین

کیا کہین کس سے کہین ہمدم وفا کچھ بھی نہین
ہے تو کیا کچھ ہے نہین ہے تو خطا کچھ بھی نہین

کیا کہا اب تو کہو دل مین دغا کچھ بھی نہین
کچھ نہین ہے تو لگاوٹ مین مزہ کچھ بھی نہین

تم یہ سمجھے ہو تو شکوون مین گلہ کچھ بھی نہین
ہمنے کچھ بھی نہ کہا تمنے سنا کچھ بھی نہین

اون کے لیے زندانِ الم ہے دنیا
حاصلِ عمر یہان رنج سوا کچھہ بھی نہین

جانتا ہی نہین محبت کیا ہے
پند بے سود مین ناصح کے مزا کچھہ بھی نہین

جانتا ہون کہ تمہین مجھسے نہین کچھہ بھی لگاؤ
اور کچھہ ہے بھی تو رنجش کے سوا کچھہ بھی نہین

آپ کو دشمنِ اربابِ وفا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو دشمن کی خطا کچھہ بھی نہین

ہم بھلے ہوکے زمانے سے بُرے ٹھہرے ہین
تم بُرے ہو کہ وہ کچھہ ہو کہ بُرا کچھہ بھی نہین

ساقیِ دہر سے کیا شکوہ کج دار و مریز
مرضیِ دوست بجز صبر و رضا کچھہ بھی نہین

شعر اور شعر سے اب مجھکو سروکار ظہیر
خاطرِ حضرتِ راقم کے سوا کچھہ بھی نہین

ہجر مین جز آہ و زاری کیا کرین
کیا کرین ای بیقراری کیا کرین

رات دن رہتی ہے جن آنکھون مین نم
ہای اون سے اشکباری کیا کرین

وہ نہ آوے تو نہ آوے موت بھی
تو ہی کہہ دے بیقراری کیا کرین

اشک کچھہ شکوے نہین جو روک لین
ضبطِ جوشِ اشکباری کیا کرین

خود نکل آوے خودی سی مثلِ اشک
راز دان اب راز داری کیا کرین

ہمدمون کو اپنی اپنی پڑگئی
وہ ہماری غمگساری کیا کرین

دوست ہین آخر تو وہ دشمن نہین
آگے وقتِ دم شماری کیا کرین

طعنۂ دشمن پہ یہ خاموش ہین
چارۂ بے اختیاری کیا کرین

تم عدو حاسد فلک قسمت خلاف
کیا کرین اب بختیاری کیا کرین

ہم اسیرِ الفتِ صیاد ہین
آرزوی رستگاری کیا کرین

کچھہ ہمین سے غیر بھی ناکام ہین
اب کہین امیدواری کیا کرین

لڑ چکی ہین وہ نگاہین غیر سے
برق و صرصر سے نہین اب چھیڑ چھاڑ
جو تسلی بخش دل ہے جانِ زار

آرزوی زخم کاری کیا کرین
حسرتِ فصلِ بہاری کیا کرین
ہے سراپا بیقراری کیا کرین

ای ظہیر اس زندگانی سے حصول
ہجر کی امیدواری کیا کرین

ہوئی ہے جبسے بتون کی اُلفت عجیب حالِ خراب مین ہون
بنی ہوی ہے وہ جان دل پر کہ جان و دل سے عذاب مین ہون
مرا ہے وہ مرشدِ طریقت کہ می پرستی ہے جسکی بیعت
نہین ہے واعظ یہ وقتِ صحبت کہ مست کیف شراب مین ہون
جو یہ مسلمان تو وہ برہمن یہ اوسکا دشمن وہ اوسکا رہزن
کشاکشون سے بہمد گر کی عجب عذاب و ثواب مین ہون
دماغ کسکو کسے یہ طاقت سنے جو واعظ تری حکایت
نہ ہوش اتنا نہ اتنی فرصت کہ محو شرب شراب مین ہون
کہا نکی زاہد یہ دلگی ہے ابہی سے توبہ کی کیا خوشی ہے
شراب ساقی سے قرض لی ہے ہنوز فکرِ کباب مین ہون
نکیر کیا پوچھتا ہے مجھ سے ذرا تو دم لے خدا کے بندے
جواب دونگا تجھے ٹھہر کے ابہی تو مین اضطراب مین ہون
یہ محوِ حسن خودی رہا ہون خبر نہین یہ کہ ہون تو کیا ہون
خودی سے کوسون اوڑا ہوا ہون نہ ہوش مین ہون نہ خواب مین ہون

زبان کو روکا قلم کو توڑا اوٹھائی رسم خط وکتابت
لکھا ہے کافر نے کچھ تو ایسا کہ بند خط کے جواب مین ہون

پکارتا ہے یہ اوسکا جلوہ کہ دیکھو دیکھو اوٹھا وہ پردہ
کیا نہ ہشیار پھر نہ کہنا ابھی حجاب نقاب مین ہون

اگرچہ وافر ہے اوسکی رحمت مگر گناہونکی ہے یہ کثرت
کہ شرم عصیان سے سر نگون ہون ابھی سے فکر جواب مین ہون

نہین نگاہون کو تاب جلوہ نہ چشم کو طاقت نظارہ
اوٹھا دیا ہے جو اوسنے پردہ تو کیسے کیسے حجاب مین ہون

حجاب رخ سے جو اوٹھ گیا ہے عجب تماشا سا ہو رہا ہے
ادہر وہ خاموش ہین حیا سے ادہر مین چپ چپ حجاب مین ہون

یہ روسیاہی یہ زندگانی یہ ہون ندامت سے پانی پانی
کہ غرق تردامنی سے تا سر حباب آسا مین آب مین ہون

جو پارسا ہے شفیق اپنا تو رند بھی ہے رفیق اپنا
کہ صلح کل ہے طریق اپنا نفاق سے اجتناب مین ہون

اوٹھا دیا جب دوئی کا پردہ رقیب ہی کون رشک کیسا
بسان موج و حباب دریا ہے آب مجھہ مین مین آب مین ہون

شریک گو بزم یار مین ہون مین ایسے ہونسے عار مین ہون
اگر ہون تو کس شمار مین ہون نہین تو پھر کس حساب مین ہون

یہ سب ہے اغیب کا پاس خاطر ظہیر مجھہ کو غزل ہی مطلب

سفر عدم کا ہے آج کل ہین ہین آج کل پا برکاب مین ہون

نہین معلوم وہ مہمان کہان جاتے ہین
اوسنے پہلے مرے اوسان کہان جاتی ہین

اب نکل کر ترے پیکان کہان جاتی ہین
دل سے میرے مرے ارمان کہان جاتی ہین

آج وہ ایسے پریشان کہان جاتے ہین
پوچھنا دوڑ کے دربان کہان جاتی ہین

یان بن بن کے مری جان کہان جاتی ہین
یہ مرے قتل کے سامان کہان جاتی ہین

خیر ہے جانکی ابتک مجھے غش آیا ہے
آپ گھبرا کے مری جان کہان جاتی ہین

کون لاتا ہے یہ چھپ چھپ کے پیام و سلام
آپ اوٹھ اوٹھ کی یہ ہر آن کہان جاتی ہین

مین فدائی ہون مجھے شوق ہے صدقے کیجے
مدعی آپ پہ قربان کہان جاتے ہین

سر اگر جائے تو جائے مگر اے خنجر یار
سر سے اپنے ترے احسان کہان جاتی ہین

کیا بتاؤن تجھے ناصح ہمین ہنسی دی اسے
ٹکڑے اوڑ اوڑ کے گریبان کہان جاتی ہین

آن بیٹھے ترے در پر ترا کلمہ پڑھکر
یان سے یہ تازہ مسلمان کہان جاتی ہین

بعد مرنے کے بھی مٹی مری برباد رہی
میری تقدیر کے نقصان کہان جاتی ہین

حال کھلتا نہین ان خویش فراموشون کا
روز کے روز یہ مہمان کہان جاتی ہین

کسکی آشفتہ مزاجی کا خیال آیا ہے
آپ حیران پریشان کہان جاتے ہین

آج کس موتہ سے مری دل شکنی ہوتی ہے
آج وہ آپ کے پیمان کہان جاتے ہین

اب وہ الطاف کہان وہ دم رخصت کہنا
روک لیجو انہین دربان کہان جاتے ہین

در پہ جاتا ہون تو کہتا ہے یہ دربان اونکا
آپ سے جان نہ پہچان کہان جاتی ہین

جیتے جی آپ نے کیا مجھکو زمین کو سونپا
کہکے اسد نگہبان کہان جاتے ہین

اے ظہیر اب یہ کھلا حال پڑے ہی وہ رہین آپ
آپ جاتی ہین جہان وہیان کہان جاتی ہین

یہ دلداری مین عیاری کہین یارونکی باتین ہین — دل آزارونکی باتین ہین یا کارونکی باتین ہین

مصیبت مول لینی کیا ہوسکارونکی باتین ہین — یہ دل والونکی دل ہین یہ خریدارونکی باتین ہین

دل آزاری کہین اے شیخ دیندارونکی باتین ہین — تری باتین ہین جتنی یار مکارونکی باتین ہین

عجب کیا اوسکی رحمت ہے اگر وہ بخش دے زاہد — کہ آمرزش کی قابل ہم گنہگارونکی باتین ہین

حسینان پری پیکر ہین سب چلتے ہوے شریرے — یہ جتنی سادگی ہے سب ستمگارونکی باتین ہین

خدا کو گھر مین تو زاہد جو یون ہو حق سمجھتا ہے — یہ ہشیارونکی باتین ہین کہ مے خوارونکی باتین ہین

یہ آنکھین ہی دو جا آپس مین ہوکر قہر ڈہاتی ہین — یہ جتنی شر کی باتین ہین انہین بیمارونکی باتین ہین

اونہین الفت جتا کر کہین عدو بدنام کرتا ہے — یہ یارونکی باتین ہین کہ عیارونکی باتین ہین

مری شیون کو بہولے ہین خوشی ہے اونکے آنے کی — زمانے سے نرالی کچھ عزادارونکی باتین ہین

مری احباب بہی ہر خدا لگتی نہین کہتے — یہ باتین سر بسر اونکی طرفدارونکی باتین ہین

رقیبون کی یہ فقرے ہین وفا کیسی محبت کیا — نہ آجانا کہین چالون مین یہ عیارونکی باتین ہین

خطا پر لطف کی امید کیا سادے ہین یہ کہو تو — خدا کو بہی پسند اپنے گنہگارونکی باتین ہین

ظہیر اوس دشمن ایمان کو کیا الفت جتانی تہی — یہ نادانون کی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

اوسکے کہنے سے یہ تسلی شب غم دیتے ہین — ہم بہی کیا کیا دل بیتاب کو دم دیتے ہین

جان دیتے ہین تمہین دل بہی رقم دیتے ہین — کون دیتا ہے محبت مین جو ہم دیتے ہین

مثل آئینہ سیہ قلب ہین آئینہ عکس [illegible] — یہ دغاباز کہین اپنا بہرم دیتے ہین

آج کاشانہ دشمن مین جو مہمان [illegible] — جان شیرین تجہے ہم اپنی شب غم دیتے ہین

بزم دشمن مین بلاتے ہین غضب تو دیکہو — اوسپر اپنے سر نازک کی قسم دیتے ہین

وہ دم قتل بھی احسان جتاتے ہین مجھے
کہ دیت مین تجھی ہم ملک عدم دیتے ہین

جگ ہنسائی کے سوا گریہ سے حاصل کیا ہے
خاک پتھر ہمین یہ دیدۂ نم دیتے ہین

پانو کٹواکے بناتے ہین رہِ منزلِ شوق
ہاتھ کرتے ہین قلم لوح و قلم دیتے ہین

نہوے خوش وہ متاعِ دل و جان بھی لیکے
اوسپہ یہ ناز کہ پھر بھی ہمین کم دیتے ہین

جن پہ کرتے رہے ہم جان گرامایہ نثار
وہ تلافی مین ہمین داغ درم دیتے ہین

دل کہین نذر کیا جان کہین دی آپ نے
دیکھہ اس طرح سے اربابِ کرم دیتے ہین

کچھہ عجب داد و ستد کوی بتان مین ہی ظہیر
دل و دین لیتے ہین تصویرِ صنم دیتے ہین

کیا کہین کس رنگ مین ہم خانمان برباد ہین
خوب ہین اچھے ہین خوش ہین شاد ہین آباد ہین

فکر آزادی سے پابندِ وفا آزاد ہین
ہم رہا ہوکر اسیرِ الفتِ صیاد ہین

ہم وہ نخل نامرادِ گلشن ایجاد ہین
داغ بر دل گل نمط بلبل صفت ناشاد ہین

تلخکامی سے ہماری غیر کیا کیا شاد ہین
ہم رقیبون کے لیے وقتِ مبارکباد ہین

دیکھیے گر نہین احوال پریشی کا دماغ
ہم سراپا درد و غم سے صورتِ فریاد ہین

ہین تو کیا ہین ہم فضای گلشن آفاق مین
مشتِ خس ہین ہر طرف مثلِ صبا برباد ہین

دل ہی دل مین ہای ہم گھٹ گھٹکے ہوتی ہین تمام
آپ اپنی آرزوی خاطر ناشاد ہین

مژدۂ کشتن ہمارا ہے نویدِ وصلِ غیر
ہم سراپا وقت گلبانگ مبارکباد ہین

صوتِ بانگ جرس یان چھیڑتی ہی کی ہی دیر
ٹھیس لگتی ہے سراسر نالہ و فریاد ہین

دعوی الفت ہوسکا روتکے ہین یون ہی ثبات
عہد و پیمان آپکے جسطرح بے بنیاد ہین

سر پٹکتے رہ گئے بیرونِ در ہم ہای ہای
نارسائی مین ہم اپنی نالہ و فریاد ہین

بیستون سے کچھ سہارے سخت جانی کم نہین
مٹ مٹا کر بھی ہے آخر تو خاکِ رہگذار
دام سے چھوٹے تو جانو قید ہستی سے چھٹے
ہم پڑے رہتے ہین اِس زیر دیوارِ بتان
بیٹھے بیٹھے دل سی گھر لیتے ہین سامانِ جنون
ظلم سہ سہ کر پری رویون کو لائے دام مین
ہین یہ وہ میٹھی چھری جسکی نہین ہرگز پناہ

روز و شب ہم جا لگنی ہین صوتِ فریاد ہین
کس ہوا مین یہ تمہارے خانمانِ برباد ہین
ہم اسیرانِ قفس خود قید کی میعاد ہین
خشت خمخانہ ہین یا خمخانہ کی بنیاد ہین
آپ ہم اپنی اسیری کیلیے صیاد ہین
صید ہو کر ہم حسینون کے لیے صیاد ہین
سادہ رو جبتے ہین کافر خنجر فولاد ہین

اہی ظہیر اپنے سخن مین کیون نہو لطفِ زبان
ہم نمک پروردۂ شاہ جہان آباد ہین

عیار بن کے ترے دل مین آ بیٹھے ہین
مٹے ہوئے ترے سب کچھ مٹائے بیٹھے ہین
یہ ہم جو دل کو بغل مین دبائے بیٹھے ہین
رقیب کیا کہین آپے لگائے بیٹھے ہین
فنا سے پہلے جو ہستی مٹائے بیٹھے ہین
دماغ شرح کہان قصہ مختصر یہ ہے
وہ بھول کر بھی ہمین یاد اب نہین کرتی
مجال ہے کہ نہ ہم دو جہان پھینک جائیے
نظر گذر کی ذرا میکشو چھپک دیا
مجال ہے کہ نکل جائیے اونکی مٹھی سے

بھٹک بھٹک کے ٹھکانے کی جا بیٹھے ہین
کہ دو جہان سے تعلق اوٹھائے بیٹھے ہین
بہت دنون سی تمہین آزمائے بیٹھے ہین
یہ انجمن ہین تمہارے بٹھائے بیٹھے ہین
وہ آج کل ترے کوچے مین آ بیٹھے ہین
ستم زدہ ہین تمہارے ستائے بیٹھے ہین
ہم اونکی یاد مین خود کو بھلائے بیٹھے ہین
خیال بنکے وہ دل مین سمائے بیٹھے ہین
کہ تاک حضرتِ واعظ لگائے بیٹھے ہین
وہ نازنین ہین مگر دل دبائے بیٹھے ہین

گلا کرے کوئی کیا خاک ایسے نازک سے
کہ بار شکوہ سے گردن جھکائی بیٹھے ہین

ستم کشون سے یہ بیزاریان معاذ اللہ
کہ جس طرح کوئی آیی لگائی بیٹھے ہین

ظہیر آنکھ سے دیکھین گے جو دکھائے خدا
جلے بھنے ہوئے ہارے ستائی بیٹھے ہین

چراغ طور ہون پروانہ ہون یا شمع محفل ہون
بھڑکنے کے لیے شعلہ ہون جلنے کی لیے دل ہون

جدا ہون اور پھر ہر رنگ مین مین تمسی شامل ہون
اگر ہو گرمی ہنگامہ تم جلنے کو مین دل ہون

غرض کیا کیون کہون تیغ ادا سے اوسکی بسمل ہون
مرا دل ہے مرا قاتل مین اس دشمن کا قاتل ہون

چلی تیغ ادا اورون پہ مجھپر رشک کے خنجر
ترے کشتہ کا کشتہ ہون ترے بسمل کا بسمل ہون

گذر ہو کیا کسی دل مین سماؤن کیا لگا ہوتین
مین اپنے دل مین ہون بالفرض تو بھی عمر باطل ہون

نہ خود شایان کشتن ہون نہ رشک غیر کا یارا
نہ اس مرنیکی لائق ہون نہ اس جینے کی قابل ہون

نہ طعنے زخم ریز اپنے نہ شکوہ لطف خنجر اونکے
جو خنجر ہون تو بسمل ہون جو پہلو ہون تو بیدل ہون

جو تم شوخی سے پہلو مین مری برق جہندہ ہے
تو مین دل کی تپش سے اضطراب نفس بسمل ہون

تمنا ہے ستایش کی شکایت ہے نہ غیبت کی
جو ناقص ہون تو ناقص ہون جو کامل ہون تو کامل ہون

مری یے جوہری پر اہل جوہر رشک کرتے ہین
وہ ناقص ہون کہ مین اوس نقص مین بھی فخر کامل ہون

کوئی دم کا مسافر ہون کوئی ساعت کا ہون مہمان
نگاہ ناز قاتل ہون ادای قتل بسمل ہون

نہین ہے مجھ مین اسمین کچھ وہی اور ہے تو اتنی ہے
ہین اپنا پردہ در ہی ہون اپنا آپ حائل ہون

وہ جتنا دور کھنچتا ہے تعلق اور بڑھتا ہے
مجھے ہے بعد جتنا دوست سی اوتنا ہی واصل ہون

نہ دیکھو آینہ مین مجھ مین دیکھو اپنے جلوے تم
صفا مین اوس سے ہمدل ہون تحیر مین مقابل ہون

وہ رکھ کر آینہ کو سامنے لو خود ہی کہتی ہین
ادا سے ناز سے غمزہ سے کس کس سے مقابل ہون

مری دیوانگی فرزانگی پر فوق رکھتی ہے
وہ دیوانہ ہون مطلب کا کہ تم جیسے بھی عاقل ہین

نہ چھوٹی بیخودی مین بھی خودی و خویشتن داری
یہ ہشیاری سی کیا کم ہے کہ خود اپنے سے غافل ہون

مگر نیکا مری قاتل نے اچھا ڈھنگ سیکھا ہے
کہ اک اک کو سناتا ہے مین اس کشتہ کا قاتل ہون

وہ ناکام تمنا ہون ظہیر اس بحر ہستی مین
کہ غرق آب ہون اور خشک لب بالای ساحل ہون

زہراب تلخکامی حرمان چشیدہ ہون
محو مکیدن لب دندان گزیدہ ہون

اپنا ہی روزگار سے نعمت رسیدہ ہون
یاران ہمطریق سے عزلت گزیدہ ہون

ہستی کی کشمکش سے تعلق بریدہ ہون
عزلت سے آرمیدہ دوی سے رمیدہ ہون

نخل خزان رسیدہ نہال خمیدہ ہون
بیگانہ سبزہ وار چمن مین دمیدہ ہون

اس خاکدان مین کچھہ نہین جز گزند ہستی
مین پای ہرزہ تاز بدامن کشیدہ ہون

مجروح تشنہ کام ہون بالای چشمہ سار
صحن چمن مین بلبل بازو بریدہ ہون

ہے دور کھینچتی سے مجھے میری فروتنی
مین اس خمیدگی مین بھی تیغ کشیدہ ہون

روتا ہون پھوٹ پھوٹ کی کسکے فراق مین
فوارہ وار مین ہمہ تن آبدیدہ ہون

کمبخت دل ندی مجھے ترغیب انبساط
اندوہ و رنج کے لیے مین آفریدہ ہون

کیون جاؤن بزم غیر مین کچھہ شمع و گل نہین
مین سربریدہ ہون نہ گریبان دریدہ ہون

آئنے سے اونکے آتی ہے چہرہ پہ آب و تاب
مین اپنے رخ کا آپ ہی رنگ پریدہ ہون

پیری نے سب سکھا دیے آداب انکسار
اپنے سلام کے لیے آپہی خمیدہ ہون

سن لیجیے خلاصہ مری سرگذشت کا
ناشاد و نامراد ہون آفت رسیدہ ہون

انکھون سے گر گیا ہون وہ ٹھہنا محال ہے
ای بیوفا مین صورت اشک چکیدہ ہون

پوچھینگے حشر مین تو یہ کہدونگا ای ظہیر
آفت رسیدہ غمزدہ و رنج دیدہ ہون

راستی پر کبھی مزاج نہین
بدگمانی کا کچھ علاج نہین

کل جو تھی بات اپنی آج نہین
اب تو کوسون بھی وہ مزاج نہین

تمکو اپنے کیے کی لاج نہین
درد دل کا مری علاج نہین

دل پر داغ کو وہ کہتے ہین
جنس کاسد کا یان رواج نہین

ہین فرشتے بھی جان کی خواہان
کون ہے جسکو احتیاج نہین

کس ادا کس سے دل ملے کیونکر
وہ طبیعت نہین مزاج نہین

دست قاتل مین رک گیا خنجر
نبض بسمل مین اختلاج نہین

اک خدائی ہے کلمہ گو اونکی
کون سی جا بتون کا راج نہین

نبض پر ہاتھ رکھ دیا کسنے
اب وہ اگلا سا اختلاج نہین

جو نہ آئی نہین طبیعت وہ
جو سنبھل جائے وہ مزاج نہین

ایک بوسے پہ اسقدر حجت
کوئی حاصل نہین خراج نہین

نام تیرا نہین ہے جس دل مین
ایسے سکہ کا یان رواج نہین

دل ملے خاک اونکے دلسے ظہیر
کہ مزاجون مین امتزاج نہین

دل کو دار السرور کہتے ہین
جلوہ گاہ حضور کہتے ہین

وہ خود اپنے کو حور کہتے ہین
پر مجھے ناصبور کہتے ہین

نہ کہین باوفا مجھے مونہہ سے
ہان وہ دل مین ضرور کہتے ہین

ہم جب اونکی بلائین لیتے ہین
ہٹ پرے دور دور کہتے ہین

کون جھکتا ہے کون کھینچتا ہے
سب یہ کسکا تصور کہتے ہین

وہ مجھے اور کچھہ کہین نہ کہین
شیفتہ تو ضرور کہتے ہین

وہ ہمارا ہی روز فرقت ہے
جسکو یوم النشور کہتے ہین

وہ حسینون کی بے نیازی ہے
لوگ جسکو غرور کہتے ہین

اک خدائی کہا کرے قہار
ہم تو اوسکو غفور کہتے ہین

دل کی تعظیم تمکو واجب ہے
عرش رب غفور کہتے ہین

یہ کوئی بات ہے بگڑنے کی
کہ تجھے رشک حور کہتے ہین

پیکے دیکھی بہی حضرت واعظ
آپ جسکو طہور کہتے ہین

ہم خدا سے تمہین کو مانگین گے
لوگ تمکو بہی حور کہتے ہین

مل کے دیکھا تو سادہ دل ہے ظہیر
لوگ تو اوسکو دور کہتے ہین

خاک راہ در جانانہ بنے بیٹھے ہین
بینوا صاحب کاشانہ بنے بیٹھے ہین

دل مین وہ زینت کاشانہ بنے بیٹھے ہین
اور اس پہ یہ بیگانہ بنے بیٹھے ہین

پند گو خیر سے دیوانہ بناتے ہین مجھے
یہ بڑے عاقل و فرزانہ بنے بیٹھے ہین

ہمسے حال دل ویران شدہ کیا پوچھتے ہو
ہم تو خود صورت غمخانہ بنے بیٹھے ہین

کسطرح حسرت و ارمان کو نکالون دل سے
یہ تو خود مالک کاشانہ بنے بیٹھے ہین

کوئی پوچھے تو سہی ہمسے ہماری روداد
ہم تو خود شوق مین افسانہ بنے بیٹھے ہین

شکوہ سوز غم رشک یہ کہتے ہین ظہیر
آپ کیون شمع مین پروانہ بنے بیٹھے ہین

ہمنشین اونکے طرفدار بنے بیٹھے ہین
میرے غمخوار دل آزار بنے بیٹھے ہین

وہ جو یون دل کی خریدار بنے بیٹھے ہین
اپنے مطلب کو لیے یار بنے بیٹھے ہین

بات کیا اون سی کرون اونکو اوٹھاون کیونکر
مدعی بیچ ہین دیوار بنے بیٹھے ہین

گر یہی صلح یہی ہے جنگ کی عادت تو خیر
ہم بھی غیرون کے طرفدار بنے بیٹھے ہین

ناتوانی نے اودہر پاپو پکڑ رکھے ہین
وہ نزاکت سے گرانبار بنے بیٹھے ہین

تیغ کیا ہاتھہ مین ہین کشتن عاشق کیلیے
خود ہی کھینچ کھینچ کے وہ تلوار بنے بیٹھے ہین

کیا بری شے ہی محبت بھی الٰہی توبہ
جرم ناکردہ خطاوار بنے بیٹھے ہین

کوئی خنجر تو سنبھالی کوئی قاتل تو بنے
ہم بھی مجرم سر بازار بنے بیٹھے ہین

شکل تصویر ہین وہ شرم و حیا سی خاموش
ہم اودہر نقش بدیوار بنے بیٹھے ہین

جنبش لعل روان بخش یہ کیون آئی نہ بتک
اچھے بھی بھی تو بیمار بنے بیٹھے ہین

جا لگاتے ہین اودہین میری طرف سی وہ جا
میرے ہمدرد بھی دوچار بنے بیٹھے ہین

بیوفائی سے کے گلا جنکے ہوی تھی کل تک
آج دنیا کے وفادار بنے بیٹھے ہین

کاٹ دیتے ہین مری بات اثر سی پہلے
مدعی بیچ مین تلوار بنے بیٹھے ہین

وہ ہین اور غیر ہین اور عیش کی سامان ظہیر
ہم الگ سب سے گنہگار بنے بیٹھے ہین

گنہگار محبت ہون تو مین ہون
سزاوار ملامت ہون تو مین ہون

یہ مطلب آشنا ہین چار دن کے
شریک رنج و راحت ہون تو مین ہون

مرے ہوتے ستم کیون اور پر ہون
کہ شایان عداوت ہون تو مین ہون

سر قاصد کی جا کاٹو مرے ہاتھہ
کہ لکھتا گر شکایت ہون تو مین ہون

پہلے ہو تو مجھی کو دل مین رکھہ لو
کہ بنیادِ کدورت ہون تو مین ہون

وہ کہتے ہین عدو کا کیون گلہ ہے
نمک پاشِ جراحت ہون تو مین ہون

تمہین تو ہو زمانے مین وفادار
بجا ہے بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے ہوتی ہے خفت تم نہ شرماؤ
کہ تصویرِ خجالت ہون تو مین ہون

زمانے سے وفا کرتے ہو تم تو
جہان مین بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے تم دیکھہ لو اور کچھہ نہ پوچھو
سراپا درد و فرقت ہون تو مین ہون

مرے جھگڑون سے ناصح تجکو کیا ضد
کہ سہتا رنج و راحت ہون تو مین ہون

سمائی ہے ظہیر اونکو نخوت
جہان مین خوبصورت ہون تو مین ہون

گھر سے جاتے بھی نہین آنکھہ ملاتے بھی نہین
صاف کہتے بھی نہین بات چھپاتے بھی نہین

مدعی ہمکو بلاتے ہین تو آتے بھی نہین
ایسے غیرون کے تو احسان اوٹھاتے بھی نہین

ربط ہے غیر سے اور اوسکو چھپاتی بھی نہین
بات بگڑی ہے تو بگڑی کو بناتی بھی نہین

تم بلاتے ہو ہمین بزمِ عدو مین کیا خوب
ہین یہی ناز تو ہم ناز اوٹھاتے بھی نہین

بزم و خلوت مین بھلا غیر کو لانا کیسا
تم نہ آؤ تو ہم ایسے کو بلاتے بھی نہین

یہ تو کمبخت محبت پہ پڑے ہین پتھر
ہمکو گر غیر سمجھتے تو ستاتے بھی نہین

وعدہ کیا تمنے کیا روز کا ملنا بھی گیا
شرم یہ خوب ہوئی سامنے آتی بھی نہین

جاؤ بس دیکھہ لیا تمکو یہی تھا اخلاص
اب عنایت کی عوض ہمکو ستاتی بھی نہین

کیا تماشا ہے کہ اب غیر چوراتی ہین نگاہ
ایسے رتجھے کہ تم آنکھون مین سماتی بھی نہین

ایسے مغرور سے کیا خاک نبا ہے کوئی
بات سنتے بھی نہین اپنی سناتے بھی نہین

گھر کے مختار بنے بیٹھے ہین ارمان لعین
دل سے جاتی بھی نہین دل مین سماتی بھی نہین

جانتے ہم کہ بدل جاؤ گے ایسی آنکھین
چاہ کرتے بھی نہین چاہ جتاتی بھی نہین

چھیڑ غیرون سے پس پردہ رہا کرتی ہے
پردہ رکھتے بھی نہین پردہ اوٹھاتی بھی نہین

دور بیٹھے ہوے اغماض جتاتی ہین مجھے
پاس آتی بھی نہین پاس سے جاتی بھی نہین

سنکے مطلب کی وہ کہتی ہین ذرا ہوش مین آؤ
جو سجھائے ایسے کسی کے سجھائے بھاتی بھی نہین

مرنے والے بھی تو کچھ دیکھ کے مرتے ہین ظہیر
ایسے ویسے پہ تو ہم جان سے جاتی بھی نہین

دینے کو ایک جان ہے کسی دون کسے نہ دون
اور طالب اک جہان ہے کسے دون کسے نہ دون

ہر ناز دلستان ہے کسی دون کسی نہ دون
دل جنس ارمغان ہے کسی دون کسے نہ دوان

خواہان دل ہین دوست بھی دشمن بھی مگر بھی
کن آفتون مین جان ہے کسی دون کسے نہ دون

بازاریان جنس الم ہین گران فروش
ارزان متاع جان ہے کسے دون کسے نہ دون

کہتے ہین وہ بنا لیے کس کس سے عہد کو
یان موتہہ مین اک زبان ہے کسے دون کسے نہ دون

اک دل ہے اور دل کی طلب مین نگہ نگہ
اس کشمکش مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

لکھا ہے لفافہ خط پہ ہے نام غیر
حیران خط رسان ہے کسے دون کسے نہ دون

آتے ہین جان لینے کو اب وہ بھی مگر بھی
یہ وقت امتحان ہے کسے دون کسے نہ دون

یہ پوچھتا ہون دل کی طلب پر تمہین سے مین
یہ دل ہے اور یہ جان ہے کسے دون کسے نہ دون

سر پر اجل کھڑی ہے دم جاندہی ظہیر
خواہان دو دلستان ہے کسی دون کسے نہ دون

دور بین ہے نگہ شوق تو کچھ دور نہین
دیر و کعبہ مین نہین کیا کہ سر طور نہین

کون شوریدہ سر اس دشت مین منصور نہین
ہان مگر وہ انا اظہار ہوا حق مدِ نظر نہین

دل و جان پیشکشِ ناز کیا چاہتے ہین
وای برحال گر اسمین بہی منظور نہین

وہ تو جلوے ہی جدا ہین جنہین ہم ڈہونڈہتے ہین
مشعلِ دیر نہین روشنیِ طور نہین

محرمِ راز نہین گوشِ حقیقت بردار
ورنہ ہر بانگ گر از نغمۂ منصور نہین

یہ جو اک آگ سی سینہ مین لگی رہتی ہے
جانتا ہون کہ نہین ہو دلِ محرور نہین

ہیک تم پر نہین قابو کہ اجل پر اپنا
وای برحال کہ مختار ہون مجبور نہین

بے زری نے مرے جوہر کو چہپا رکہا ہے
جسقدر خلق مین گمنام ہون مشہور نہین

آسمان مدعی صاحب جوہر ہے ظہیر
شکر صد شکر کہ مستور ہون مشہور نہین

دیکہہ لو آکے مرے گہر مین کہین نور نہین
تیرہ روزی سے مقابل شبِ دیجور نہین

وعدہ حشر کو کہتے ہین کہ کچہہ دور نہین
کیا قیامت ہے کہ یہہ بہی انہین منظور نہین

اوسکے وعدے پہ تو جیتا دلِ مہجور نہین
بات ہے بات سے پہر جای تو کچہہ دور نہین

مدعای دلِ حسرت زدہ مستور نہین
وہ تمنا ہے مری جو انہین منظور نہین

کیا کہین حسن و محبت کا یہ دستور نہین
تم تغافل سے تو ہم شکوے سے معذور نہین

وعدہ حشر و تلافی جدائی معلوم
مین فرشتہ نہین انسان ہون تم حور نہین

وان نیایش کا گذر ہے نہ ستایش مقبول
وہ ستمگار کسی رنگ مین معذور نہین

قول کا دست حنائی کے بہروسا کیا ہے
ہاتہہ مین رنگ حنا ہے دل رنجور نہین

جانتا ہون کہ شکستون کے لیے ہین پیمان
کیا کرون دل شکنی بہی تری منظور نہین

رشک پر رشک ہے اورون کو نہوگا کبتک
شادمان ہون کہ دلِ غیر بہی مسرور نہین

قتل کے لطف ترپنے کے مزے کچھ اوٹھے — حیف اس گون بہی ہمارا تنِ رنجور نہین
شکوہ جور پہ کہتا ہے کہ قسمت تیری — ہا ہی وہ عربدہ جو یون بہی تو معذور نہین

یاد ہے یاد ظہیر آہ دمِ عرضِ وصال
اونکا کہنا وہ لگاوٹ سے کہ چل دور نہین

امیدِ سود تہی کچہہ زیان مین — وہ گردش بہی نہین اب آسمان مین
تمہین پہر نا پڑیگا امتحان مین — زبان اک اور بہی رکہہ لو زبان مین
بنائے گہر دلِ نامہربان مین — وہ طاقت بہی نہین اب تو فغان مین
لکہے تہے جو نصیبِ دشمنان مین — وہ ارمان ہین دلِ ناشادمان مین
وہ کچہہ کچہہ بیٹہہ کر سننے لگے ہین — مزہ آنے لگا ہے اب فغان مین
توقع پر ستم سہتے ہین کچہہ دن — وگرنہ کیا دہرا ہے امتحان مین
چلین آہستہ آہستہ سبکسار — بہت سے خستہ پا ہین کاروان مین
مرا حال اور پہر میری زبانی — غضب رنگینیان ہین داستان مین
ستم ہے وہ زبان مجہہ سی بدلجا — رہے اک عمر جو میرے دہان مین
انا الحق کہہ اوٹہا آخر کو منصور — نہین ہوتی سمائی رازدان مین
ہم ایسے حالِ دل کہنی سی باز آئے — عدو بہی ہمزبان ہو جس بیان مین
جفا ہی نا روا بہی مین تو سہہ لون — کسی کا گہر بہلا ہو اس زیان مین
خدا ہی ہو کہ ہون اقرار پورے — کہ لکنت ہی ابہی سی کچہہ زبان مین
تری نیرنگیون سی ہین امیدین — کہ کچہہ کچہہ ہونیوالا ہے جہان مین
وہ اوٹہے پہر گئے یان آتی آتے — ابہی وقفہ ہے مرگِ ناگہان مین

رہے دشمن نوا سنجی کی حریف چہ
قفس مین ہم رہے یا آشیانین

ظہیر اور داغ اور حالی ہین اب تو
کبہی تہے مومن و غالب جہان مین

ردیف واو

نہین کیا یہ بہی قدرت انقلاب چشم فتان کو
کہ صبح وصل سے بدلے ہماری شام ہجران کو

غضب کے توڑ جوڑ آتے ہین اوسکی چشم فتان کو
کسی کا دل کہین توڑا کہین باندہا ہے پیمان کو

مرے دل سے مٹا دو ناصحو وحشت کے سامان کو
کہ دامان خیال یار سے سی دو گریبان کو

یہ طاقت ہے اسیران بلا کی شور و افغان کی
کہ اتنی ناتوانی پر اوٹہالین سر پہ زندان کو

فروغستان بتاؤ ساز عشرت سے شبستان کو
مرے بدلے لگا لو گہر سے اپنے سیر ارمان کو

سر عاجز نوازی بہی تو شان سرفرازی ہے
گہٹا دو بے نیازی کو بڑہا دو دور دامان کو

جہان کی تیرہ روزی نے مرا گہر تاک رکہا ہے
یہین ہر پہر کے ملتا ہے ٹہکانا شام ہجران کو

زبان کہلوا کے پیش غیر کیون سوای عالم ہو
مری دل ہی من رہنے دو مری چاک گریبان کو

کہلینگے گل تو اسے گر آگئے اب تو زیب اس مین
خدا رکہے سلامت دیدہ خوننابہ افشان کو

ہماری بدنصیبی پر یہی حسرت ناز کرتی ہے
نہ سہے ساز قسمت کو نہ سر و ربط سامان کو

محبت کے کرشمے کچہہ زمانے سے نرالے ہین
گریبان زلیخا مین سیا یوسف کے دامان کو

مرے زخم جگر کا چارہ گر بہرنا تو مشکل ہے
مگر ہان زخم کے روزن مین گرہنی دو پیکان کو

کشاکش سی کشاکش ہے بہم حسن و محبت مین
ترے دامن کو وہ کہینچے تو یہ میرے گریبان کو

لگاؤ سینۂ بسمل پہ ناوک پر سر ناوک
تم اپنے تیر کے بدلے لگا لو دل سے ارمان کو

نہ لوٹے برق خرمن سوز اک دن خست ہستی کے
نہ پہونکا آتش غم نے بہی من بے سامان کو

حسابِ دوستان در دل سمجھ لیجے تو بہتر ہے
کہ ہمنے دل کے بدلے میں لگا رکھا ہے پیکاں کو

دیے ہیں وصل کی شب دلکو کیا کیا پیچ و تاب سنبل نے
کبھی گیسو کو سلجھایا کبھی زلفِ پریشاں کو

نگہ کس کا کریں ہم تو کو نقشِ آب کہتے ہیں
ہم اپنی زندگانی کو تمہارے عہد و پیماں کو

جوابِ نامۂ دلدار قاصد مختصر کہیو
کہ اب مجھ سے چھپاتے ہیں مری حالِ پریشاں کو

ہے دل توڑنا اک کھیل ہو گبر و مسلماں کا
وہ کافر خاک سمجھیگا شکستِ عہد و پیماں کو

یہیں مٹ جائے جھگڑا رفوگر پارہ دوزی کا
رگِ جاں سے مری سی دے مری چاکِ گریباں کو

سخن کیا چیز ہے جسکی بدولت یاد کرتے ہیں
ظہیر و مومن و آزردہ و ذوقِ سخنداں کو

وہ کسی سے تمکو جو ربط تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی پہ تہا کوئی مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی پیار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم بھی تم بھی تھے ایکجا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نگاہِ ناز کرشمہ زا وہ ادای لطفِ ستم نما
وہ حجاب نرگسِ سرمہ سا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بنانا چہرہ عتاب کا وہ نہ دینا موہنہ سے جواب کا
وہ کسی کی منت و التجا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

تمہیں جسکی چاہ پہ ناز تھا جو تمہارا محرمِ راز تھا
میں وہی ہوں عاشقِ باوفا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ جبکہ نکل گیا تو عبث ہی تمسے مجھے گلہ
کروں شکوہ کون سی بات کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی پیار تھی کبھی ہم بھی وقفِ نیاز تھے
ہمیں یاد تھا سو جتا دیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو دل سی دلکو لگاؤ تھے تو بگاڑ میں بھی بناؤ تھے
وہ تمہارا ناز سے روٹھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بولنا وہ خفا خفا کبھی بیٹھنا وہ جدا جدا
وہ زمانہ ناز و نیاز کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو مری تھی شرم و حجاب میں تو نہ ہر لطفِ عتاب میں
وہ حجاب و قہرِ شباب کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شبِ وصل میں جو ہوئی بہم تو یہ چھیڑ چھاڑ ہی دمبدم
جو قرار تھا کسی بات کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابھی تھوڑے دن کی ہے بات کہ ذکر رقیب کہتی تھی بلبلا　　مرے آگے تم کو ہزار بار بلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو ہنسی ہنسی میں ہوئے خفا تو لپٹ کے سینے سے رو دیا　　یہ تو کل شب کا ہی ماجرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہنس کے منہ کو چھپا لیا کبھی مسکرا کے دکھا دیا　　کبھی شوخیاں تھیں کبھی حیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی شکر لطف وصال کی کبھی شکوہ رنج و ملال کے　　کبھی [illegible] تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو بنا ہے عارف باخدا یہ وہی ظہیر ہے بے حیا
وہ جو رند خانہ بدوش تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پھر جائیے جو تم سے دل دشمن تو مزا ہو　　ہم تو دکھا دیں ابھی کیا تم سے ابھی کیا ہو

ملنا ہے تو مل جاؤ خفا ہو تو خفا ہو　　ہم کوئی گنہگار ہیں تم کوئی خدا ہو

اچھا ہے اگر خلوت کے پردے میں جفا ہو　　شوخی ہو طبیعت میں نگاہوں میں حیا ہو

کیا فرض ہے عاشق پہ ستم ہو کہ جفا ہو　　بیداد ستم کیا ہے اگر حسن ادا ہو

دشمن کی کدورت نہ مٹا دم سے کے دل سے　　اس میں نہ تمہارا کوئی نقش کف پا ہو

ہمسایہ تو کیسا کبھی دم تک نہیں آتے　　کیا تم بھی شکست دل محزوں کی صدا ہو

کیا بات ہے پیمان شکستہ کی درستی　　میں وقت گذشتہ ہوں کہ تم عہد وفا ہو

تم اے بتو ہمیں صاعقہ و برق سے نسبت　　ہاں آپ ابھی کوئی شوخی کی ادا ہو

تم کو تو دل آزاری عاشق سے غرض ہے　　وہ جور ہی کیوں کیجیے جس میں کہ مزا ہو

آتے ہیں مزے وصل کے بیتابی دل میں　　اغلب ہے کہ یہ بھی اوسی کافر کی ادا ہو

تم کیوں رہو تمکو دل اغیار سے مطلب　　حسرت نہ تمنا نہ کدورت نہ دعا ہو

کچھہ ناز میں رنجش ہو تو رنجش میں لگاوٹ　　کچھہ شرم میں شوخی ہو تو شوخی میں حیا ہو

تم جان سہی جان سے امید وفا کیا　　گر دل ہو تو بیزار رہو گر دم ہو خفا ہو

بدنامی عشاق ہے محبوب سے کمتر
تم مجھ سے سو خلق مین انگشت نما ہو

کچھ سوچ لو کچھ دیکھ لو اس عشق کی انجام
ہم یہ نہین کہتے ہین کہ دشمن کو نہ چاہا ہو

تعذیر کے لائق ہے اگر جرم محبت
عالم کے گناہون کی مرے دلکو سزا ہو

جنت مین ظہیر قدح آشام اگر جایے
ناکردہ گناہون کو تاسف تو بڑا ہو

لو ہم بھی یہ کہتے ہین کہ تم غیر کو چاہو
معشوق تو یہ کچھ ہو جو عاشق ہو تو کیا ہو

تم دیر مین چلکر تو ذرا جلوہ فزا ہو
پھر ہم بھی تو دیکھین کہ کدھر قبلہ نما ہو

جب لطف ستم ہے جو ستم ہو وہ نیا ہو
پنہان نگہ لطف مین کاوش کی ادا ہو

مین اپنی وفاؤن سے سزاوار جفا ہون
تم اپنی جفاؤن سے گرفتار وفا ہو

مین اوس ستم ایجاد سے بڑھکر ہون جفا جو
وان جور و ستم کم ہو تو یان شوق سوا ہو

تم غیر سے پھرتے نہین اور تم سے دل اپنا
کیا تم بھی ہمارے دل محزون کی وفا ہو

کچھ دور نہین حشر مین دشمن کی بن آئے
تم جسکی طرف ہو اوسی جانب کو خدا ہو

آئینہ نہ دیکھو کہین مجھ سے ہی نہ بنجاؤ
پہلی ہی تم اپنی نگہ ہوش ربا ہو

قاصد کی کف پا سے ملون خط جبین کو
کافر کی نہ مٹھی مین مقدر کا لکھا ہو

تم کیا ہو کہ دل ہو جدھر آئے غضب آیا
اک قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

اچھا نہین اتنا بھی نگاہون کا چرانا
ایسا نہو تم خلق مین انگشت نما ہو

دل کھول کے جب وصل کے ارمان نکالون
گر جان لون تو غیر کے دل مین نہ رہا ہو

ہمنے ترے بیداد مین وہ لطف اوٹھائے
راضی ہین جو ناکردہ گناہون کی سزا ہو

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزی اعمال
تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو

وصل کا احتمال ہے مجھہ کو
ہے اور اچھا خیال ہے مجھہ کو

ہردم اونکا خیال ہے مجھہ کو
ہجر مین بہی وصال ہے مجھہ کو

وہ اور اون سے وصال ہی مجھکو
خواب ہے یا خیال ہے مجھہ کو

خوش ہون کیا کیا مری شب ہجران
دولت بیزوال ہے مجھکو

کیون نہ کہٹکون فلک کی آنکہون مین
کاہشون مین کمال ہے مجھکو

خواب مین بہی ہون وصل سے محروم
جانتا ہون خیال ہے مجھہ کو

بیخودِ شوق ہون نہین معلوم
ہجر ہے یا وصال ہے مجھہ کو

آنکہہ لڑتی رہی حسینون سے
شوق جنگ و جدال ہے مجھکو

اپنے جامہ سے دور ہون جتنا
دوست سے اتصال ہی مجھہ کو

سونچتا ہون وصال کی تدبیر
خوب فکرِ مآل ہے مجھکو

سونپتا ہون رقیب کو انصاف
خواہش انفصال ہے مجھکو

فیصلہ ہے نگہہ ملانے مین
سہل بات کو محال ہے مجھہ کو

طبع وقت پسند رکہتا ہون
آرزوے محال ہے مجھکو

اپنے اللہ کا مقلد ہون
عشق حسن و جمال ہے مجھکو

آسمان دشمن ہنر ہے ظہیر
نقص میرا کمال ہے مجھکو

آشوب روزگار سے خالی جہان نہو
سر پر مرے زمین ہو اگر آسمان نہو

مین جانتا ہون جو مری خط کا جواب ہے
یارب وہ نامہ بر کی زبان سے بیان نہو

سب آفتین جہان کی مرےدم کے ساتہ ہین
بجلی بہی کیون گری جو مرا آشیان نہو

رہ جائین دل کی دل مین مرہو بدگمان پیش
یارب وہ شوخیون سے جہان بدگمان نہو

اک التفات عام نے سب کچھ بھلا دیا
ایسے سے کیا گلہ ہو جو نامہربان نہو

جلینے کچھہ خوشی ہے نہ مرنیکا رنج و غم
مرجائین لاکھہ بار جو تو بدگمان نہو

اپنی تو زندگی ہے غم جاودان ظہیر
جینا محال ہو جو فراق بتان نہو

کہو دیا جان سے دیدنے دلاسے مجھکو
چارہ سازون نے دیا زہر دوا سے مجھکو

اوسکے کوچہ مین پہنچ آئین بلا سے مجھکو
دوست کیا جانکے ملائینگے خدا سے مجھکو

آج کیا کیا نہ شکایت ہے قضا سے مجھکو
موت آتی ہے تو دشمن کی دعا سے مجھکو

کیا نمک پاش جراحت ہی تسلی اونکی
مژدہ وصل سے دیتے ہین دلاسے مجھکو

ہر گھڑی زندگی تازہ کہان سے لاؤن
ذبح کرتے ہین وہ ایک ایک ادا سے مجھکو

شرم وان مانع دیدار ہے یان عجلت مرگ
اونکو شکوی ہین حیا سے تو قضا سے مجھکو

ناک مین دم ہے تری ہاتھہ سے کمبخت ظہیر
یار آجائے کہین موت بلا سے مجھکو

سوز دل سے کیا عجب ہے گر سمندر خشک ہو
ہم تو جب جانین ہمارا دیدۂ تر خشک ہو

گر لکھون نامہ مین اپنا حال بخت نارسا
نامہ بر کا پانو اور بال کبوتر خشک ہو

تشنۂ دیدار وہ ہون ذبح کیجے گر مجھے
حلق پر وقت روانی آب خنجر خشک ہو

ہے مری آنکھون سے جاری چادر آب روان
آنسوؤنکے پونچھنے سے کب سمندر خشک ہو

ہو سکے تو کچھہ علاج سوزش دل کیجیے
اشک خالی سے فقط کیا دیدۂ تر خشک ہو

ہے مری تر دامنی سے آب رحمت آب آب
تر کرون گریہ سے گر دامان محشر خشک ہو

آب گریہ ہین ہون نخل بے ثمر فوارہ وار
ہون وہ چوب خشک جو پانی کے اندر خشک ہو

اشک نالی سے کسیکی جوش طوفان تھم گیا
اونکا دامن تر نہو تو دیدۂ تر خشک ہو

پی گیے ہم بزم مین آنسو تماشائی خوف سے
ورنہ اپنی چشم دریابار کیونکر خشک ہو

باغ دنیا مین نہ راس آئی برومندی مجھے
وہ نہال خشک ہون جو پھول پہلے خشک ہو

رنگ لائی ہے مری جوش بہار مین خزان
وہ گل پژمردہ ہون جو شاخ گل پر خشک ہو

تشنہ کامان ازل جائین اگر فردوس مین
بدنصیبی سے یقین ہے آب کوثر خشک ہو

ای ظہیر افسوس ہے کوثر رہے فردوس مین
اور زمین پر لا کے زاہد میر کو تر خشک ہو

ہم سبکسارانہ پہونچے منزل تسلیم کو
دوش نسیان پر رکھا بار امید و بیم کو

بو ہی گل ای رشک گل اوٹھی تری تعظیم کو
نونہالان چمن جھک جھک گیے تسلیم کو

خوب ٹالا حضرت واعظ نے ہمکو خلد پر
بندگی ہے خلد کو تسلیم ہے تسنیم کو

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہیں مین ناتوان
اضطراب دل اوٹھاتا ہے تری تعظیم کو

صحبت خاصان حق بھی حفظ حق سے کم نہین
نار سے دہشت نہین دامان ابراہیم کو

اندنون کچھہ گردش چشم فسون گر اور ہے
ای منجم دیکھہ تو اس سال کی تقویم کو

خاک مین مل کی ڈہونڈھی ہمنے راہ کوی دوست
ٹھوکرین کھا کھا کی پہونچے منزل تسلیم کو

خار خار دشت پر ہے تار تار پیرہن
ہمنے ای دست جنون بانا تری تقسیم کو

اللہ اللہ ای ظہیر خستہ جان تیری نصیب
تو جھکے تسلیم کو اور وہ اوٹھین تعظیم کو

کیا ہوا ای جذبۂ الفت تری تاثیر کو
سمت دشمن وہ چلے ہین کھینچکر شمشیر کو

دیکھنا صورت گروں کی شوخیِ تحریر کو
زردیِ رخ سے مری کھینچا مری تصویر کو

آفریں صد آفریں جذبِ دلِ نخچیر کو
شستِ تیر اندازیں میں پر لگ گئے ہیں تیر کو

کچھ تو ایسا لکھہ دیا اوس شوخ پر تزویر کو
مدعی آنکھوں سے ملتے ہیں مری تحریر کو

رہروانِ منزلِ تسلیم ہیں عاجز نواز
کیوں نہ آنکھوں میں جگہہ دوں خاکِ دامنگیر کو

ہے اگر فکرِ رفو پیراہنِ صد چاک کی
قطع کرنا صبح مری دستِ گریباں گیر کو

گفتگو مطلب میں ہے اور حرفِ مطلب غوث ہے
دیکھتا اوس حیلہ جو کی شوخیِ تقریر کو

عاجزوں کی دستگیری سے جہانکو ننگ ہے
سب جھٹک دیتے ہیں میری خاکِ دامنگیر کو

دیکھہ لو مجھہ کو نگاہِ لطف سے مرجاؤنگا
کب عتاب و قہر ہے شایاں مری تعذیر کو

حسرتیں ٹہتی ہیں اوتنی جسقدر پڑتے ہیں تیر
اک جہانِ دل ہے شایاں سینۂ نخچیر کو

وصل اوسکو ہجر مجھہ کو واہ قسّامِ ازل
سرنوشتِ غیر سے بدلا مری تقدیر کو

ہیں مری تیر انشیاں میرے لیے سوسو بنا
لے اوڑا ہے رنگ رخ میرا مری تصویر کو

مجھہ سے ناصح لذتِ زخمِ ملامت کچھہ نہ پوچھہ
حوصلہ تعذیر سے دونا ہوا تقصیر کو

ہوں وہ ناکامِ ازل اک خلق ہے جس سے نفور
ننگ ہے دامن سے میرے خارِ دامنگیر کو

غیر کیا سمجھے محبت کو کہ آخر غیر ہے
پوچھتا تھا مجھہ سے میرے جرم کی تعذیر کو

رنجشِ بیجا بھی ہوجاتی ہے تدبیرِ وصال
خود چلے آتے ہیں وہ کھینچے ہوئے شمشیر کو

دیکھنا نشو و نمایِ شوقِ قتلِ کشتنی
دم بدم بالیدگی ہے سبزۂ شمشیر کو

اک صنم خانے کے در پر سر کو ٹکراتے ہوئے
ہمنے دیکھا تھا ظہیرِ مضطر و دلگیر کو

پڑا ہے دل کہیں بیٹھے کہیں ہو
مرے پہلو میں ہوا اور پھر نہیں ہو

عدو مجھہ سا نہ کیون اندوہگین ہو
کہ تم شوخی سے اپنی ہر کہین ہو

نگہہ کیا تم تو خود دل مین مکین ہو
سراپا نرگس سحر آفرین ہو

اشارے کر رہی ہے چشم فتان
کہ جو ہونا ہے محشر مین نہین ہو

تمہاری بے نیازی کے تصدق
عدو کا در ہو اور میری جبین ہو

مرا حال اوس خدا مارے سے پوچھو
کہ مجھہ سا مورد بیداد و کین ہو

جہان بیٹھے اوٹھے محشر اوٹھا گئے
قیامت ہے قیامت آفرین ہو

بلا ہے وہ نگاہ صلح دشمن
کہ جتنی شرمگین ہو خشمگین ہو

ہوئے ہو مبتلا کیا پھر کسی پر
ظہیر زار کیون زار و حزین ہو

ہماری ضد سے پابند وفا ہو
وفا دشمن ہو دشمن آشنا ہو

تمہین کیا جانتا ہے کوئی کیا ہو
قیامت ہو قیامت سے سوا ہو

تمہین کہدو تمہارا حال کیا ہو
اگر مجھسا کوئی تجھپر فدا ہو

سراپا حشر ہو قہر خدا ہو
مگر با این ہمہ پھر خوشنما ہو

برائی پر تو اتنے خوشنما ہو
بھلے ہو گر کسی سے تم تو کیا ہو

اگر ہو جان عاشق بیوفا ہو
اگر دل ہو دل بے مدعا ہو

یہ سب کچھہ ہو مگر اک چیز ہو تم
عدو ہو تند خو ہو بے وفا ہو

وہان مد نظر ہے خون کسی کا
عجب کیا وہ ہمارا مدعا ہو

وہ آسکتے نہین بیرون در تک
برا ہو اس نزاکت کا برا ہو

ستم کو جو سمجھتا ہو عنایت
شکایت ہو تو پھر ایسے سے کیا ہو

میری گھر شوق سی آجاؤ ناصح
یہ سمجھونگا کہ تم بھی اک بلا ہو

رہے ناکام دشمن بھی ہمین سے
پھر آخر بے وفا ہو بیوفا ہو

شب غم کاش شادی مرگ ہوجاؤن
تمہین آجاؤ گر میری قضا ہو

کوئی سر پیٹتا تھا اونکے در پہ
مگر وہ ہو نہو میری دعا ہو

تمہین زیبا نہین یہ رک رک کے ملنا
مرادم ہو کے تم مجھسے خفا ہو

عدو پر ہے عنایت سب سے افزون
ستم بھی ہو تو مجھپہ سب سوا ہو

قیامت ہے کہ صرف کشتن غیر
ہمارے ذبح کرنیکی ادا ہو

پسے جاتے ہو کیون دشمن پہ اتنا
کسی کا دل ہو یا رنگ حنا ہو

ابھی کس سی نگاہین لڑ رہی تھین
بجا ہے جسقدر مجھسے حیا ہو

وہ کوسی جانفزا ہے خواب آور
عجب کیا پای قاصد سو گیا ہو

ظہیر آؤ چلو بھی میکدے کو
میان ایسے کہان کے پارسا ہو

شکوہ رشک و رنجش بیجا دیکھو
اور بھی ہم ہین وہ اوٹھے یہ تماشا دیکھو

ہم تو ہرگز نہ کہینگے نہ ملو دشمن سے
دیکھو دیکھو کوئی دن اور تماشا دیکھو

عذر ایسا ہے نہ آنیکا نہین جسکا جواب
سچ تو ہے تم مجھے کس طرح تڑپتا دیکھو

یہ تماشا کبھی تمنے بھی نہ دیکھا ہوگا
آؤ اور آکے ہماری شب یلدا دیکھو

بزم دشمن مین بلاتے ہین مجھے خیر سے وہ
لطف مین رنگ ستم ہی یہ تماشا دیکھو

نامۂ غیر کو آنکھون سی لگاتے کیا ہو
دیکھو قسمت کا نوشتہ نہین مٹتا دیکھو

روز ہوتے ہین رقیبوں کے گلے مجھسے ظہیر
دوست بن بن کے ستمگر کا ستانا دیکھو

فلک نے جو دم بہر ہنسایا ہی مجھکو
تو برسون مہینون رولایا ہے مجھکو

مجھے ہاتھہ سے کھوکے رویگی دنیا
فلک نے بہت پہر کے پایا ہے مجھکو

مری آب وگل مین ہے مضمر خرابی
مٹانے کو پہر سے بنایا ہے مجھکو

اوٹہادی جنون نے قیود مذاہب
بڑی کشمکش سے چہڑایا ہے مجھکو

سوا ہنسنے رونیکے اور کچھہ نہ جانا
یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھہ کو

ہوی قدر کچھہ عالم بیہوشیکی
زمانے کا جب ہوش آیا ہی مجھکو

ہوی جب یگانون سے بیگانہ خوئی
تو اپنے نے اپنا نہ پایا ہے مجھکو

کھلی آنکھہ جب دیدہ حق نگر نے
نہ دیکہا تہا جو کچھہ دکہایا ہے مجھکو

مرا اور غم کا اسی پر ہے توشہ
اسی مین سے اور اونسے کہایا ہی مجھکو

بہت رنگ دنیا مین بدلی ہین تمنے
بہت تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

خطا کچھہ مری کوئی تقصیر میری
وہی ہون مین جیسا بنایا ہے مجھکو

مین اس زود رنجی کے قربان جاؤن
کہ روٹھے ہین خود اور منایا ہی مجھکو

خدا کے لیے یہ تو کہدے پیامی
وہ آتے ہین یا وان بلایا ہے مجھکو

پلا کر مے تلخ روز نخستین
مزا زہر غم کا چکہایا ہی مجھکو

اوٹہاے مجھے کون ہی کسکی طاقت
نگاہون سے کسنے گرایا ہے مجھکو

مرا نامہ بر بھی بڑا دور رس ہے
مقدر کا لکھا دکہایا ہے مجھہ کو

بنے ہو رقیبون کے خود شمع محفل
جلانے کو تمنے بلایا ہے مجھہ کو

زمین ہو فلک ہو عدو ہو کہ تم ہو
کسی نے تو آخر ستایا ہے مجھکو

کبھی مسکرائے کبھی مونہہ بنایا
نہین تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

ظہیر این و آن سے نہین مجھکو شکوہ
مرے بخت بد نے ستایا ہے مجھکو

ردیف ہای ہوز

بیمار چارہ گر کو کرے تو دکھائی ہاتھہ
چلتے ہوئے مسیح بھی تجھہ سے ملائی ہاتھہ

ہے ہے ترا وہ پاس سے کہنا ہٹا کی ہاتھہ
کمبخت ٹوٹتے بھی نہین بچیا کے ہاتھہ

ممکن نہین ہے قطع تعلق وصال بے
تم فیصلہ ہی کیون نہ کرو اک لگا کی ہاتھہ

قربان ناز پھیر دی گردن پہ اک چھری
اوٹھنگ گلے مین ڈال دیے مسکرا کی ہاتھہ

کہتے ہین مجھہ سے کلفتِ ہجران بھی ہا دیے
اترا گیے ہین آپ قدم کو لگا کے ہاتھہ

گھبرا کے اختلاط مین کہتی ہین ناز سے
کمبخت نامراد کے ہین کس بلا کے ہاتھہ

بے پردہ لطف صحبتِ باہم بلا ہوا
شرما کے اوسنے رکھہ لیے مونہہ پر اوٹھا کی ہاتھہ

دیتے ہین زہر گھول کے وہ ساغرِ شراب
مونہہ پھیر کر حیا سے ادا سے بڑھا کی ہاتھہ

ابتک درازدستیِ حرمان گئی نہین
چلتے رہے وصال مین تیغ ادا کی ہاتھہ

کھولے عدو نے دست حنا بستہ آپکے
بیٹھے تھے قتل پر ہی مری کیا بندھا کی ہاتھہ

میرا جواب خط نہین خونِ عدو نہین
دکھلا سکے مجھے نہ حنا مین رچا کے ہاتھہ

خط پرزے پرزے کرکے ہوا پر اوڑا دیا
بھیجا جواب نامہ ہمارا صبا کے ہاتھہ

باز آؤ تم جفا سے نہ ہرگز وفا سے ہم
انصاف ای بتو ہے ہمارا خدا کے ہاتھہ

سو بار ڈھونڈھتی ہوئی آئی چلی گئی
ہم ناتوانیون سے نہ آئے قضا کی ہاتھہ

مضمون اضطراب اوڑا لیگئے اوسے
قاصد کے گرد تک بھی نہ آئی صبا کی ہاتھہ

سنگ در پر سر مرا اور وہ نذرانو ترے
میری قسمت دیکھہ اور تقدیر پشت آینہ

کیون نہین وہ دیکھتے آئینہ میرے ہاتھہ سے
مدعای غیر ہے تحریر پشت آینہ

تو نہین لیکن نکل آئی ہے تیری شوخیین
پردہ آئینہ سے تصویر پشت آینہ

آینہ داری نے تیری کر دیا بسمل مجھے
نقش آئینہ ہے شمشیر پشت آینہ

واجب التعزیر دونو ہین کہا خودبین اوسے
جرم آئینہ ہو یا تقصیر پشت آینہ

مجھکو وہو کا عکس کا ہی وقت آرایش مرے
ہے جو گلگون پیرہن تصویر پشت آینہ

کہینچ لے اوس نقش کو اسطرح سیماب وار
جذب دل مین کاش ہوتا تیر پشت آینہ

ای ظہیر اس رنگ مین مطلق نہین لطف زبان
خوش بیان کرتے نہین تقریر پشت آینہ

ردیف یای

غزل در نعت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا کام کیا حسن ملیح عربی نے
لوٹا ہے دو عالم کو اسی دل طلبی نے

بندے ہین طلبگار تو اللہ خریدار
کیا شوق بڑہایا ہے تری شاہ لقبی نے

آدم سے تو پیچہے ہی گرا افلاک سے پہلے
ڈالا مجھے حیرت مین تری بوالعجبی نے

لولاک لما کم نہین اپنی نازش افلاک
کیا شور مچایا ہے تری شہرت طلبی نے

یوسف سے ہے عشق مجازی کو سروکار
لوٹا ہے حقیقی کو تری دل طلبی نے

تو پاس ہمارے ہے تو نزدیک خدا کو
نیرنگ دکہائے ہین تری بوالعجبی نے

ہر چند کہ مسجود ملائک ہوے آدم
تجھہ سا تو نہ پایا تری عالی نسبی نے

طالب ہوں تری وصل سے میں وصل خدا کا
دیتا کوئی عاشق بھی ہے معشوق کو اپنے
ہے قند مکرر سے سوا اسم محمد
ہے آرزوئے شربت دیدار محمد
شاہا مجھے روضہ پہ بلا لیجیے خدارا

مارا مجھے اس آرزوئے بے ادبی نے
مانگا تجھے خالق سے مری بے ادبی نے
لوٹا مجھے اس زمزمۂ زیر لبی نے
کوثر سے بچایا ہے مری تشنہ لبی نے
ڈالا ہے غضب میں مری دنیا طلبی نے

جی جاؤں ظہیر اب بھی جو سن لوں کہ کیا یاد
شاہنشہ مکی مدنی العربی نے

غزل منقبت

بتاؤں کہ کیا عز و شانِ علی ہے
فلک پر فلک نردبانِ علی ہے
کلام سلونی بیانِ علی ہے
ازل سے ابد تک جہاں کی نمائش
علی ہی علی ہے زمیں سے فلک تک
دوئی ہے بس اتنی کہ تا ذاتِ باری
علیِ ولی ہے اسے نے محمد
ورود مبارک ہے گھر میں خدا کے
جہاں میں جہاں تک ہے جنس طریقت
خدا تک رسائی بہت سہل نکلی
بشر کون اور کیا بشر کی ستائش

نہم آسمان آستانِ علی ہے
مکاں سے گذر کر مکانِ علی ہے
جہاں کچھ نہیں واں جہانِ علی ہے
غبار رہِ کاروانِ علی ہے
کہاں سے کہاں اوج شانِ علی ہے
نبی واسطہ درمیانِ علی ہے
محمد پہ قربان جانِ علی ہے
رسولِ امیں میزبانِ علی ہے
رواجِ متاعِ دکانِ علی ہے
کہ دوشِ نبی نردبانِ علی ہے
کہ خیر البشر مدح خوانِ علی ہے

دعا تھی مرگ دشمن کی مگر یہ کب تمنا تھی
کہ تو بزم عزا سے چشم گریان پونچھتا نکلے

ملے ہین خاک مین کیا کچھ اڑا کر خاک ہستی کی
تمہارے مرنیوالے مرگ سے بھی بے فنا نکلے

ستم پر دم فنا ہے دشمنی پر جان جاتی ہے
برے ہو کر بھی تم تو اک جہان سے خوشنما نکلے

ہزارون بیوفا دیکھے ہزارون پر جفا دیکھے
مگر تم تو دل آزاری مین اک قہر خدا نکلے

نیا اک حشر اوٹھیگا تمہارے دادخواہو نکا
تمہارے ظلم کے دفتر اگر روز جزا نکلے

وفا سے ہم نہ باز آتے جفا سے تم نہ منہ پھیرا
ہمین پر باوفا نکلے تمہین پر بیوفا نکلے

ستم کیجے تو اس ڈھب سے جفا کیجے تو یون کیجے
کہ دل سے دوست دشمن کے صدا ہی مرحبا نکلے

زبان خاص اردو ی معلی اسکو کہتے ہین
غضب جادو بیان تم تو ظہیر خوش نوا نکلے

سب سے بیغم رہے جو شاد تری غم مین رہے
اور ہی رنگ مین کچھ اور ہی عالم مین رہے

رشک کی غم مین رہے ہجر کی ماتم مین رہے
عمر بھر ہم اسی آفت مین اسی غم مین رہے

اسکا رونا ہے کہ وہ بھی الم و غم مین رہے
دل پر غم مین رہے دیدۂ پر نم مین رہے

تم تو پردے کو الٹ دو یہ ہمارا ذمہ
تاب نظارۂ دیدار اگر ہم مین رہے

تم دکھا دو نہ ذرا موج تبسم اپنی
گفتگو پھر نہ دم عیسی مریم مین رہے

تجھکو ای زندگی ہجر کہان سے لاؤن
ہائی یون سوگ نشین وہ مری ماتم مین رہے

ہمسے رندان خرابات کہان ہوتے ہین
خم کو سجدہ کرے زاہد بھی اگر ہم مین رہے

نزع ہے یا تر اوعدہ ہے اجل ہے کہ وصال
دم نکلتا رہا اور پھر بھی اسی دم مین رہے

کچھ لگاوٹ کے اشارے ہون دم قہر و عتاب
کچھ تبسم کی ادا ابروے پر خم مین رہے

اشکباری سے کبھی عقدۂ دل وا نہوا
یہ وہ غنچہ ہے کہ پژمردہ جو شبنم مین رہے

جان کے ساتھہ رہے الفت جانان ولیکن
اور دل کشمکش یاس مین رہے

وہ گھڑی ہی جو ترے تفتہ جگر جا بیٹھین
ابر مین کم نہ رہے قطرہ نہ شبنم مین رہے

بزم شیون ہو کہ ہو خندۂ بزم اغیار
کچھہ نہ کچھہ شور تو برپا مری ماتم مین رہے

مرحلے عشق کے طے کر کے عدم تک پہنچے
تذکرے اپنی محبت کے دو عالم مین رہے

دل گیا ہاتھہ سے اور دل سے امیدین گئین
یہ کھٹکتے ہوے نشتر دل پرغم مین رہے

وہ بھی ہونگے کہ برا تی ہون امیدین جنکی
ہم تو دل دیکے ظہیر آفت پیہم مین رہے

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے
جھکتا ہے سر کے بل بھی جو سرفراز ہے

انکھین ہین فرش راہ اگر دل مین ساز ہے
آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا درازی شب غم جان نواز ہے
عاشق کی عمر خضر سے بھی کچھہ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم
وان امتحان ناز ہے اور یان نیاز ہے

والا ہے مجھکو وہم مین کیا کیا حجاب نے
اس منہہ چھپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گرچہ عدو سے بڑھے ہوے
اپنے بھی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکھون مین نیند نیند مین شوخی بھری ہوئی
وہ چشم خواب ناز مین بھی نیم باز ہے

ڈرتا ہون انکو رحم نہ آجائے وقت ذبح
حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکھتے ہین جنکو وہ جلوے ہی اور ہین
عشق مجاز مین بھی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بھی نہین
ناساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

بیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے
کیا خوب حسن و عشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے ظہیر شب تار ہو لیے
اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

تم نہ پہلو مین نہ خنجر ہے مری جان کوئی
ہای کس طرح سے کاٹے شبِ ہجران کوئی

ہر لبِ زخم ہے گویا نہین پرسان کوئی
کیا کہے کس سے لئے حسرتِ پنہان کوئی

پہر ملے یا نہ ملے ای شبِ ہجران کوئی
دیکہنا دل مین نہ باقی رہے ارمان کوئی

اہلِ محشر کی زبان پر ہے اوسی کا کلمہ
یان نہ کافر نظر آیا نہ مسلمان کوئی

اس خرابہ مین ہے کچہہ تری کوچہ کی فضا
کہ نکلتا نہین دل سی مری ارمان کوئی

ہم تو خجّے نظر آتے نہین تا شامِ وصال
اپنے وعدے سے تہو دل مین پشیمان کوئی

کاش تجہہ پر بہی کسی دن تو کچہہ ایسی بنجا ہی
کہ تری بات نہ پوچہے شبِ ہجران کوئی

تم جو آو تو ابہی دل سے لگا لون سبکو
تمسے بڑہ کر تو نہین حسرت و ارمان کوئی

ہم تو اچہے ہوے جتنا کہ ہوا حال تباہ
کہ برے حال مین کرتا نہین درمان کوئی

ایسے دنیا مین وفادار کہان ملتے ہین
دم نکلتا ہے نکلتا نہین ارمان کوئی

واہ اس زہد پہ یہ اُلفتِ اصنام ظہیر
یار تجہہ سا تو نہین دشمنِ ایمان کوئی

دل بستگی ہے اور کشادِ نقاب سے
شرماے وہ حجاب سے ہم اضطراب سے

ہے کشمکش مین جان عذاب و ثواب سے
لب تر ہین توبہ توبہ سے ہم من شراب سے

اپنے تو دن پہرے نہ کبہی انقلاب سے
پہلے ہے کچہہ زمانہ پیری شباب سے

قہر و عتاب تو ہے عنایت نہو نہو
امید تو بندہی مجہے خط کی جواب سے

کیسے کشود کار کہ وابستہ ہین ہمان
عقدے مری نصیب کی بندِ نقاب سے

کس کس فریب سے شبِ وعدہ بسر ہوی
کیا کیا خجل ہین ہم دل ناکامیاب سے

تیرا برا ہو پہر گیا ای ہجومِ شوق
گہبرا کے اوٹہہ گئے وہ مری اضطراب سے

بیتاب ہون کہ شغل مین کچھہ دل بہل گیا | تسکین دل ہوی تو ہوی اضطراب سے

گستاخیان معاف ہون ای حضرت ظہیر
شرب شراب و قبلہ و کعبہ جناب سے

بیٹھے ہین شرمناک کچھہ ایسے حجاب سے | گویا اوٹھے ہین غیر کی آغوش خواب سے
سرپھوڑے کون حضرت ناصح جناب سے | بہتر ہے خامشی سخن ناصواب سے
وہ کچھہ کہا کہ پاس ہوی خود جواب سے | قاصد کے پانو توڑ دیے اضطراب سے
لڑتے ہین اور نگہہ نہین لڑتی حجاب سے | اُلفت ٹپک رہی ہے سراسر عتاب سے
یہ بات پندگو کی مرے دل کو بہا گئی | کچھہ کم نہین ہے چاہ خدا کی عتاب سے
ضد ہی اونہین تو سعی طلب سب ہین ان اکار | وہ خود ہی آملین گے مری اجتناب سے
اچھی کہی کہ بات ہی کھوئی رہی سہی | وہ خود ہی منفعل ہین کچھہ اپنے جواب سے
مجھہ سا ہے دست شوق ہی وقت پسند ہے | اولجھا ہے کسکے عقدہ بند نقاب سے
خط لیکے نامہ بر سے مجھے تکتا ہی رہ گیا | وہ مجھہ سے نا امید ہی اور مین جواب سے
اک وعدۂ دروغ پہ کیا کیا ہین منفعل | وہ ہمسے اور ہم دل ناکامیاب سے

وہ روٹھنا کسی کا مجھی یاد ہے ظہیر
دامن چھڑا چھڑا کے وہ اوٹھنا عتاب سے

اپنے جلوی دل حیران مین فروزان کیجے | یسحر معراج کو قطرہ مین نمایان کیجے
چلیے اور چل کے وہین نالہ و افغان کیجے | دل برہم کی طرح بزم پریشان کیجے
آپ اور حضرت ناصح مری وحشت کی علاج | پہلے اپنا تو ذرا چارۂ و درمان کیجے
کون کہتا ہے کہ چھوڑ ہین تمہارے اقرار | مدعی سے بھی یہی وعدہ و پیمان کیجے

دوست بن بن کے جفائین تمہی سب کیجیے
شکوہ کر کر کے رقیبون کو پشیمان کیجیے

مجھسے کچھ بڑھ کے یہ مجبور ہے مشتاق جمال
وصل کی شب کو مری ساتھ ہی مہمان کیجیے

سیکھیے آئینہ سے دوست فریبی کے طریق
محو ہو جایئے محو رخ حیران کیجیے

آئیے اور آکے چلے آپ عدو کے ہمراہ
مدعا یہ ہے کہ دشمن کو بھی مہمان کیجیے

اشک غماز ہی ٹھہرے ہین تو پھر آج ظہیر
چشم کو گریہ نیسان گریہ کو طوفان کیجیے

پہلے کچھ شغل صفای دل حیران کیجیے
پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجیے

صبر و طاقت ہو تو نذر غم جانان کیجیے
پاس کچھ بھی نہین کیا دعوت مہمان کیجیے

بس یہ کیا کم ہے کرم کیجیے احسان کیجیے
آپ بیٹھے تو بہت ہے یہ کہون کیا مجھے مہمان کیجیے

آج سب فیصلہ رنجش پنہان کیجیے
توڑیے کفر کو اوس بت کو مسلمان کیجیے

پردہ وہ کیجیے مین آنکھ اوٹھا ہی سکون
مجھ کو یہہ لطف سے شرمندۂ احسان کیجیے

گرہ زلف نہین عقدۂ تقدیر نہین
ناخن تیغ سے مشکل مری آسان کیجیے

سچ تو یہ ہے کہ نئی بات مین ہے لطف نیا
عہد پھر توڑیے پھر وعدۂ پیمان کیجیے

ہاتھ سے چلتے ہوی گردن پہ لگاتے چلیے
سر مرا کاٹ کے سر پر مری احسان کیجیے

درد وہ درد نہین ہے کہ دوا ہو جسکی
راز وہ راز نہین یہ جسے پنہان کیجیے

خون آنکھون مین نہین کیا کہ رگ و پی مین نہین
گل ہون گلشن مین تو آرایش داماں کیجیے

شست و شوے رحمت حق کی ہی تو کیا پاک ظہیر
خوب آلودۂ می خرقہ و داماں کیجیے

ناصح تمھاری پند ہی کچھ کارگر ہوی
کم کم ملے تو چاہ ادہر بیشتر ہوی

کسکا نگہہ کہاں کہ ستم کون داد خواہ
تم ہو گیے جدہر کو خدائی ادہر ہوی

شب التفاتیون سے کہان تاب التفات
دم ہی نکل گیا ہے ادہر جب نظر ہوی

کہتی ہے خود نگاہ کہ مد نظر ہے غیر
جو پردہ دار تہی رہی اب وہ در ہوی

جز مرگ وار ہو مرض غم نہ تہی ظہیر
کچھہ یہ دوا ہی چارۂ درد جگر ہوی

مجہے کہتے تو ہو شوریدہ سر ہے
تمہین بہی اپنے عالم پر نظر ہے

مرا رنگ پریدہ نامہ بر ہے
مجہے اونکی اونہین میری خبر ہے

مری حیرت کے چرچے ہین جہانمین
خموشی ہی مری شورش اثر ہے

ستمگر کا جواب اب خدا تو دیکہو
سر قاصد بجای نامہ بر ہے

شب غم آج جو ہونی ہو ہو جاے
ہوا ہے دم کسے کل کی خبر ہے

عنان کش ہے خیال بزم دشمن
وہ جاتے ہین کہان سنتہ کدہر ہے

ظہیر خستہ جان کی نغمہ سنجی
سراپا نالۂ سوز جگر ہے

ہم قید جنون سے اگر آزاد نہوتے
پابند غم ہستی برباد نہوتے

مشکل تہی دیت رنجش بیروی ستم کی
گر جور سے خوش بانی بیداد نہوتے

جلنے سے سوا کچھہ ہمین مرنیکی خوشی تہی
گر رنج و غم زحمت جلاد نہوتے

وہ سینۂ دشمن پہ کبہی ہاتہہ نرکہتے
گر لب پہ مرے نالہ و فریاد نہوتے

اب قتل سے کیا باک ہی جی ہار چکے ہین
یہہ لطف تو جب تہا کہ عدو شاد نہوتے

دوزخ ہی بنائی تہی اگر تجہہ کو خدا یا
دنیا مین جلانے کو پریزاد نہوتے

سنتے ترے نالے تو ظہیر جگر افگار
ہم پاس ہی آکر ترے آباد نہ ہوتے

غیر کے ساتھ عیادت کے بہانے آئے — لو مرے راحت جان ہنسی ستانے آئے
تھی شب وعدہ عجب کشمکش یاس و امید — موت آئی ہے تو کچھ ہوش ٹھکانے آئے
دم ہے یا حسرت دل ہے کہ نکلتا ہی نہین — مجھ کو سو بار وہ یٰسین سنانے آئے
شکوہ سنجی سے فقط ذکر عدو تھا منظور — گرمجوشی سے مری لو کو جلانے آئے
دشمنی تجھ کو ہے جیسی مرے آنے تو نہین — دوست بن کر جو دل دوست دکھانے آئے
پھر جیتون ہی عیان موج تبسم لب پر — پھر نہ کہنا کہ مجھے لوگ بنانے آئے

ٹونک مین دھوم ہے کل سے کہ ظہیر خستہ
سرگذشت دل محزون ہمین سنانے آئے

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی — کیون دوسرے کو خلق مین رسوا کرے کوئی
ارمان ہین کہ جان حزین بھی نکل نہ جائے — کیون ایک عمر صرف تمنا کرے کوئی
بیجا ہیں شکوہ ہائے بد آموزی رقیب — کیون التفات نرگس شہلا کرے کوئی
آسان نہین ہے شرح تف سوز اشتیاق — پہلے زبان درد تو پیدا کرے کوئی
اپنا قصور ہو تو شکایت کسی سے کیا — آنکھین نہ ہون تو خاک تماشا کرے کوئی
موج صبا ہزار چمن مین کھلائے گل — ممکن نہین کہ غنچۂ دل وا کرے کوئی
منظور اس حجاب سے افشای راز ہے — چھپ چھپ کے یون کسی کو نہ رسوا کرے کوئی
آخر ملے ہین ہاتھ کسی کام کے لیے — پھاڑے اگر نہ جیب تو پھر کیا کرے کوئی
وان ایک ہی جواب ہے لاکھون سوال کا — کس منہ سے عرض حال تمنا کرے کوئی

ہم دل مین اک جہانِ تمنا بسا گئے ‏— ہان انسداد نرگسِ شہلا کرے کوئی

انسان کو امتیاز نظر ہو اگر ظہیر
اپنے کو آپ ہی نہ تماشا کرے کوئی

رنگ دل کا جس مین ہو کاشانہ ایسا چاہیے ‏— ٹوٹ کر کعبہ بنے بتخانہ ایسا چاہیے

مجھسے بڑھ کر ہون فدا اپنی ادا پر آپ وہ ‏— چاہیے انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

پوچھتے ہین آپ کیا ہے ہماری سرگذشت ‏— مدعی مونہہ سے کہے افسانہ ایسا چاہیے

ہم نہ باز آئے وفا سے وہ جفا سے تھک گئے ‏— آفرین اے ہمتِ مردانہ ایسا چاہیے

دیر تک سنتے رہے مجھسے مرا حال آپ ہی ‏— پھر کہا تو یہ کہا دیوانہ ایسا چاہیے

اے جنون کوے عدو کی خاک اوڑا دی مجھے ‏— جی سے لگے اپنا جہان ویرانہ ایسا چاہیے

وہ سناؤن داستان جو حسبِ حالِ غیر ہو ‏— دل لگا کر تم سنو افسانہ ایسا چاہیے

لطف تو جب ہے کہ قاصد اونکو آتے ہی بنے ‏— کچھہ چھپانا شوق بیتابانہ ایسا چاہیے

وسعتین دل کی سی ہرگز دشت و صحرا مین نہین ‏— اپنی وحشت کے لیے ویرانہ ایسا چاہیے

محرمِ رازِ محبت غیر سے بڑھ کر نہین ‏— آشنا سے بڑھ کے ہو بیگانہ ایسا چاہیے

جام کے بدلے دلِ دشمن کو کہتے ہین یہ ‏— جو نہ ٹوٹے آپ سے پیمانہ ایسا چاہیے

آپ کے پیمان سے ملتی ہے ہماری سرگذشت ‏— حشر تک پورا نہو افسانہ ایسا چاہیے

جان دینی چاہیے شرطِ وفاداری نہین ‏— آگ مین اپنی جلے پروانہ ایسا چاہیے

ارہو دل مین مری یان غیر کا سایہ نہین ‏— ایسے خودبین کے لیے کاشانہ ایسا چاہیے

ہے ترے گیسو سے کچھہ آشفتہ تر حالِ ظہیر
اس اسیری کے لیے دیوانہ ایسا چاہیے

شمع سوزان ہے پروانۂ غمناک رہے
ہم دنیا مین اگر دین مین رہے خاک رہے

پھونک دی خار ہوا و ہوس آتشِ شوق
آشیانہ کا نہ باقی خس و خاشاک رہے

سنگ برسے کبھی سر پر کبھی آتش برسی
ہم تو بے سایہ تہِ سایۂ افلاک رہے

فائدہ کیا کفِ افسوس کے ملنے کے سوا
پاس جب مار گزیدہ کے نہ تریاک رہے

آکے اس گلشنِ ہستی مین لیا ہی کیا اچھا
آرزومند ہی تاب تہِ تاک رہے

کیا کیا کچھ نہ کیا آئی بھی کیون کیا دیکھا
مست بیدار رہے غافل و بیباک رہے

کچھ نہ بچے سیل حوادث سے تو بجلی ٹوٹی
کیا رہے کچھ نہ رہے لاکھ کی گھر خاک رہے

دھو دیا اشکِ ندامت نی سیہ کاری کو
دامن آلودہ رہے صاف رہے پاک رہے

وان بھی کچھ ہم قیامت مین تڑپتے گذری
خاک ہوکر بھی نہ آسودہ تہِ خاک رہے

خوف کیا گرمیِ خورشید قیامت سے ظہیر
دل مین داغ غمِ آلِ شہِ لولاک رہے

جلتے بھنتے رہے گریان رہے دل چاک رہے
ہم رہے محفلِ دشمن مین تو کیا خاک رہے

بیتاب دل عاشق کے اثر سے تم بھی
درہم و برہم و پر خشم و غضبناک رہے

عیش جب تھا کہ عدو کو نہ میسر ہوتا
ہم تو کچھ وصل مین بھی رشک سے غمناک رہے

تمنے چھوڑا کوئی پہلو نہ شکایت کے لیے
بے مروت رہے ظالم رہے بیباک رہے

بے طلب ہو جو وصال اسمین مزا ہی کیا ہے
کچھ بگڑتے رہو کچھ غیر ہوسناک رہے

دلکو تھامے ہوئے وہ بھی تو پھرین ساتھ مرے
گردش ایسی ہی تو ای گردشِ افلاک رہے

چین پاتی نہین اورونکے جلانے والے
تم بھی ہر دم صفتِ شعلۂ غضبناک رہے

کیا کرون تاج سلیمان کو مری سر پہ ظہیر
سایۂ دامنِ شاہنشہِ لولاک رہے

تغافل سے بشارت ہے محبت آزمائی کی
کہ ہم سے چھپتی نہین بیگانگی مین آشنائی کی

سقر غیر نے تلوون سے اونکی جبہہ سائی کی
کہ رنگت پہیکی پہیکی ہے کف پا کی حنائی کی

بگڑتے کیا ہو مجہسے قہر کی چتون بہی دلکش ہے
ستم مین بہی تمہاری شان ہین خوش ادائی کی

اگر مشغول ہو تو لطف ہے قاتل ہی عاشق کا
ستم سے ہین کہین ٹہکرا دامن دلربائی کی

نئی طرز ستم ہے وصل مین ناشاد رکہتے ہو
شکایت تجہسے ہوتی ہے عدو کی بیوفائی کی

تلافی اب تو لطفِ وصل سے بہی ہو نہین سکتی
ستی ہے اسقدر زحمت غمِ درد جدائی کی

عدو سے اب ہو سکا رتی کہ شکوہ ہم بہی کہہ سکین
یہی مہر وفا ہے گر تلافی بے وفائی کی

یہی تہا ذوق ناکامی تو اس سے غیر سے ملتے
کہ شہرت آپ سے بڑہ کر ہے اوسکی بیوفائی کی

برا ہو اس طبیعت کا کہ لطفِ وصل بہی کہویا
شکایت چہیڑ کر اون سے تمہاری جدائی کی

بہلے کو محتسب بہی میکدے سے نا امید نکلا
خدا نے شرم رکہہ لی آج اپنی پارسائی کی

ذرا آنکہیں ملاؤ تو ظہیر بادہ کش ہم سے
بہت کچہہ دون کی لیتے تہے حضرت پارسائی کی

دیکہیے نکلا ہے کیا وہ مہرِ انور یا چاندنی
کچہہ سپیدی کی طرح پہرتی ہے گہر گہر چاندنی

سایہ گستر بام پر ہوتی ہے شب بہر چاندنی
غیر پر شیدا ہے یا عاشق ہے تمپر چاندنی

ہے شبِ وصلِ عدو جامے سے باہر چاندنی
آج گہر گہر چاندنی ہے آج در در چاندنی

ہو شبِ یلدای غم مین کیا فروغ مہر و ماہ
ہے مرے غمخانے مین ظلمت سے بدتر چاندنی

کچہہ تکلف سے تکلف ہین وصالِ غیر کے
خود بچہی جاتی ہے کچہہ بن بن کی بستر چاندنی

کیا کہون کس طرح کٹتی ہے شبِ مہتاب غیر
ذبح کرتی ہے مجہے بن بن کی خنجر چاندنی

کسقدر مانوس ہے تمسے جدہر جاتی ہو تم
بہاگ جاتی ہے ادہر دامن چہڑا کر چاندنی

سایۂ دیوار ہے یا گوشۂ دیوار یار
کیا شب ہجران میں خاک اوڑتی ہے دیوار پر
برق ستمگر کیون نہین گرتی ہے مجھپر چاندنی
تیرہ روزی سی مری ہے تیرہ اختر چاندنی

ان ظہیر اس بحر مین لکھو کوئی ایسی غزل
دیکھکر جسکو رہے حیران وششدر چاندنی

ہے لگا جو سے مشتاق بڑھکر چاندنی
تاکتی رہتی ہے شب بھر روزن در چاندنی
ساتھ گیا وصل دشمن سے مقرر چاندنی
کیا مری ضد سے نکلتی ہے چٹک کر چاندنی
آج تو بجلی سی گرتی ہے چمک کر چاندنی
ہے مگر پرتو بیاض روئی انور چاندنی
حسن کو تمکین کے بیے آزادگی ہے ضرور
آسمان پر چاند ہے اور ہے زمین پر چاندنی
سب کو زینت تم سے ہے اور تم نہین تو کچھ نہین
ہے مرے گھر مین تو ہے کیا خاک پتھر چاندنی
وہ فروغ روی انور وہ بہار ماہتاب
کھل رہی ہے اور بھی اک چاندنی پر چاندنی
تم مرے پہلو مین ہو یا سلسلۂ تجلی زار ہے
آگئی گھر مین مرے گویا سمٹکر چاندنی
چاندنی اور وصل دشمن ہی قیامت ہو گیا
کاش آجاتی مرے دل مین سمٹکر چاندنی
یہ جوانی کی امنگین اور یہ جوش شباب
دیکھیے کیا کیا دکھاتی ہے ستمگر چاندنی
گھر مین عاشق کے شب مہتاب ہے اندھیر
وہ مکدر ہین تو ہے کیا کچھ مکدر چاندنی
ساتھ ساتھ اپنے لگا لائی ہے کوئی غیرت ماہ
دیکھیے کیا گل کھلاتے چاندنی پر چاندنی

یہ زمین اور یہ چمکتے شعر اس میں ای ظہیر
کھل گئی بزم سخن مین اک سراسر چاندنی

دل سلگتا ہے تب غم سے جگر جلتا ہے
ہم کھڑے دیکھتے ہین سامنے گھر جلتا ہے
شمع جلتی ہے نہ پروانہ سحر جلتا ہے
جلنے والونکا چراغ آٹھ پہر جلتا ہے

رشک آتا ہے وہ دل تفتہ ہمیں کیوں ہو
کوئی سینہ نہ اگر پیش نظر جلتا ہے

تم تو جھنجھلا کے یہ کہتے ہو تجھے آگ لگے
میں یہ خوش ہوں کہ دل غیر اودہر جلتا ہے

کچھہ تو ہے ناصح مشفق جو نہیں ہیں پسوز
دوسروں کی آگ میں کب کوئی بشر جلتا ہے

شمع محفل کو ذرا سامنے آنے دیجے
ہم بھی دکھا دینگے کہ پروانہ کدہر جلتا ہے

شمع اوس انجمن ناز میں کیا پائے فروغ
کہ جہاں عاشق تفسیدہ جگر جلتا ہے

بیجل شعلہ ادائی دم رخصت کیا تھی
دل ہمارا ابھی تو ہنگام سحر جلتا ہے

کوئی دلسوز نہیں ہے شب ہجران میں ظہیر
ہان مرے ساتھہ چراغ ایک مگر جلتا ہے

تسلی یاب سوزش سے دل مجروح ہوتا ہے
مگر حسن و محبت میں عجب دستور ہوتا ہے

تصور سے تمہارے رنگ کلفت دور ہوتا ہے
سویدائے دل حیرت زدہ کافور ہوتا ہے

یہ جتنا پردہ پندار دل سے دور ہوتا ہے
حجاب آنکھوں سے اوٹھتے ہیں نظر میں نور ہوتا ہے

سزائے دار ملتی ہے غضب ہے کلمہ حق پر
اور اوسپر اتفاق خاطر منصور ہوتا ہے

جسے سب ہوشیار و بیخود و بیہوش گنتے ہیں
وہی مقبول ہوتا ہے وہی منظور ہوتا ہے

مزے لیتے ہیں کچھہ عاشق ہی آزار محبت کے
کہ جتنے رنج و غم سہتے ہیں دل مسرور ہوتا ہے

وفور شوق ہوتا ہے وہ جتنے دور کھنچتے ہیں
نگاہوں کو نظر ہوتی ہے دلکو نور ہوتا ہے

کرشمے بھی نرالے ہیں نگاہ مست ساقی کے
کہ جس سے لگ گئیں آنکھیں وہی مسرور ہوتا ہے

وہی اک عکس طلعت ہے اسے جس طور سے دیکھو
جدا کب آئینہ میں ناظر و منظور ہوتا ہے

اگر نور صفا ہو تو ابھی آئینہ دل میں
تماشائے جمال ناظر و منظور ہوتا ہے

دوئی کسکی خودی کیا ہے خیال اوسکا
دل عاشق فروغ نور سے معمور ہوتا ہے

کہین کچھہ بے نیازی ہے کہین کچھہ عشق کی زاری
کوئی مردود ہوتا ہے کوئی منظور ہوتا ہے

تمہاری یک نگاہِ مہر کافی ہے جو تم چاہو
مرا ظلمتکدہ رشکِ فروغِ طور ہوتا ہے

وہ ہر شیشہ نما مین رنگ و بو اپنا دکہاتا ہین
جمالِ شاہدِ معنی کہین مستور ہوتا ہے

کہین دیکھا ہے اس کا کہین دیکھین
اگر یون آشکارا ہے تو یون مستور ہوتا ہے

قلق اس دوربین مین جلوۂ جانان نظر آئے
مگر زخمِ دلِ عاشق عجب ناسور ہوتا ہے

وہان زندہ کتنا کوئی مجبور ہوتا ہے
خودی کا خور ہوتی ہر دوئی سی دور ہوتا ہے

نہ ہمراہِ اہلِ ہوس ہمرتبہ منصور ہوتا ہے
ادھر سی کو آزمانے ہین جسے منظور ہوتا ہے

ترا دیوانہ بیخود بیجا مغرور ہوتا ہے
اودہر سے پاس ہوتا ہے ادہر سے دور ہوتا ہے

صلہ مین زہد کے خواہانِ وصلِ حور ہوتا ہے
یہ زاہد ہی مگر اک جنتی مزدور ہوتا ہے

دکہا دیجے کوئی پرتو جمالِ عالم آرا کا
بتا دیجے کہ دل یون نور سے معمور ہوتا ہے

تبسم راز ہوتا ہے دہن سے غنچہ غنچہ کے
ہویدا ذرہ ذرہ سے فروغِ طور ہوتا ہے

تجھے مشکل نہین آسان جو تم چاہو تو کیا مشکل
سویدا ہی شبِ ہجران ابہی کافور ہوتا ہے

مین اپنی روسیاہی سے خجل ہون اور کیا کہہ دون
وہ اپنی شانِ رحمت پر بجا مغرور ہوتا ہے

وہ بیجا بھی بجا ہوتا ہے جو منظور ہو ان کو
وہ اچھا ہی لکھا جاتا ہے جو مسطور ہوتا ہے

او نہین کیونکر نہوگا پاس جو مجبور ہو ان کا
وہ کتنا پاس ہوتا ہے کہ ان سے دور ہوتا ہے

وہ کیا کچھہ آشکارا ہی نمایشہا بہت سے
اور ان پیدائیون پر کس قدر مستور ہوتا ہے

وہ کتنا مہربان ہوتی ہین جسکو درد دیتی ہین
وہ کیسا شادمان ہوتا ہے جو رنجور ہوتا ہے

شہیدِ خنجرِ تسلیم کیون قربان نہو جائین
شہادت نامۂ عاشق ترا منشور ہوتا ہے

جلوہ گر کون ہے پردہ مین تماشا کیا ہے
آئینہ حیرت نے کیا عکس دل آرا کیا ہے

یان نہی اس کو لگی ہے نہین کیا دل شیدا
آتش کی آنچ نہین ہے دست ہم قرا کیا ہے

ہم تو کہتے ہی نہ تھے عشق نہان اپنا
سنتے ہو چپکا تو یہ ہوتا کہ تمنا کیا ہے

دل لگے او بجھاؤ سے کچھ اور نہ ہی کچھ ہوئے
سہتے مرا حسن ثابت ہی سودا کیا ہے

ذرہ ذرہ سے انا الشمس کی پیدا ہی صدا
قطرہ سب قطرہ ہے پھر ہستی دریا کیا ہے

ہی نظر اور کہین جوش جنون ہی کچھ اور
دشت و صحرا ہی آنکھون مین سماتا کیا ہے

مدعا یہ ہے کہ مر جاؤن خوشی کے مارے
پوچھتے ہین کہ ترے لین تمنا کیا ہے

تم جہان ہو وہین پڑتی ہین نگاہین اپنی
مین بہت دور ہون تم نے مجھے سمجھا کیا ہے

بات پر دیکھی ہے کیونکر نہ چھپاؤن تم سے
دل ہی لایا ہین تم سمجھو کہ تمنا کیا ہے

آج رکھنا نہ ستم کی کوئی حسرت باقی
زندگانی کا شب ہجر بھروسا کیا ہے

آج تک ناصیہ فرسا ہی در غیر رہا
اور تقدیر مین کیا جانیے لکھا کیا ہے

مجھہ کو ضد ہے دل ناشاد سے اپنے ورنہ
اے ظہیر الفت اصنام مین رکھا کیا ہے

جو دل پہ گذرتی ہے سنائی نہین جاتی
کچھ ایسی پڑی ہے کہ اٹھائی نہین جاتی

تم خود نہ چھپو بات چھپاتے ہو چھپاؤ
یہہ کیا ہے کہ صورت بھی دکھائی نہین جاتی

عاشق ہون طبیعت مین ہے معشوق مزاجی
یہ رنجش بیجا تو اٹھائی نہین جاتی

عقدے مری تقدیر کی کھولے نہین کھلتے
جاتی نہین قسمت کی برائی نہین جاتی

یان دعوی تقریر مین احباب کو کیا کیا
وان بات زبان تک بھی تو لائی نہین جاتی

کیا جانیے کیا پھونک گئی کان مین ان غیر
کچھ ایسی لگائی کہ بجھائی نہین جاتی

ہے آپ سے بوسہ کا طلبگار ظہیر آج
کمبخت ہے کہ موتہ لگانا نہیں چاہتی

کس قدر شوق شہادت یار کو ہے دیکھ کر
حسرت شوق گلو بھی جوہر شمشیر ہے

بستہ در آزاد ہوں وابستہ میں پابند ہوں
الفت تہمیر نور ہی پاؤں کی زنجیر ہے

روسیاہی سے میں اپنی رستگار روز حشر
حشر میں کالی خلائق کو مری تقصیر ہے

حشر تک چھوٹا نہ ہمسے بت پرستی کا مزہ
نامۂ اعمال کی جا یار کی تصویر ہے

کشتۂ دل سے بناتے ہیں جہاں میں کیمیا
ای ہوس خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

خوبرو ممتاز ہوتے ہیں جہاں میں ظلم سے
پرورش شمشیر ہی سے جوہر شمشیر ہے

رہ گیا فکر دہن میں دست نقاش ازل
مہر خاموشی دہن پر لب ہم تقریر ہے

دیکھنا تمکو دم کشتن تو ہے میرا گناہ
دیر کرنی قتل میں کسکی کہو تقصیر ہے

میں ظہیر عصر ہوں ظاہر میں گو خاموش ہوں
ہر سخن اعجاز ہے جادو مری تقریر ہے

اس دوئی پر بھی اونہیں دعوی یکتائی ہے
ہر گھڑی آئینہ ہے اور خود آرائی ہے

آنکھ جمتی ہی نہیں وقت تماشا ہرگز
کتنا بیتاب ترا جلوۂ رعنائی ہے

زندگی موت ہے اور موت حیات جاوید
آپ کی تیغ میں اعجاز مسیحائی ہے

ہم سے کھنچے وہ ہوے گردش خدا کی قدرت
بات بگڑی ہوی تقدیر سے بن آئی ہے

آنکھ سے محفل احباب گذر جاتی ہے
جب یہ سنتے ہیں کہیں انجمن آرائی ہے

زندگی ہے تو شب غم بھی گذر جائیگی
ناتوانی ہے تو امید توانائی ہے

آگیا دل کی ترنگوں میں ظہیر ناداں
وہ تو دیوانہ ہے تو بھی کوئی سودائی ہے

ہمین خوش نہ آئین ادائین تمہاری — رقیبون نے لی ہین بلائین تمہاری
نہ بہولینگی ہرگز ادائین تمہاری — کہئین پیاری پیاری جفائین تمہاری
بہت آکے باتین بناتا ہے ناصح — اسی کیونکہ صورت دکہائین تمہاری
قیامت مین جو جو ہین رویت کے منکر — وہ صورت یہان دیکہہ جائین تمہاری
تسلی ذرا کیون نہو بیقراری — سمائی ہین دل مین ادائین تمہاری
ہماری طرح تم بہی لیلو بلائین — جو تصویر تمکو دکہائین تمہاری
یہ شوخی یہ غمزے یہ ناز و تبختر — نہ چہوڑین گی جیتا ادائین تمہاری
ہوسکار الفت کے غم بہر رہی ہین — جتانی پڑین اب جفائین تمہاری
بسر ہو گئی زندگی مرتے جیتے — ہمین راس آئین جفائین تمہاری
حیا ہو چکی شوخیان حد سے گذرین — ستم ڈہائین گی اب ادائین تمہاری
خدا کے لیے باز آؤ ستم سے — کہ ناصح نہ سُن لے جفائین تمہاری

ظہیر اوٹہہ گیے قدردان سب جہان سے
غزل اب کسے ہم سنائین تمہاری

جان بلب ہون حسرتِ دیدار سے — زندگی سے ہے موت کے آزار سے
شکر ہے کچہہ ہوئے وہ بیحجاب — باہر آئے پردۂ پندار سے
ہم تو جب جانین نصیحتگر تجہے — دل چہڑا دے طرۂ طرار سے
یون نہین کٹتی شبِ غم یون سہی — کاٹیے اپنا گلا تلوار سے
ہائے اونکے بوسۂ لب غیر لین — زہر ٹپکے لعل شکر بار سے
دامن گلچین مین پردی کان کے — پہول جہڑتے ہین تری گفتار سے

مر گیا شاید ظہیر خستہ جان
ہمنشین بیٹھے ہین ماتمدار سے

کیا کہیے فصل گل مین دل بیقرار کی
خنجر ہے موج موج نسیم بہار کی

چھوٹے مصیبتون سے شب انتظار کی
یارب دراز عمر ہو روز شمار کی

باز آیے زندگی سے کہان تک اوٹھائیے
نازک مزاجیان فلک بدشعار کی

بیچین گردش ساعت رہی مدام
یہ خاک تھی کسی کے دل بیقرار کی

آیا جو کوی یار مین ٹھوکر لگا گیا
مٹی خراب ہے مری خاک مزار کی

تم اور بھی حجاب مین کچھہ برق بن گیے
گرتی ہین بجلیان نگہہ شرمسار کی

بیجا ہین سب گلے نگہہ ناز کے ظہیر
نیرنگیان ہین گردش لیل و نہار کی

بتون سے بچکے چلنے پر بھی آفت آہی جاتی ہے
یہ کافر وہ قیامت ہین طبیعت آہی جاتی ہے

یہ سب کہنے کی باتین ہین ہم اونکو چھوڑ بیٹھے ہین
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے

وہ اپنی شوخیون سے کوئی اب تک باز آتی ہین
ہمیشہ کچھہ نہ کچھہ دل مین شرارت آہی جاتی ہے

نہ اوچھو طعنہ دشمن پہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
جہان اخلاص ہوتا ہی شکایت آہی جاتی ہے

بظاہر گو صفائی ہے دلونکا ہی خدا حافظ
جہان دل مین ملال آیا کدورت آہی جاتی ہے

لیا جب نام الفت کا بدل جاتی ہے سیرت بھی
نگاہ شرمگین مین شرارت آہی جاتی ہے

زبان معذرت سے وہ جواب شکوہ دیتے ہین
شکایت بھول جاتا ہون ندامت آہی جاتی ہے

کبھی چتون سے آن بن ہے کبھی سودا ہے گیسو کا
نصیبونکی یہ شامت ہے کہ شامت آہی جاتی ہے

ہمیشہ عہد ہوتے ہین نہین ملنے کے اب اونسے
وہ جب آکر لپٹتے ہین محبت آہی جاتی ہے

کہیں آرام سے دو دن فلک رہنے نہیں دیتا
ہمیشہ ایک نہ اک سر پہ مصیبت آہی جاتی ہے

بہت کچھ سایۂ قامت سے ہم بچ بچ کے چلتے ہیں
مگر بالائے سر پر قیامت آہی جاتی ہے

محبت دل میں دشمن کے بھی اپنا رنگ لاتی ہے
وہ کتنے ہی بے مروت ہوں مروت آہی جاتی ہے

الٰہی کور ہوں آنکھیں نگہ پر بجلیاں ٹوٹیں
نظر میں اک نہ اک بے چین صورت آہی جاتی ہے

ادائے چشم شرمگیں بھی اک شیوہ ہے تمکیں کا
مزاج حسن میں آخر کو نخوت آہی جاتی ہے

حساب دوستان در دل تقاضا ہے محبت کا
مثل مشہور ہے الفت سے الفت آہی جاتی ہے

کسی کی چار دن بنتی نہیں آئینہ رویوں سے
یہ کتنے صاف باطن ہوں کدورت آہی جاتی ہے

کبھی دل سے دم آنکھوں میں اور یہ جوش شکوہ ہے
کہ اتنی ناتوانی پر بھی طاقت آہی جاتی ہے

ظہیر خستہ جاں شب سو رہا کچھ کہا کے سنتے ہیں
تعجب کیا ہے انسان کو حمیت آہی جاتی ہے

اجل کو اجل آئی یاں آتے آتے
ہمیں مر گئے لب پہ جاں آتے آتے

ہوئے مجھ سے کیوں بدگماں آتے آتے
چلے تم کہاں سے کہاں آتے آتے

شب وصل مرنا ہی اچھا ہوا کچھ
گلے رہ گئے تا زباں آتے آتے

ہجوم قلق دل میں اتنا تو دم ہے
کہ رہ گئی لب تک فغاں آتے آتے

نگہ پھر گئی کچھ ستم کر گئے
حیا آ گئی شوخیاں آتے آتے

نہیں جا ہی دل میں ہجوم قلق سے
بہت پھر گئے میہماں آتے آتے

تمہارے تبسم نے اتنا رلایا
کہ دم رک گیا ہچکیاں آتے آتے

یہی خیر گذری کہ رک رک گئی ہے
زباں کہتے کہتے فغاں آتے آتے

ہمیں در گذر کر گئے کہتے کہتے
سخن رہ گئے درمیاں آتے آتے

یہاں ہم سے کہا انجمن تفرقہ نہیں ہے
تم آؤ تو گرا دو [illegible] زبان آتے آتے

آج دعوی ہے جنکو سخن کا
نہیں آئیگی یہہ زبان آتے آتے

الٰہی خیر کیجو [illegible] مرے دل کی
جگر پر تیر لگتے ہیں [illegible] دل کی

لگا دو ہاتھ پھر تیغ نگاہ ان دیکھتے کیا ہو
اگر دیکھو تو پوری سیر [illegible] بسمل کی

مگر دست جنون [illegible] ناقہ لیلی
کہ پھرتی دیدہ مجنون [illegible] محمل کی

پڑی لینے کے دینے اور اونٹی خونبہا کیسا
دیت دیتی پڑی [illegible] قاتل کی

حذر کیا صحبت ناجنس سے صاف نہادوں کو
نہیں چھپتی رخ دریا پہ [illegible] گرد ساحل کی

یہاں پہلے ہی خوف معصیت [illegible]
[illegible] کی

[illegible] بیابان تربیت سے خضر کی آسان
[illegible] کامل کی

شکست آبلہ پا [illegible] راہ الفت میں
خبر دیتی ہے آواز درا رہرو کو منزل کی

پیام موت ہے اظہار حال زار مردوں کو
حصول آرزو آبرو ریزی ہے سائل کی

مری مشکل سے اکثر مشکلیں آسان ہوتی ہیں
قسم کھاتے ہیں دشمن [illegible] مشکل مری مشکل کی

بہت آشفتہ باتیں ہیں ظہیر خستہ جاں تمکو
کھلے جاتے ہو کیوں اتنا خدارا کچھ کہو دل کی

شکن شکن ترے گیسو کی جان زار میں ہے
یہ پیچ و تاب وہی دل کے اضطرار میں ہے

لبوں پہ جان ہے [illegible] چشم انتظار میں ہے
نفس نفس شب غم کا مرے شمار میں ہے

کسی نے جنبش [illegible] کی شکوہ سنجی کیا
مرے نصیب کی گردش مری غبار میں ہے

یہ اضطراب تو خالی نہیں تکلف سے
ترا کرشمہ کوئی جان بیقرار میں ہے

جنون نے کیا مری رگ رگ میں بھر دیا سیماب
کوئی طپش سی طپش جان بیقرار میں ہے

بنی ہے سب مرے دل کی شکستگی کے لیے
شکن شکن جو تری زلف تابدار میں ہے

بیان میں ہیں جو پریشانیاں معاف ظہیر
سخن کی فکر کسے دل تو انتشار میں ہے

خشم آلودہ نظر دیکھہ کے جان سوکھہ گئی
شکوے لب تک بھی نہ آئے کہ زبان سوکھہ گئی

پندِ بیہودہ میں ہوتا ہی کہیں رنگ قبول
بکتے بکتے مرے ناصح کی زبان سوکھہ گئی

اُف رے سوزِ غمِ تفسیدہ جگر کی تاثیر
کہ سیاہی کی زبان وقت بیان سوکھہ گئی

موجِ گل موجِ طرب موجِ صبا موجِ شراب
یک قلم موجِ خوش بحرِ جہان سوکھہ گئی

کیا غزل حضرت نواب نے لکھی ہے ظہیر
کہ حریفانِ سخندان کی زبان سوکھہ گئی

شکایت کیا وفا کی یا جفا کی
اگر کچھہ بھی نہ کی تمنے تو کیا کی

مزے لیتا رہا آئینہ رخ کے
مری حیرت مری مونہہ کو تکا کی

وہ میرے بعد کشتن ہین پشیمان
طبیعت مین تو ہے عادت جفا کی

وفا پر التجا تمسے جفا کی
بتو یہہ بے نیازی ہے خدا کی

رہین وہ شرم سے نیچی نگاہین
شرارت چٹکیان دل مین لیا کی

ہوی رنجش فزون جتنا بڑھا ربط
محبت کم ہوی جتنی بڑھا کی

خدا شرما یے اتنی بے حجابی
عدو کی شرم سے مجھسے حیا کی

لہو آنکھون سے ہی برسون رولایا
غضب ہین شوخیان رنگ حنا کی

ظہیر ایسے پڑھو دو چار اشعار
صدا ہو ہر طرف سے مرحبا کی

ہوا ہی وصل سے رنجش بڑہا کی
عدو کی تو سہی قدرت خدا کی

اثر او لٹے ہوے حلقبی دعا کی
ستمگر داد ملتی ہے جفا کی

خدا کی بے نیازی کے تصدق
کہ ہمنے ان بتونکی التجا کی

رہے ہے تمکین سے وہ بیگانہ تمثال
نگاہ ناز کہہ دلمین کیا کی

کہلین گے رفتہ رفتہ دل کے عقدے
وہ کہولین تو گرہ بند قبا کی

خموشی سے مرے دم پر بنا دی
گذر کر شوخیون سے کچہہ حیا کی

ستم کی حسرتین نکلین شب وصل
غضب چہریان چلین ناز و ادا کی

مرے اثبات دعوی پر ہے شاہد
بلائین لون عدو کے نقش پا کی

شب وصل عدو لیتے ہین بدلے
سحر تک زندگی نے گرو فا کی

شب غم کے ستم کی داد معلوم
کہ حسرت ہوتے مجہے روز جزا کی

سنی کچہہ داستان درد آلود
ظہیر خستہ و آتش نوا کی

کیون کسی سے وفا کرے کوئی
خود برے ہون تو کیا کرے کوئی

جان دینے پہ جان دیتا ہون
ایسے جینے کو کیا کرے کوئی

نامہ بر کی زبان سے ڈرتا ہون
کچہہ نہ پوچہے خدا کرے کوئی

دیکہتا ہون بہانکو اپنا سا
ایک ہو تو وفا کرے کوئی

لطف جب آئے شکوہ سنجی کا
ہم کہین اور سنا کرے کوئی

دل پہ گر اختیار اپنا ہو
خاک مین کیون ملا کرے کوئی

مجہسی وحشی کی چارہ فرمائی
آپ اپنی دوا کرے کوئی

حاصل مدعاے دل معلوم
کیون کہین التجا کرے کوئی

تس پہ بڑھکر رقیب بدظن ہے
دل مین کس کس کے جا کرے کوئی

صبر ہے مایۂ گرانجانی
مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

موت کا نام بیوفائی ہے
ہاے کب تک وفا کرے کوئی

مل گیا ہون تری کدورت مین
کیا ترے دل مین جا کرے کوئی

یان دم تیغ پر ہے راہ ظہیر
لب شکوہ نہ وا کرے کوئی

آج ہم قصۂ جانسوز سنا کرا دیتے
شمع سان بزم مین اونکی لگی لگا کرا دیتے

اونکو حال دل پرسوز سنا کرا دیتے
اور دو چار کے گھر آگ لگا کرا دیتے

خاک مین پیکر ہستی کو ملا کرا دیتے
خوب کوچے کی تری خاک اڑا کرا دیتے

تمنے پہلو مین مرے بیٹھکے آفت ڈہائی
اور اوٹھی بھی تو اک حشر اوٹھا کرا دیتے

اس جفا جو سے کیے شعلہ مزاجی کے گلے
اور دلسوز مری مجہہ کو جلا کرا دیتے

قلق مرگ عدو اون سے سوا مجھکو ہے
شمع سان بزم مین وہ اشک بہا کرا دیتے

وعدۂ وصل سے ہی نعش پہ آنیکی امید
مژدۂ قتل مرا مجہہ کو سنا کرا دیتے

منہہ چھپا نہین تو ہے شرم حیا کا پردہ
ہان مگر دل بھی نگہہ سے نہ چھپا کرا دیتے

تو وہ دل سخت نہین سنگ کو جس سے نسبت
ہم وہ ہستے کہ ترے دلکو ہلا کرا دیتے

گر نہ ہو مونس جان وہ تصور تیرا
درد کیا کیا نہ مرے دلکو ستا کرا دیتے

آج آتے تھے گھڑی بھر کو ظہیر [illegible]
آپ ہی شیشے ہمین ساتھ ولا کرا دیتے

آج قدر جانفشانی دیکھ لی
بندہ پرور قدردانی دیکھ لی

سب او نہین کیسی ہین کہتی اہل حشر
کیا ادای دلستانی دیکھ لی

سحر جو سر چڑھ کی بولے ہی وہ سحر
غیر کی جادو بیانی دیکھ لی

جا کے پہر آتی نہین تیری بہار
فصل تیری اے جوانی دیکھ لی

سن لیے دشمن کی مونہہ سی وصف جور
سب تمہاری بدگمانی دیکھ لی

ہین زبان پر تلخکامی کے مزے
لذت دنیاے فانی دیکھ لی

ملتی جلتی ہے تری رفتار سے
تیغ و خنجر کی روانی دیکھ لی

سچ تو یون ہے تم ہو اک مٹھی چھری
دیکھ لی شیرین بیانی دیکھ لی

خوش ہوے تو مل گئین دو گالیان
انتہاے مہربانی دیکھ لی

داغ جو دل پر دیے موجود ہین
آپ نے اپنی نشانی دیکھ لی

آنکھ سے کیا کچھ نہ دیکھا اے ظہیر
شیب دیکھا نوجوانی دیکھ لی

گلشن مین اسیری کے مزے یاد کرینگے
آزاد قفس شکوۂ صیاد کرینگے

کوچہ مین ترے بیٹھ کے فریاد کرینگے
بدنام تجھے بھی ستم ایجاد کرینگے

بھولے ہوے بیٹھے ہین ابھی اپنی جفائین
جب یاد کرینگے تو ہمین یاد کرینگے

تم نے تو دل غیر مین گھر اپنا بنایا
ہم بھی کسی ویرانے کو آباد کرینگے

خوش ہونگے تو ملجائینگی ہان گالیان دو چار
کیا اسکے سوا اور وہ ارشاد کرینگے

کرتے تو گلہ رنج کے مٹتے ہی نہ کرتے
اللہ سے کیا شکوۂ بیداد کرینگے

مٹی مجھے دینے کو وہ آئے ہین پس مرگ
اب اور بھی مٹی مری برباد کرینگے

اور روز جزا بھی نہ ملی داد ہماری
ای داور محشر تجھے کیا یاد کرینگے

گلشن کا مرقع ہے ظہیر اپنی غزل یان
تحسین تری مانی و بہزاد کرینگے

بھولے ہوئے افسانۂ دل یاد کرینگے
اوجڑی ہوئی بستی کو پھر آباد کرینگے

جب وہ ستم نو کوئی ایجاد کرینگے
ہم یاد رہے پہلے تجھے یاد کرینگے

بھولے سے بھی کرتے نہ دعا مرگ عدو کی
گر جانتے وہ نالۂ فریاد کرینگے

لکہا ہے رقیبون نے اونہین خط غلامی
کس بندۂ بے دام کو آزاد کرینگے

اس مرگ خوش انجام کی ہم کو نہ خبر تہی
وہ نعش پہ یون نالہ و فریاد کرینگے

جب لطف ستم تہا کہ رقیبون پہ نہ ہوتا
کیا خاک جفا کرکے مجھے شاد کرینگے

دہمکی ہے ڈراوا ہے بناوٹ کی ہین باتین
ہم اور خدا سے تری فریاد کرینگے

دل چھیننے کے ڈہنگ ہین الطاف کے وعدے
یہ کیون نہین کہتے ہو کہ بیداد کرینگے

ہنگامہ سہی حشر مین کوئی تو سنے گا
ایک ایک سے کافر تری فریاد کرینگے

کہتی ہین تری نرگس میگون کے اشارے
تاراج کرینگے تجھے برباد کرینگے

کچہہ قدر ظہیر اپنی نہ کی اہل جہان نے
جا کر عدم آباد مین کیا یاد کرینگے

الفت ہے مری خواہش دیدار کسی کی
شہرت ہے مری گرمی بازار کسی کی

سرسبز ہو کیا بزم مین گفتار کسی کی
بیٹھی ہین پڑہاے ہوے اغیار کسی کی

توبہ کے دہوئین اوڑتے ہین تقوی کے پرخچے
کس تاک مین ہے نرگس میخوار کسی کی

کیا گرم ہے کیا تیز ہے بازار قضا کا
کیا قہر ہے کیا شوخ ہے رفتار کسیکی

لڑتے ہین وہ مستی مین یہ کافر نہین لڑتے — کیا نرگس بدمست ہے ہشیار کسی کی
کھلتے ہین کہین محو تماشائے حقیقت — کہتے ہین کہین محرم اسرار کسی کی
ممکن ہی نہین گر کے سنبھل جائین ہوشیار — لڑتی ہی نہین چشم فسونکار کسی کی
سہتے رہین ظلم آہ بھی کر جائیگی تاثیر — سو بار کسی کی ہے تو یکبار کسیکی
مستان مے عشق کسی کی نہین سنتے — سنتے ہین تو کہتے نہین زنہار کسی کی

دیکھو تو ظہیر جگر افگار نہو وہ
ہے دیر سے تصویر یاد غم یار کسیکی

واعظ جواز مے مین تجھے کیا کلام ہے — آب عنب ہے جام مین شیشہ کا جام ہے
دل مین یہی جو نالہ گردون خرام ہے — اک روز ترک چرخ کی ترکی تمام ہے
پامال ہو گیا کوئی تمکو خبر بھی ہے — یہ کوئی چال ڈھال ہے کوئی خرام ہے
کہتا ہے موئنہ اوٹھا کے جو آئی زبان پہ — کمبخت پند گو بھی بڑا بدلگام ہے
واعظ ہے کس کتاب مین دل توڑنا روا — حضرت یہی ہے زہد تو اپنا سلام ہے
تھا دور ہی سے بوسہ پیغام آجتک — ہان اب پیام وصل اجل کا پیام ہے
قاضی بھی لوٹ جائے جو ملجائی ملفت کی — زاہد کسی تمیز حلال و حرام ہے
کہتے ہین سنکے غیر کی بی التفاتیان — ابتو وفا مین اوسکی ہمین بھی کلام ہے

کہتے ہین کہکے جان سے پیچھے بلا لگائین
ہم کیون کہین ظہیر ہمارا غلام ہے

جو کچھ کہ حال ہے یہی کچھ عرض حال ہے — تم جانتے نہین میری صورت سوال ہے
یونہین نبہے عدو سے ہمیشہ محال ہے — جسکو کمال ہے اوسے اک دن زوال ہے

آزردگی کا اونکے نہایت خیال ہے
اپنے گلون سے آپ مجہی انفعال ہے

بشرہ سے سب عیان ہی نہان جو ملال ہے
اسد کیا لطافت حسن و جمال ہے

دل بیچتے ہین لیجیے قیمت وصال ہے
سوداگران ہے مول کا بننا محال ہے

وعدے ہین جانفزا غم ہجران ہی جان گسل
مرنا محال ہے مجہے جینا محال ہے

ناصح نے پی نہ مے نہ دیا ہے کسی کو دل
بیچارہ سادہ لوح فرشتہ خصال ہے

بیصرفہ ترنج نشین ہین بلا دبیہ غیظ و خشم
کیا جانین آج کل او نہین کسکا خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ پاس وفا بہی اوٹھا دیا
سجدے سے کسکے نقش قدم پائمال ہے

تم التجاے وصل پہ دیتے ہو گالیان
اچہی تمہاری سمجہ جواب و سوال ہے

مانگی دعای مرگ ہے تم کیون خفا ہوے
بس کہہ تو دو تمہین کیا احتمال ہے

مجبور آپ شرم سے ہم دل کے ہاتھہ سے
الفت مین آپ کا بہی ہمارا سا حال ہے

واعظ پیون شراب کہ گذرا مہ صیام
مردار تین روز مین ہوتا حلال ہے

ہوگی کسی کو ہجر مین جینے کی آرزو
ہمکو تو زندگانی ہجران وبال ہے

صدقہ نگاہ کا ہے تمہین ہمکو دل عزیز
آتا ہے اپنے اپنے کا سبکو خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ جان کو یہ روگ کیون لگا لیا
ہم کیون ملین کسی سے کہان کا وبال ہے

ہوتا ہے سبکو چاہنے والون سے احتراز
تم مہربان ہو غیر پہ ہان یہ کمال ہے

بے اعتباریون سے نہین اعتبار وصل
ابتک یہ جانتا ہون کہ خواب و خیال ہے

دل مایۂ بساط ہے اور تم ہو راہزن
کیون مفت دین تمہین کوئی چوری کا مال ہے

وہ ہین تنک مزاج تو ہونے دو اے ظہیر
بیہودہ رنجشون سے ہمین بہی ملال ہے

تیرِ سباقی کی رہے آج تو چل آئیے
تو ہی کہدے کہ تہِ خاک کسی کل آئیے
اونکا وعدہ بھی غنیمت ہے تسلی کے لیے
مرنیوالے تو اس انداز پہ مرجاینگے
حشر تک وعدہ وفا ہو تو ہمارا ذمہ
مجلسِ وعظ مین زُہّاد سوا کوئی نہین
دردسر ہو جنہین عاشق سے لگانا دل کا
ہای نیرنگیِ اُلفت کے نشیب اور فراز
سجدہ وامین یہ نہین حصر تجسّس ہے شرط

رحمتِ حق ہے سیہ مست مین یا دل آئیے
نعش پر تو جو پشیمان سرِ مقتل آئیے
اور آنیکو تو آج آئیے نہ وہ کل آئیے
کھینچکر تیغ اگر تم سرِ مقتل آئیے
آج آیا او نہین سمجھو وہ اگر کل آئیے
چاہیے تھا کوئی مضطرب کوئی بوتل آئیے
وہ ضرور آج لگانی مرے صندل آئیے
تجھسا نازک سرِ بالین مری بیدل آئیے
ایسے ایسے تو بہت راہ مین جنگل آئیے

منت اپنی وہ شبِ وعدہ نہ بہ ہونگا ظہیر
اور کہنا کسی مغرور کا تو چل آئیے

ستم دیکھے الم دیکھے وفا کی بیوفا ٹھہرے
تری کوچہ مین کیا مونہہ ہے کوئی جا کر ذرا ٹھہرے
ہوے بدنام ہم الفت مین دشمن آشنا ٹھہرے
ابھی آئی ابھی جاتے ہو تم کوئی ہوا ٹھہرے
برے ہین خلق مین بدنام اور بدپیشہ اچھے ہین
شکایت ہے نہ ملنے کی گلی ہین رشک دشمن کے
صلاحین غیر سے ہوتی تو ہین لیکن تماشا ہو
بہانہ ڈھونڈھتی تھی دلمین وہ یان تک نہ آنیکا

پڑین پتھر وفا پر یا وفا ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
اگر ٹھہری تو فتنہ بھی کوئی چلتا ہوا ٹھہرے
گنہگار و نمین ہم ٹھہرے ہین مجرم بیخطا ٹھہرے
ذرا دم لو کرو کچھ بات مجھسے دل مرا ٹھہرے
چرایا دل نگہ نے راہزن دزدِ حنا ٹھہرے
نہ ٹھہرے آدمی ہم تو دل بیمدعا ٹھہرے
کہ وان جو شوہ ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے
رکے اولٹے پھرے تھم تھم کے آئی جابجا ٹھہرے

کسی کا منہ ہی کہہ سکتا ہی کوئی بیوفا تمکو
کہ جتنے بیوفا ٹھہرے تمہارے آشنا ٹھہرے

بھلا یہ کب گئے عرش بریں تک اور کب پہونچے
کہ نالے اب تک آتے نہین ہین یا رب کہا ٹھہرے

نہین چلتی ہی کچھ پیری کسی کی اوسکے کوچے مین
بڑا چلتا ہوا سمجھو اگر دم بھر صبا ٹھہرے

کسی کی شوخیان لکھنی دین تو کچھ حال دل لکھون
نہ ہاتون مین قلم ٹھہرے نہ دل مین مدعا ٹھہرے

برہی ہو ہو کر اونکی بزم سے ہر دم نکلتے ہین
الٰہی ہم کسی دشمن کے دل کا مدعا ٹھہرے

اوٹھائین ہم ستم اور اوسکو تسلیم و رضا سمجھین
تغافل تم کرو دانستہ اور شرم و حیا ٹھہرے

کہین کیون وہ اگر محشر سے اور کیون جائین محشر مین
یہین ہو فیصلہ باہم یہین روز جزا ٹھہرے

ابھی کسکو بھروسا ہے ملیگی داد محشر مین
خدا جانے کہ وان بھی فیصلہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نکل جائینگے دل سے مدعی ہرگز نہ ٹھہرینگے
اگر ٹھہرے تو کوئی دن ہمارا مدعا ٹھہرے

چلو بس جانے دین دیکھو تماشا ہو لیا تقوے
ظہیر بادہ پیما تم کہان کے پارسا ٹھہرے

صفا ہو جاؤ دل سے آرزو دلکی بہم نکلے
کوئی بدنام کیون ہو اور کسی کا کیون بھرم نکلے

خلش مٹجائے ہر دم کی اگر سینہ سے دم نکلے
کہ دم نکلے تو دم کے ساتھ غم نکلے الم نکلے

ترے کوچے کی جانب جھانکتے ہر ہر قدم نکلے
نہ نکلیگا کوئی ارمان کیسی ہی جلسے ہم نکلے

یہ انداز محبت تو غضب نکلے ستم نکلے
وہی رشک مسیحا ہو اوسی کا فدیہ دم نکلے

چلے تھے گھر عدو کے سینے جب لوٹا تو یہ بولے
کہ تیری جستجو مین ہم ترے سر کی قسم نکلے

مروت مین محبت مین گلی کوچون مین مقتل مین
تمہین کہدو کہین یہ بھی ثابت قدم نکلے

ہزارون کاوشین ایسی چارہ گر دلکی بدولت ہین
یہ سب کانٹین نکلجائین جو یہ خار الم نکلے

غلط ہے سادہ و کہتے ہین تجھکو ہم تو جب جانین
تری تیور سے بل نکلین تری ابرو سے خم نکلے

جو سچ پوچھو تو درد و غم ہی اپنی زندگانی تھے / کہ دم نکلا تو دم کے ساتھ یہ دونوں بہم نکلے

جنون نے ڈھنگ بدلے گر کچھ شوخ چشمی میں تمہیں جانتے ہیں / نہ وہ ہم سے سوا نکلے نہ ہم اُن سے کم نکلے

نگاہیں کسکی پھرتی ہیں قضا سے کون پھرتا ہے / یہ کیسے باوفا آخر کو تم نکلے کہ ہم نکلے

سمجھ کر دل ہی تھا دل میں تمنا میری چھپا اپنی / حساب دوستان در دل اگرچہ بیش و کم نکلے

بہت دن کا بہت تھا دم تحریر شکوہ گلو / زبان خامہ سے بیساختہ سب یک قلم نکلے

بیکس تھے نہ ساقی تھا خط حسرت ہاتھ تصور تھے / الٰہی شکر میخانہ سے ضبط کے قدم نکلے

نہ ہوگا نقش پا یک مدعی کا کوئی الفت میں / ہمارے ہاتھ کٹوا دو اگر ثابت قدم نکلے

دل شوریدہ الفت سے ترکیا ختنی ابھی ہیں / یہ کافر بس میں ہو تو کیوں کسی کا فر بدم نکلے

ظہیر بادہ کش جاتے تو ہیں ہمراہ زاہد کے / مزہ ہو اصل میں کعبہ ہی گر بیت الصنم نکلے

رشک سے کہ غم شب ہجران کو تم بھول گئے / اک ترے غم ہی میں دنیا کے الم بھول گئے

جھوٹے وعدوں پہ ترے جور و ستم بھول گئے / رنج جتنے تھے خوشی میں شب غم بھول گئے

یاد تھا صبح سے وعدہ تو نہیں یان آنے کا / گھر سے چلتے ہی مگر چار قدم بھول گئے

قصۂ درد و الم لکھنے کیا سب تحریر / بات لکھنے کی مگر وقت رقم بھول گئے

اب جو دل دینگے انہیں ہی تو سمجھکر دینگے / تم ہمیں بھول گئے کیا تمہیں ہم بھول گئے

سچ تو یہ ہے ترے ملنے نے بھلایا سب کچھ / جتنے شکوے تھے تری مہر کی قسم بھول گئے

نہ لکھا اپنے مقدر میں کہیں حرف وصال / ایک تم کیا کہ ہمیں لوح و قلم بھول گئے

دینے والے بھی کہیں ہم سے نہ دیکھے ہونگے / ہاتھ سے دیکے تمہیں دل ہی تو ہم بھول گئے

وہ بھی ہوش ربا دی ہیں ساقی نے ظہیر / جسکو پیتے ہی رہ دیر و حرم بھول گئے

رنج سہہ سہہ کے ہوی صبر کی عادت کیسی
بیقراری سے ملی ہے مجھے راحت کیسی

اونکے آتی ہی بدل جاتی ہے صورت کیسی
باندھ لی مجھسے طبیعت نے عداوت کیسی

اپنے مدفن کو تو کافی ہے ترے دل کا غبار
عار ہے گور گڑھے سے ہمین تربت کیسی

مرنیوالے تو کسی آن پہ مرجاتے ہین
ہم تو انداز پہ قربان ہین صورت کیسی

پھر نہ کہنا کہ نہین تیرے جنون مین تاثیر
اپنے سایہ سے جھجکتے ہو یہ وحشت کیسی

دیکھہ تو زاہد کمبخت حسینون کے جمال
حسن کیسا ہے ادا کیا ہے نزاکت کیسی

صاف صاف ابتو سر بزم چراتے ہو نگاہ
آگئی غیر کی صحبت مین خیانت کیسی

اسکے گردش مین بہی دن غیر کی پھر جاتی ہین
مجھسے برگشتہ ہے یارب مری قسمت کیسی

مجھسے کہتے ہین وہ سچ کہہ تجھے میری سوگند
[illegible] اسنے دی ہے تجھے صورت کیسی

ابرو کو ابہی رہتے ہین نصیحت فرما
پڑ گئے جان کے لالے ہمین عزت کیسی

اونسے کیا لطف مروت کی توقع ہے ظہیر
بات پوری نہین کرتے وہ شکایت کیسی

ہو گئی جان کو آزار محبت کیسی
بن گئی اے [illegible] مصیبت کیسی

اور تو اور الٰہی یہہ قیامت کیسی
دل نے توڑی ہے مریجان کو آفت کیسی

ہائی بن بن کے بگڑنے لگی قسمت کیسی
ڈال دی چھین لوگون نے عداوت کیسی

چلبلی سی کوئی صورت جو نظر آتی ہے
آہی جاتی ہے کمبخت طبیعت کیسی

اونکی تحریر بہی آتی نہین آنا کیسا
دستخط تک بہی دکھاتی نہین [illegible] کیسی

دل تو کہتا ہے نہ دیکھون کبہی صورت اونکی
آڑے آجاتی ہے کمبخت مروت کیسی

کچھہ تو دیکھا ہے کہ پھر پھر کے یہین آتی ہے
ہل گئی ہے مری گھر مین شب فرقت کیسی

درد کی دلمین جو رہ رہ کے چپک اٹھتی ہے
یہ کوئی چوٹ کبھی کی ہے کسک اٹھتی ہے

کوئی دیوانہ ہے ناصح بھی کہ سودائی ہے
وہی کمبخت کو رہ رہ کے للک اٹھتی ہے

ہے مگر ضبط محبت کے لیے ظرف بھی شرط
یہ وہ مے ہے کہ جو ساغر سے چھلک اٹھتی ہے

اس نزاکت کے مین قربان عداوت کے نثار
دل مین پنہان جو کدورت ہے جھلک اٹھتی ہے

نہیں چھپتی ہے نہان بوی محبت دل مین
یہ وہ نکہت ہے کہ غنچہ سے مہک اٹھتی ہے

یہ خدا جانے بھری آگ ہین کب کی بیچار
دل کی پھوڑی یہان جو رہ رہ کے لپک اٹھتی ہے

دیکھیں کیا گل ہے کھلاتی تری دامن کی ہوا
آتش دل اسی پنکھے سے بھڑک اٹھتی ہے

لطف تو لطف تری ضد بھی ہے پیاری پیاری
کہ طبیعت تری نازون پہ پھڑک اٹھتی ہے

رم ہے کس درجہ طبیعت مین الٰہی توبہ
اونکی تصویر بھی سایہ سے جھجک اٹھتی ہے

کج ادائی سے بس اب تاب کہان ہے دل مین
ٹھہر کے بات ذرا سی بھی کھٹک اٹھتی ہے

ہے ظہیر اس پہ عمل گل جدید سے ہے لذیذ
تازہ مضمون پہ طبیعت بھی اوچک اٹھتی ہے

وائے دہلی وزہے شوکت و شان دہلی
لامکان بنگئے جن جن کے مکان دہلی

اے فلک اپنے گریبان مین مونہہ ڈال ذرا
ہائے یہ ظلم و ستم او رکسان دہلی

زمزمے بھول گیے نغمہ طرازان چمن
ہے ہر اک نوحہ گر و مرثیہ خوان دہلی

رہ گئے کہنے کو کچھ ہین فسانے باقی
اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبان دہلی

فلک پیر نے مٹی مین ملایا سب کو
پھرتے ہین خاک بسر پیر و جوان دہلی

تھے نیے رنگ نیے ڈھنگ نئی گفت و شنید
تھا زمانے سے نرالا ہی جہان دہلی

دلربا مہر لقا دشمن دین ماہ جبین
تھے قیامت ہی طرحدار بتان دہلی

ہای یون سامنے پیوند زمین ہون ای چرخ
دیکھتا سا تجے ایام کی کجدار و مریز
چرخ بدبین یہ غضب ہے کہ نہ دو نہین دیکھہ سکا
کیون نہ پامال ہو مردہ ہے بدستِ زندہ
خوش متاعی سر بازار ہے عرضِ بازار
بولتے ہین جسے آزردہ کی معلی احباب
خاطرِ حضرتِ آزردہ نے مجبور کیا

شوخ و بدست و طرحدار بتانِ دہلی
خاک میخانہ سبھی بادہ کشانِ دہلی
چند اشخاص جو باقی تھے نشانِ دہلی
جسم دوزخ مین ہے فردوس مین جانِ دہلی
جوہر فرد ہی کل جنسِ دکانِ دہلی
ایہا الناس ہے وہ خاص زبانِ دہلی
ہم کہان اور کہان حسن بیانِ دہلی

رات دن گریہ ہے اور سنگ ہے اور سینہ ہے
اور ظہیر جگر افگار و بیانِ دہلی

تا صبح تری سوگند جو وصل اوس سے ٹھہر جائے
جائینگے پھرے زندہ ہم اللہ کے گھر سے
ہین کعبہ و بتخانہ پئے شیخ و برہمن
جانا تو مسلم مگر اتنا تو کہو صبر
کیا یونہی چپکے ہو محبے شب غم کے فسانے
دیوانے تری اور ترے گھر کے در و دیوار

ہاتھون سے نہ دل جائے نہ قابو سے جگر جائے
گر آج کی شب خیر سے تا صبح گذر جائے
جو طالب جلوہ ہو الٰہی وہ کدھر جائے
سینے مین ذرا یہ دلِ بیتاب ٹھہر جائے
ڈرتا ہون شب وصل نہ باتون مین گذر جائے
سر پھوڑنے کو کوئی کہان جائے کدھر جائے

دل مین نہ تری جا ہی نہ ہوتی ہے زمین شق
جائے تو ظہیر جگر افگار کدھر جائے

واقف تھے ڈھنگ سے نہ جہان خراب کے
کرتا ہون کام خیر کے بدلے عذاب کے

ہم آئے اس سراب پہ دھوکے مین آب کے
کچھ سوجھتا نہین ہے نشے مین شباب کے

بحر جہان مین خاک ہو سیراب تشنہ کام
اوسکے ہوے ہین پہلے ہی سے ہاتھ حباب کے

مرتا ہے طلسم ہم آغوشئے رقیب
عقدے کھلینگے بند کھلے گر نقاب کے

واعظ نہ تئین خلد کو اپنا سلام ہے
یہ سب کہانیان ہین فسانے ہین خواب کے

یارب وصال یار کی امید خاک ہو
قاصد کو تو ضرر سے ہین سوال و جواب کے

مکتوب خود ہی ہاتھ سے قاصد کو اوڑ گیا
مضمون جو شوق وصل مین تھے اضطراب کے

جاتا ہے اوٹھ کے بزم سے لو یہ گناہگار
رہتے نہ دل کی دل مین ارادے عتاب کے

تیری تو گفتگو یہ نہین ہے پیامبر
یہ ہتھکنڈے ہین اور ہی خانہ خراب کے

واعظ حقیقت می و میخانہ اور ہے
کیفیتون مین جو رہین کیفی شراب کے

آؤ چلو نہ میکدے اوٹھو کہین ظہیر
بس دیکھیے دعوی تقوی جناب کے

یاد آتے ہین جو اوس زلف گرہ گیر کے بوسے
کیا کیا نہ لیے قید مین زنجیر کے بوسے

سو ٹکڑے ہین اب دلکے کلیجے کے ہزارون
وہ بوسۂ لب تہے لب شمشیر کے بوسے

قربان ہون اوس لب پہ کہ جس لب سے کہی تو
ملجائینگے تجھکو تری تقدیر کے بوسے

تم بیخودی شوق پہ آزردہ ہوے کیون
اب دل سے نکالو مرا دل چیر کے بوسے

تو اور لب شیرین سے ترے وصل کے اقرار
لون بوسہ لب یا تری تقریر کے بوسے

لکھتے ہین سر نامہ مجھے یار وفادار
قاصد کے قدم لیجیے تحریر کے بوسے

آگے مرے آیا مری تقدیر کا لکھا
لیجیے قلم کاتب تقدیر کے بوسے

کسکے لب شیرین کی ثنا تھی کہ لیے ہین
خود میرے دہن نے مری تقریر کے بوسے

آئینہ تو آئینہ کہ خود دیکھ کے صورت
وہ آپ ہی لینے لگے تصویر کے بوسے

میں یاس ادب سے جو نہ تڑپا دم بسمل
قاتل نے لیے خود دم شمشیر کے بوسے

کیا ناوک دلدوز نگہ نے ترے قربان
لوں ہاتھ کے بوسے کہ ترے تیر کے بوسے

کہتے ہیں ظہیر اس کو مگر سحر بیانی
لوں تیرے سخن کے کہ تری تحریر کے بوسے

خوش ہو کینہ سے اگر مہر جدا اور سہی
تم رضامند رہو مجھ پہ جفا اور سہی

ہو نو آموز ابھی مشق جفا اور سہی
زیر مشق ستم اک میں نہوا اور سہی

ایک بد عہد کے وعدے پہ جیئے بھی تو کیا
کوئی دو چار دن امید وفا اور سہی

کیوں ستم عام کرو خلق میں کیوں ہو بدنام
مدعا ظلم سے ہے مجھ پہ جفا اور سہی

وہ جفا کار ہے اجی حضرت ناصح مانا
کوئی غارتگر دین ہوش ربا اور سہی

قتل کس کس کو کروگے جو برا مانتے ہو
پیار سے والوں میں اک میں نہوا اور سہی

یہ تو معلوم ہے انصاف جو ہوگا ہوگا
ایک ہنگامۂ فردا ہی جزا اور سہی

روز بیداد پہ بیداد بڑھاتے جاؤ
روش ناز پہ کچھ حسن ادا اور سہی

میں جفاکش ہوں تجھے تجھ سے شکایت کیا ہے
سو دل آزار ہیں اک تو نہ ہوا اور سہی

آؤ سینے سے لپٹ جاؤ یہ جھگڑا کیا ہے
ہم خفا وار ہیں تو ایک خطا اور سہی

ہے عبث شکوۂ جور فلک پیر ظہیر
یاس و حسرت سے ہے جہاں رنج و بلا اور سہی

ابھی نہیں وصل وہ فرقت ہی سہی
ہم سمجھیں گے مصیبت ہی سہی

مجھ سے اور ذکر عدو واسطہ کیا
نہ سہی وصف شکایت ہی سہی

بزم اغیار میں آنا کیسا
رنج مجھ کو نہیں راحت ہی سہی

تمسے اور غیر کو امید وفا — ہمنے مانا کہ محبت ہی سہی
کوئی دشمن سے گذرنا کیا تھا — ای وہ رفتار قیامت ہی سہی
نگہہ ناز کی ہے تاب کسے — نہ سہی قہر عنایت ہی سہی
کچھ تو ہے یہ جو خلش ہے پیہم — نہ سہی دل کو کوئی حسرت ہی سہی
رشک اغیار کی اب تاب کہان — ہے شکایت تو شکایت ہی سہی
کوئی حجت ہے ستم کو درکار — جرم اظہار محبت ہی سہی
قتل عاشق مین برائی کیا ہے — ای پریرو تری شہرت ہی سہی

ہای افسوس ہے گو قتل ظہیر
دشمنوں کے لیے عبرت ہی سہی

مجازی سے حق مین نظر ہو گئی — طبیعت کدہر سے کدہر ہو گئی
شب ہجر بھی لو بسر ہو گئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
پیامی نظر کی نظر ہو گئی — غم دل کی دل کو خبر ہو گئی
شب وصل ضد مین بسر ہو گئی — یہین لڑتے بھڑتے سحر ہو گئی
اونہین دل سے جس درجہ قربت بڑہی — نظر دور سے دور تر ہو گئی
ادہر بات کی دل بھر آیا ادہر — طبیعت بھی کچھ چشم تر ہو گئی
اونہین الفت غیر ہرگز نہ تھی — مری ضد سے مد نظر ہو گئی
شب و روز آنکھون مین پھرتی ہین غیر — نگہہ کیا ہوی رہگذر ہو گئی
وہان عرض عاشق پذیرا نہین — چلو داستان مختصر ہو گئی
تمہین پردہ داری سے رسوا کیا — خموشی مری پردہ در ہو گئی

مجھے بات دشمن سے کرنی نہ تھی
او نہین اوسکی جانب نظر ہو گئی

وہان جسقدر دلمین رنجش بڑہی
محبت یہان بیشتر ہو گئی

ہوئی تہی جو کچھہ شب ہجر مین
ظہیر دل افگار پر ہو گئی

غرور حسن او نہین موجب زوال ہوے
وہ رشک بدر ہین چھپ چھپ کے اب ہلال ہوے

قتیل رشک ہین کیون طالب جمال ہوے
فروغ حسن ہوا ہم جو پایمال ہوے

وفور شوق سے نکلین نہ حسرتین دلکی
ہزار بار جدائی ہوی وصال ہوے

وہ دل نہین وہ محبت نہین وہ تم ہی نہین
الٰہی کیا وہ مہ و مہر و ماہ و سال ہوے

ظہیر عشق بتان مین یہ فیض کو پہونچے
کہ خوار و زار و ذلیل و شکستہ حال ہوے

وہ زود رنج ہے اور کسقدر ہے کیا کہیے
اور اپنا حال دل اک در بدر ہے کیا کہیے

یہان امید سے قطع نظر ہے کیا کہیے
کسے کہے اوسے دلکی خبر ہے کیا کہیے

برس رہی ہے مرے موتھہ سے خانہ ویرانی
سخن سخن میرا وحشت اثر ہے کیا کہیے

غضب مین آئی تمہارے مزاجدان بنکر
کہ بات بات مین رنجش کا ڈر ہے کیا کہیے

وہ پوچھتے ہین بہای متاع حسن اپنی
اگر نہ کہیے کہ جان و جگر ہے کیا کہیے

وفای وعدہ تری شوخیون سے دور نہین
مری زبان ہی کچھہ بے اثر ہے کیا کہیے

نہین ہے حشر تمہارا اگر خرام ناز
تو غلغلہ ہمہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

گھڑی گھڑی ترے کوچے سے حشر اوٹھتا ہے
اگر نہ کہیے کہ فتنہ کا گھر ہے کیا کہیے

نہ کیجیے اگر اخفای راز کیا کیجے
وہ راز دان ہے تو ہو نامہ بر ہی کیا کہیے

ظہیر قصۂ زلفِ بتان ہے طولانی
زمانِ عمر بہت مختصر ہے کیا کہیے

ہے صبح شب وصل قیامت اگر ایسی
دشمن کو نہ دکھلائیو یارب سحر ایسی

وہ وصل کی شادی یہ جدائی کی مصیبت
کیون گردشِ ایام ہے شب ایسی سحر ایسی

دشمن بھی مرے حال پہ کرتے ہین ترحم
کچھ آن بنی ہے مری اب جان پر ایسی

دل اب کے اگر اوس بت کافر سے چھپا لون
ہوگی نہ خطا مجھسے کبھی عمر بھر ایسی

کیا فرض ہے قاصد یہ جو تہمت ہے دہن سچ ہے
دشمن بھی اوڑا دیتے ہین اکثر خبر ایسی

معدوم کی توصیف بیان ہو نہین سکتی
دیکھین تو کہین کچھ دہن ایسا کمر ایسی

کیون اسکی کوئی صفت مین تمام ہو تمسے
اغیار سے خلوت ہے شب و دوپہر ایسی

کیا پوچھتے ہو مجھسے درازی شب ہجر
اللہ نہ دکھلائے شب ایسی سحر ایسی

پرسانِ کمال اپنا نہین کوئی جہان مین
کیا خاک ہے سکتے ہین طبیعت اگر ایسی

جو تو نے وفا کی ہے ظہیر اس ستمگار
کرنے کا نہین کوئی بشر ہے بشر ایسی

ہے یہی جوش جنون تو فائدہ تدبیر سے
ہم نکل جائین گے ناصح خانۂ زنجیر سے

عمر کے دن کٹ نہین سکتے کسی تدبیر سے
آپھی اپنا گلا کاٹینگے ہم شمشیر سے

آکے اس زندان مین گھبراتی ہین کیا کیا حسرتین
تنگتر ہے خانۂ دل خانۂ زنجیر سے

آبِ حیوان اپنے حق مین زہر کا سا گھونٹ ہے
الفت دشمن ٹپکتی ہے تری تقریر سے

دیکھکر نقشے کو اوسکے بدحواسی چھا گئی
ہم گلے ملنے کو دوڑے پیکر تصویر سے

دیکھکر ویرانۂ صحرا اوڑا جاتا ہے دل
ہو چلی وحشت نکل کر خانۂ زنجیر سے

ابی ظہیر اب جی مین ہے پڑھیے کوئی اتنی غزل
ہوں منور تر مضامین سحر پرتنویر سے

وہ بزم غیر سے یون آیے سر جھکایے ہوے
کہ دل سے منگیے شکوہ زبان پہ آئی ہوے

نزاع شیخ و برہمن نہین ہے صلح پذیر
کسی نگاہ کے فتنہ ہین یہ اوٹھائی ہوے

بسان نقش قدم جا بجا ہین بیٹھہ گیے
اوٹھینگے خاک تری خاک مین ملایے ہوے

غبار طبع عدو ہین تری کدورت ہین
رہے دلون مین ترے خاک مین ملائی ہوے

یہ تم کہ دل مین بہی تھمتے نہین ہو شوخی سے
یہ ہم کہ ضعف سے اوٹھتے نہین اوٹھائی ہوے

نہ دل مین دوست کی جا ہے نہ چشم مردم مین
بسان اشک ہین انکھون سی ہم گرایے ہوے

تم اور برق وشی اسقدر کہان تو یہ
کسی کی دلکے یہہ انداز ہین اوڑایے ہوے

وہ اس لیے مرے حال زبون کو سنتے ہین
گمان نہو کہ نہین کہین یہ ستایے ہوے

رقیب اور ترے پہلو مین کیا قیامت ہے
یہ ناز وہ ہین کہ اوٹھتے نہین اوٹھائی ہوے

بہلا ہو جوش جنون کا کہ آبرو رکھہ لی
گیے تھے ہم در دشمن پہ تلملائی ہوے

وفور یاس مین کیا کچھہ نہ کہہ گیے ہے ہے
گلے زبان پہ رکتے نہین ہین آئی ہوے

ہزار فتنہ خفتہ جگا کے آیے ہین
اور اوسپہ غیر سے بیٹھے ہین مونہہ چھپائی ہوے

ظہیر راہ فنا مین نہین مجال کلام
چلے چلو سر تسلیم کو جھکایے ہوے

بتکدہ چرخ چہارم ہے تری تصویر سے
ہین در و دیوار روشن حسن کی تنویر سے

رہ گیا قاتل بہی میرے قتل کی تدبیر سے
دن کچھہ ایسے سخت ہین کٹتی نہین شمشیر سے

ہے عجب خلوت سرا گر جوش وحشت چین دے
دل ہمارا لگ چلا ہے خانۂ زنجیر سے

گر نہین ہستی تری بیباکی پہ اے دشمن سبب
رنگ کیون اوڑتی لگا ہے غیر کی تقریر سے

گفتگو دشمن سے ہوئی . . . رو ہی سخن سیر طرف
دل اوڑا جاتا ہے اس اوڑتی ہوئی تقریر سے

بند گو اوس زلف پیچان سے کرے چھینا ہے دل
دم اولجھتا ہے تری اولجھی ہوئی تقریر سے

ہے یہ وہ گنج جواہر میں نہ بدلون اے ظہیر
نسخہ دیوان کو اپنے نسخہ اکسیر ہے

سوے دشمن التفات نرگس مستانہ ہے
گردش افلاک اپنی گردش پیمانہ ہے

بزم میں ہنگامہ آرا جلوہ جانانہ ہے
اشک ریزان شمع ہے سوزان ہر اک پروانہ ہے

لاکے گلشن سے تجھے چھوڑا کہان صیاد نے
آنکھ اوٹھا کر جس طرف دیکھا ادھر ویرانہ ہے

سب نشیمن ہین ترے کیا خانقہ کیا بتکدہ
شیخ ہے یا برہمن جو ہے ترا دیوانہ ہے

انقلاب دہر نے دکھلائین وہ نیرنگیان
جب زبان پر لائیے اپنا نیا افسانہ ہے

کسقدر موزون ہے تجھکو جامہ عریان تنی
یہ مرا دلق گدائی خلعت شاہانہ ہے

دلبران ماہوش کا حسن ہے ناز و ادا
کچھ جدا سب سے ترا انداز معشوقانہ ہے

ہوشیار وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہے
سر ٹپکتا جو پس دیوار اک دیوانہ ہے

سرد ہے بازار تقوی گرم میخانہ ہے
اندنون دوران مین دور نرگس مستانہ ہے

چل رہی ہے یہ سرور افزا ہوا میکدہ
جنبش موج صبا مین لغزش مستانہ ہے

ہون تو دور جام مین لیکن نہین امید جام
ساقی پیمان شکن کے ہاتھ مین پیمانہ ہے

خندہ گل ہے کہین تو نغمہ بلبل کہین
ہر جگر پر داغ ہر لب پر ترا افسانہ ہے

مین وہ آتش دل کہ پروانہ کو مجھسے احتراز
شمع رو وہ تو کہ تجھپر شمع خود پروانہ ہے

ہم سے گئے سو بار لیکن رشک ہی او سے پھرے
زلف کا کل کو ہین دست شانہ سی آرزشین
سو رہا سن سن کے آخر زاہد شب زندہ دار
جب ملا گردن سے میری جلتی جلتی رہ گیا
شمع و گل سے اونکو شغل انجمن آرائیان

نقش پائی غیر در بار جانانہ ہے
اور تری کاکل پریشانی سے زیب شانہ ہے
خواب آور بس کہ میرا نالۂ مستانہ ہے
اوسکے خنجر کو بھی کیا کیا نہ معشوقانہ ہے
میری تربت پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

بس ہے رنگ آرائیان تیری ظہیر بادہ نوش
کل مقیم کعبہ تھا اب ساکن میخانہ ہے

تغافل اور دل بیداد گر سے
دکھا کر جلوہ چھپ جانا نظر سے
کمی کرتا ہے کچھ کچھ شوق دیدار
کہے دیتی ہین شرم آگین نگاہین
سمجھاؤن کیا چراغ صبحگاہی
جفا ہی لطف آگین ڈھونڈھتا ہون
فلق بڑھتا ہے کیسی اشکباری
شب غم شام سے مرجاؤن اے کاش
ذرا سیکھو دل آزاری کے شیوے
مرے نالہ سے ہمسر ہے ترا دل
ہماری حسرتین بن بن کے نکلین
مجھے رونا پڑا مرگ عدو مین

محبت ٹپکی پڑتی ہے نظر سے
اوڑا لو کچھ دہن سے کچھ کمر سے
وہ بیچ بیچ کر نکلتے ہین نظر سے
چلے آتے ہو تم دشمن کے گھر سے
مرے گھر شام ہوتی ہے سحر سے
طلب ہے داد کی بیداد گر سے
اوٹھا لو دامن اپنا چشم تر سے
بلا آئی ہوئی ٹل جائے سر سے
ہمارے نالۂ حرمان اثر سے
وفا سے وہ تو یہ خالی اثر سے
الٰہی غیر اوس کافر کے گھر سے
وہ آنسو پونچھتے ہین چشم تر سے

لڑائی اور دزدیدہ نگاہی
عیان ہین صلح کی چھیڑین نظر سے

ہجومِ شوقِ نظارہ تو دیکھو
دبے جاتے ہین وہ بارِ نظر سے

جنون سے کم نہین بیتابیِ شوق
بڑھا جاتا ہون آگے نامہ بر سے

سمبہالون آینہ یا اونکو تہامون
گرے پڑتے ہین خود اپنی نظر سے

تمنا ہے ظہیر آنکھون کو ملیے
غبارِ روضۂ خیر البشر سے

کسی کو لطف و ستم کا نہ اشتباہ رہا
ہر اک سے بزم مین لڑتی ہوی نگاہ رہی

نہو وصال نہو کچھہ تو رسم و راہ رہے
ادہر سے دلمین کدورت ادہر سے چاہ رہے

نگاہ عفو کو بہولے ہوی ہین زہد پرست
بسانِ نامۂ اعمال روسیاہ رہے

دیت روا ہے پسِ قتل رنج بازو کی
ستم شعار ستم پر بہی دادخواہ رہے

کبہی کسی کے دل و چشم مین جگہ نہ ملی
گری پڑی ہوے ہم شکل اشک و آہ رہے

سوا ہے لطف تلافی کہین خطاؤن سے
حریص لذتِ آمرزشِ گناہ رہے

مزہ ملا درِ رحمت پہ روسیاہی کا
گناہگار کو تکتے ہی بیگناہ رہے

ظہیر چین نپایا کہین زمانے مین
جہان رہے ہین سراسیمہ و تباہ رہے

عدو دلمین ہین کچھہ بدگمان سے
میری خاموشیان گذرین فغان سے

بس اب جی بہر گیا آہ و فغان سے
اثر پہر دعا لاؤن کہان سے

دعا جو ہجر مین نکلی زبان سے
بلائین بنکے اوتری آسمان سے

سماجت ہو چکی اب ہونگے شکوے
نہ بولو تم نہ بولو تم زبان سے

وہ جادو کر رہی ہے چشم فتان
ادا ہوتا نہین جو کچھہ زبان سے

خدا لگتی ہوی تم بہی تو کہو لو
عدو کہتے ہین کیا کیا کچھہ زبان سے

سُنون کس کان سے فریاد دشمن
تمہارا سا جگر لاؤن کہان سے

جہان بیٹہے قیامت کی ہے برپا
اوٹہینگے حشر بنکر ہم جہان سے

وصالِ یار کی شب سو گیا مین
شمیم گیسوی عنبر فشان سے

نکالو طرزِ جورِ مہربانی
ستم کش ہو گیے ہم امتحان سے

ظہیر اب کی کرین گے طوفِ کعبہ
اگر جیتے پہرے کوی بتان سے

اوٹہاتی ہے تمہاری آستان سے
زمین بہی کم نہین کچھہ آسمان سے

بڑہے کچھہ حوصلے تاب و توان سے
وہ نادم ہین ہمارے امتحان سے

لڑین آنکہین نگاہِ دلستان سے
اجل سوجہی بلای ناگہان سے

کبہی تو ہو رہیگا کچھہ فغان سے
سمجہنا ہے سمجہنا آسمان سے

ستم کی بدگمانی ہے ستم کی
وہ آئے ہین تو آئی ہین کہان سے

ہمارے ذکر پر کیا کیا جلا ہے
عدو بہی کم نہین کچھہ رازدان سے

نہین مرتے ہین تم پر مرنیوالے
تمہین مطلب ہی کیا ہی امتحان سے

کہین سُن لی تری نامہربانی
نصیحتگر ہین کچھہ مہربان سے

نگاہون مین لیے پہرتی ہین دشمن
مری شہ خواب مین آئین کہان سے

بہلا دشمن تو کیا تم تو اوٹہا دو
ہمارا سر لڑا ہے آستان سے

دہرا ہے اور کیا دیر و حرم مین
یہی سر پہوڑنا ہے آستان سے

جنازہ ہو نہ بارِ دوشِ احباب
بہت ارمان بھرے جاتے ہین یہان سے

کہون تو کیا کہون ہے دوست دشمن
نہین ہے تو کیا نہین ہے اوس گمان سے

مری کے ساتھ ہے بے اتفاقی
امیدین ہین دلِ نامہربان سے

ترے اقرار گو سچے ہون لیکن
تشفی کیا ہو دشمن کے بیان سے

تمہارے لب پہ مرگ و زندگی ہے
امید جانفزا لاؤن کہان سے

تری خاموشیون پر مر رہا ہون
شکایت ہے لبِ معجز بیان سے

سبق دیتا ہے جوشِ شوق منزل
رہے جاتے ہین پیچھے کاروان سے

چلے آتے ہو کیون ہر بار در تک
اوٹھانا ہے اوٹھا دو آستان سے

ظہیر ایسے کہان سے چلکے آئے
کہ بوے سوز آتی ہے بیان سے

نگاہِ صلح دشمن کب کسی کی یار بنتی ہے
اگر بنتی ہے جان زار پر دشوار بنتی ہے

بچے کیونکر دلِ عاشق نگاہِ کینہ پرور سے
کبھی خنجر کبھی پیکان کبھی تلوار بنتی ہے

نہ ہوتے ہون تو مر جائین امید چارہ سازی مین
مسیحا کب کسی کی نرگسِ بیمار بنتی ہے

یہی تقدیر کے عقدے وہان جا جا کے پڑتے ہین
بگڑتے ہین دلِ عاشق کے زلفِ یار بنتی ہے

لبون تک حرفِ مطلب بارہا ہی آکے رہجاتا
وہ چشمِ سرمگین مہرِ لبِ اظہار بنتی ہے

جگر مین چٹکیان لیتے ہو تم ہر بار ہنس ہنس کر
کہ ہر موجِ تبسم خنجرِ سوفار بنتی ہے

وہ نہین اس جلوہ نمائی پر ہین دعوی لن ترانی کے
تجلی پردہ دارِ جلوۂ دیدار بنتی ہے

ادہر مندون سے چتون ہین ادہر شیخ و برہمن کی
نگاہِ مست لڑتی وقت کیا ہشیار بنتی ہے

وصالِ غیر کی چھیڑین غضب جی کو لگاتی ہے
نمک پاشِ جراحت شوخیِ گفتار بنتی ہے

یہ سب نیرنگِ الفت ہین مجازی کیا حقیقی کیا
کہین ہے کُن انا الحق گو زبانِ دار بنتی ہے

کبہی ہے زلف بنیاد ام مین اسکے نہ آ جانا
غرض پس سر و بر تارِ مو زنار بنتی ہے

کفن پاسے مری پوچہو حقیقت دشت گردی کی
کہ موہنہ مین آبلے کے اک زبانِ خار بنتی ہے

ترے کشتون کے سر پر ہے خدا کا سایۂ رحمت
شہیدِ ناز کی تربت پس دیوار بنتی ہے

کہین بندی کے عقوے ہین کہین کچہہ پارسا نکلے
غرض ہر رنگ مین تیری ظہیر زار بنتی ہے

صلح کی چھیڑ بہی عتاب بہی ہے
شوخیون کا تری جواب بہی ہے

کچہہ تبسم تو کچہہ عتاب بہی ہے
کچہہ توقع ہے کچہہ جواب بہی ہے

شوخ چشمی بہی ہے حجاب بہی ہے
وضع کا پاس بہی شباب بہی ہے

شکوے بیساختہ نکلتے ہین
کچہہ قلق ہے کچہہ اضطراب بہی ہے

پہر کیا کچہہ نہین لگا ہون مین
ناز بہی خواب بہی حجاب بہی ہے

دیکہہ تو دل کا رنگ گیسو مین
برہمی بہی ہے پیچ و تاب بہی ہے

خوف ہجران ہے ای واعظ
کیا جہنم مین یہ عذاب بہی ہے

زہد واعظ مین کچہہ کلام نہین
سب مسلم مگر شتاب بہی ہے

خلد مین بہیج دو ہمین واعظ
آپ کو مے سے اجتناب بہی ہے

طعنۂ وصلِ حور مرتے دم
بدگمانی کا کچہہ حساب بہی ہے

توبہ اسوقت مین بہلا ناصح
باغ بہی بادہ بہی سحاب بہی ہے

توبہ توڑو کہ جام بادہ ظہیر
سامنے جرم بہی ثواب بہی ہے

طعنے دیتے ہو بار بار کسے
ناصحو دل پہ اختیار کسے

وصل تک تاب انتظار کسے
اور وعدے کا اعتبار کسے

ہے شب ہجر ای اجل آجلد
کس سے کرتی ہو شرمسار کسے

وعدۂ وصل اور ترا وعدہ
قول دشمن کا اعتبار کسے

شوخیوں سے ملا ہی دیے دل کو
مضطرب کون ہے قرار کسے

شکوۂ ربط غیر پر بولے
ہے طبیعت پہ اختیار کسے

ہین برا اور سب سے دل میرا
اب بتاؤن جفا شعار کسے

اون پہ ہم وہ عدو پہ مرتے ہین
اب کہین ہم وفا شعار کسے

کیا سکہائین گے مدعی اونکو
احتیاج صلاح کار کسے

جبکہ غماز ہون نصیحت گر
پھر کہے کوئی رازدار کسے

شعلے شعلے پہ غش ہے پروانہ
لو وہ سمجھے ہین جان نثار کسے

کون ہوتا ہے کامیاب وصال
اور کیا تھا امیدوار کسے

آگ لگ جاے ای ظہیر اسکو
ہے محبت پہ افتخار کسے

وہ آتے کے دفعتاً جو ہم آغوش ہو گئے
جتنے گلے تھے دلمین فراموش ہو گئے

وہ کہتے کہتے کچھہ جو فراموش ہو گئے
ہم فرط شوق مین ہمہ تن گوش ہو گئے

سب شکوے بعد قتل فراموش ہو گئے
بار گران سے وہ تو سبکدوش ہو گئے

ہوتی ہی آشنا سے شکایت کی جستجو اشت
کیسے گلہ کہ خود ہی فراموش ہو گئے

جام مے وصال مین ہین تلخ کامیان
کیا زہر بوسہ لب مینوش ہو گئے

ذکرِ عدو پہ ضبطِ قلق کچھ نہ ہو سکا — لب ریز جامِ شکوہ سر جوش ہو گئے

بیرحم تم ہوے یا مری نالے ہین بے اثر — فریادِ عندلیب پہ گل گوش ہو گئے

دیکھو عدو کی خوبیِ مطالع کہ میری بعد — سب دستکشِ ستم سے ستمکوش ہو گئے

انداز دلفریب ہی آواز دیکھنا — بلبل خموش ہو گئے گل گوش ہو گئے

سرگوشیون مین غیر نے کیا آکے کہہ دیا — سنتے ہی تم تو کچھ ہمہ تن گوش ہو گئے

کیا کام کر گئی ہے بد آموزیِ رقیب — وہ ہمزبانیون سے خطا پوش ہو گئے

تلخابِ اشکِ یاس ہین پیتا شب و حنین — کیا کھا کے زہرِ غم کو بلا نوش ہو گئے

کیون چاک چاک شکلِ گل کفن ہو پئے رختِ گل — کیا کیا نہ جامہ زیب کفن پوش ہو گئے

آتی ہے بوی رشک سے مجھے تختِ خواب سے — وہ خواب مین عدو سے ہم آغوش ہو گئے

سمجھے نہ تھے کہ دام بلا ہی وصالِ دوست — قسمت سے بیچ حلقۂ آغوش ہو گئے

مطلب کی ایک بھی نہ کہی اوس سے اے ظہیر
سب شکوے دل ہی دل مین فراموش ہو گئے

خموشی مین ہے کیفیت زبان کی — یہ صورت ہے تو کیا حاجت بیانکی

نہ پوچھو کچھ مرے دردِ نہانکی — کہے دیتی ہے صورت رازدانکی

نبھے کیونکر عجب ان بن ہے باہم — زمین کی ہم کہین تم آسمان کی

امیدون پر جفا سہتے ہین اغیار — ستم کیسے وفاداری کہانکی

تمہارے در پہ ہے دشمن کی تربت — غضب خاک اوڑ رہی ہے آستانکی

وہ نادم ہین ستم سے واہی قسمت — رہی حسرت عدو کے امتحانکی

مجھے اس خاک مین ملنا ہے اکدن — مری مٹی ہے اونکے آستانکی

کم نہیں خرقہ زہاد سے کچھ ہم بھی ظہیر
طاعتی وہ ہیں تو ہم بھی ہیں جماعت والے

سہہ سہہ کے ظلم انکو ستمگر بنائیں گے
ہم خود بگڑ کے جان عدو پہ بنائیں گے

باتیں بنا کے دوست معتقد بنائیں گے
کیا اپنا سر بنائینگے پتھر بنائیں گے

تمکو خدا بیوں یہ کسی کی نظر نہیں
کہتے ہو دل میں غیر کے ہم گھر بنائینگے

اب کیا رہا ہے کام کنان قضا کے ہاتھ
بگڑے ہوئے نصیب کو کیونکر بنائینگے

ڈرتے ہیں ہم جو ان تری شکوی نکل گئے
کیا بات پیش داور محشر بنائیں گے

پاتا ہے چین کون کسی کو بگاڑ کر
تجھ پر بھی ہم بری دل مضطر بنائینگے

تصویر بنگیا ہے تمہارے بناو سے
آئینہ رونما کے سکندر بنائیں گے

واعظ شکست جام وسبو فرض ہی اگر
ہم سب سے پہلے توبہ کو ساغر بنائیں گے

کانٹوں پہ لوٹنے کی تمنا نہ جائیگی
ہم نقش سوزنی سر بستر بنائیں گے

تیرے ستم سیدہ ہیں تجھہ سے ہی داد خواہ
تیری گلی کو عرصہ محشر بنائیں گے

بس ہے سر ظہیر کو تکیہ فقیر کا
کیا خاکسار بالش و بستر بنائیں گے

نگہہ نگہہ میں دگر گونہ رنگ جان کا ہے
مزاج تمسے بھی نازک فراحدان کا ہے

اوٹھا دو وصل میں یہ مدعی گمان کا ہے
حجاب چشم بھی اک پردہ درمیان کا ہے

نشاط وصل سے کھٹکا غم نہان کا ہے
مگر فریب وہی شیوہ آسمان کا ہے

تری نگاہ سے پہلے ہی پھر گیا کافر
مرا نصیب بھی ہم شیوہ آسمان کا ہے

ملی ہے زندگی خضر ہی شب غم میں
یہ چٹیا تو ہمیں عمر جاودان کا ہے

بعید مین ہون ترے کان سے سا ہے وہ
نصیب مجھسے تو بہتر مری فغان کا ہے

نصیبت فسانۂ دشمن مجھے سناتے ہو
نہ شوق خواب مجھی اور نہ داستان کا ہے

خوشی مین وصل کی باتین رقیب سے کہدین
مری زبان کو لپکا بڑا بیان کا ہے

خدا کے آگے قیامت مین مین تجاؤنگا
کہ سامنا مجھے تم جیسے بدگمان کا ہے

غضب ہے وہ ہین پشیمان ہمارے قتل کی بعد
یہی تو وقت رقیبون کے امتحان کا ہے

امید وصل رکھے کس امید پر کوئی
کہ یان نہ دم کا بھروسا نہ وان زبانکا ہی

یہین نتیجۂ عالم محمد عربی
کہ فیض عام سے ممدوح ہر زبان کا ہے

تمہا طراز ہوا اوسکا ظہیر تا کھل جائے
زمین شعر کو اعزاز آسمان کا ہے

ہم اور شوق زیارت کس آستان کا ہی
کہان چلے ہین ارادہ ہمین کہان کا ہی

حریم ناز یہ کس شوخ دلستان کا ہی
حجاب نور جہان پردہ درمیان کا ہے

مدینہ وہ کہ دل و چشم اک جہان کا ہے
حصار روضۂ سلطان انس و جان کا ہے

جبین شوق سجود وسنگ آستان کا ہے
جہان فرو سر تسلیم آسمان کا ہے

گنہ سے رحمت حق کی سوا ہے ارزانی
جہان سے لو وہین سودا اسی دکانکا ہے

نمائشین ہین یہ جتنی ازل سے تا بابد
غبار قافلہ سالار کاروان کا ہے

سوای رحمت حق کچھہ نظر نہین آتا
وہ آستان کرم خواجۂ زمان کا ہے

بساط خاک کجا اور گوہر لولاک
عجب نصیب کچھہ اس تیرہ خاکدان کا ہے

علو جاہ کو دیکھو فروتنی دیکھو
کہان ہین آپ تہیہ کہان کہان کا ہے

کہین ہین جلوہ فروز آپ اور کہین ہی نگاہ
خیال عفو گناہان این و آن کا ہے

ہاتھہ الجھا رہے گریبان مین
چاک دامن ادھر نہ ہو جایے

مین ستمکش ہون ظلم سہہ لونگا
کوئی بیداد گر نہ ہو جایے

ہے ظہیر ایک مرد سنجیدہ
ہان جو آشفتہ سر نہ ہو جایے

غم تغافل اثر نہ ہو جایے
یاس کا دل مین گھر نہ ہو جایے

ہم اسیر جنون ہین خانہ بدوش
کہین زندان بھی گھر نہ ہو جایے

بخیہ گر چاک جیب سیتا ہے
ٹکڑے ٹکڑے جگر نہ ہو جایے

بات چھپتی نہین ہے چھپنے سے
پردہ خود پردہ در نہ ہو جایے

بس زبان بند رکھہ ذرا ناصح
مدعی کو خبر نہ ہو جایے

کہتے کہتے بھی درد دل اون سے
داستان مختصر نہ ہو جایے

پند ناصح سے ہے حذر دل کو
سنتے سنتے اثر نہ ہو جایے

حد سے بعید ہے شوق کی پرواز
نامہ خود نامہ بر نہ ہو جایے

کچھہ رہا تھا نہ وان ظہیر لگاو
گھر یہان در گذر نہ ہو جایے

کسی کے کفر سے مطلب نہ دین سے
محبت ہے مجھے روی حسین سے

اوڑا لیتا نگاہ شرمگین سے
اور اولٹی دلکی پرسش پھر کہین سے

مجھے کیا بحث چاک آستین سے
نگاہین کیون نہین اوٹھتین زمین سے

دکھادے کچھہ کرشمے بیقراری
وہ گھر بیٹھے چلے آئین کہین سے

نگاہین غیر سے لڑتی نہین ہین
نہانی خشمگین ہین سب ہمین سے

دونی ہوئین خجالتِ ایفا سے نفرتین
اچھے کیے تھے آپنے وعدے محال کے

ہے دشمنِ مشاہدہ اپنا حجابِ چشم
پردے اوٹھے ہوی ہین حریم وصال کے

مجھسے سوا ہے کچھہ مری تدبیر نارسا
ٹوٹے ہوی ہین پای حصارِ خیال کے

یوسف عزیزِ مصر ہوے گرکے چاہ مین
بڑھتے ہین کچھہ زوال سے رتبے کمال کے

جوہر سے پہلے نقص کو تکتے ہین خردہ بین
دنیا مین عیب جو ہین شناسا کمال کے

نازک بہت ہو دل کو سنبھالا نہ جائیگا
دیکھو نہ آئینہ مین تماشے جمال کے

مجھہ کو مٹا دیا مرے ذوقِ نیاز نے
انداز ہین جبین مین دل پایمال کے

مرنا تمھارے ناز پہ اک بات ہو گیا
کیا سہل ہین مآل امید محال کے

ہر دل مین بوی عشق ہی ہر گل مین رنگِ حسن
ہر جا نئے نئے ہین تماشے جمال کے

اللہ رکھے حضرتِ ذوق کو ای ظہیر
ہم بھی وظیفہ خوار ہین اکل حلال کے

کیا جانے تو کسی کی ستمگر لگی ہوی
جبتک نہ چوٹ ہو کوئی دلپر لگی ہوی

اوسکی بلای زلف معنبر لگی ہوی
جائیگی دم کے ساتھہ برابر لگی ہوی

کیا موںھہ دکھاؤن شرم سی ای اہل رستخیز
ہے خاک کوی غیر جبین پر لگی ہوی

پھرتی رہی نگاہ بھی خنجر کے ساتھہ ساتھہ
رکھی نہ تو نے کچھہ بھی ستمگر لگی ہوی

انصاف اپنا داورِ محشر سے ہو تو ہو
کہتے ہین یان تو لوگ سراسر لگی ہوی

سینے پہ فتنہ گر ترے نقشے کو کیا کہون
تصویر غیر بھی ہے برابر لگی ہوی

کہتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو بلا سے بُری بھلی
ہے دل کو بند گو کے مقدر لگی ہوی

گریہ سے چارہ آتشِ فرقت کا کب ہوا
بُجھتی ہے کوئی یہ دلِ مضطر لگی ہوی

زاہد جو کہہ رہا ہے بتون کو برا بھلا
بت خانیکی ہے چوٹ مقرر لگی ہوی

اب اور ہی ہوا یہ صبا ہے کہ ساتھہ ساتھہ
ہے وہ شمیم زلف معنبر لگی ہوی

چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہون بیقرار
دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوی

دیکھین گے تمکو آنکھہ سے باتین نہون نہون
مہر دہن نہین ہے نظر پر لگی ہوی

ای کاشکے وہ شمع شبستان غیر ہون
یہہ آگ تو ظہیر ہے گھر گھر لگی ہوی

وان طبیعت دم تقریر بگڑ جاتی ہے
بات کی بات مین توقیر بگڑ جاتی ہے

چونک پڑتا ہون خوشی سے جو وہ آجاتے ہین
خواب مین خواب کی تعبیر بگڑ جاتی ہے

محتسب بزم خرابات مین آئے تو سہی
اب کوئی آن مین توقیر بگڑ جاتی ہے

شوخیان جذب تصور کو اوڑا دیتی ہین
کھنچتے کھنچتے تری تصویر بگڑ جاتی ہے

ہای کیسا دم کشتن مرے مونہہ پھیر لیا
تجھسے پہلے تری شمشیر بگڑ جاتی ہے

کچھہ وہ پڑھتے ہین او سمجھتے ہین مرا نامۂ شوق
کچھہ عبارت دم تحریر بگڑ جاتی ہے

بدگمانی مجھے کرتی ہے پریشان کیا کیا
جب تری زلف گرہ گیر بگڑ جاتی ہے

یاس مین شکوے لکھے شوق طلب کی بدلے
میرے ہاتھون مری تحریر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا مری وحشت سے جنون بھی ہے تنگ
روز مجھہ سے مری زنجیر بگڑ جاتی ہے

رنگ جمنے نہین دیتا ہے خیال دشمن
دلمین کھنچکر تری تصویر بگڑ جاتی ہے

داغ الفت وہ بری شے ہے کہ گہنی سی ظہیر
مہر و مہتاب کی تنویر بگڑ جاتی ہے

بنائے سے کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے
مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے

الفت کی کلفت بھی او شادی بھی ہی ہی
کیوں سبب کے گئے ستم اور بھی اغیار کیا ملے

گر مزہ بندگی میں ہے تو جور بھی نہ لون
رحمت سے کیوں عجب ہین کہ بے التجا ملے

تم اور شوخیوں میں بھی ملو جیسے چھوٹ جائے
ہان کچھ ملے تو دل سے تمہاری ادا ملے

جو ہما لگتا ہو سایہ سے اپنے ہزار کوس
ایسے گریز پا سے بھلا کوئی کیا ملے

جتنی زمان وصل کی مدت قلیل ہے
کوتاہ اوس سے کچھ مری دست دعا ملے

یہ حب اہلبیت عجب چیز ہے ظہیر
یہ دل میں ہو تو دین ملا اور خدا ملے

مرا درمان جان نقصان جان ہے
خموشی چارۂ درد نہان ہے

نیاز صرصر وقت خزان ہے
یہین برباد اپنا آشیان ہے

نمو ہی سبزۂ یاد رفتگان ہے
غبار رہ سراغ کاروان ہے

ہوا ہی گل اوڑاتی ہے قفس مین
مرا دوش صبا پر آشیان ہے

خموشی میں ہے اک اقرار مبہم
نہ کہنا پھر مری موہنہ مین زبان ہے

پہونچتے دل سے اس تک ہین آنسو
روان منزل بمنزل کاروان ہے

رہے جاتے ہین ڈلکر دل مین ارمان
وہین ہے وان نہ یان موہنہ مین زبان ہے

اوٹھا جب حشر اوس کوچہ سے اوٹھا
زمین کیا ہے ستم کا آسمان ہے

تمہاری بے نیازی دیکھتی ہے
جبین ہے اور سنگ آستان ہے

نہ آئین دیکھیں کب تک نہ آئین
محبت آج تیرا امتحان ہے

بنی جاتی ہے کچھ جان و جگر پر
لٹا جاتا ہمارا کاروان ہے

یہ بیدردی ہین فقط آنکھون کے ورنہ
وہین ہم بھی ہین وہ کافر جہان ہے

کرشمہ ہے نہ غمزہ ہے نہ شوخی
وہ خود ہی اک ادای جانستان ہے

یہہ کچھہ ساماں یہ کچھہ تزئین ہی کسکی
وہی مہمان ہے یاں جو میزبان ہے

پڑا رہنے دو تم کوچے مین اپنے
ظہیر خستہ زار و ناتوان ہے

مردون کو جلادی تری ٹھوکر تو نہین ہے
رفتار ہے رفتار ہے محشر تو نہین ہے

یہ برق جہندہ کوئی اخگر تو نہین ہے
دیکھو تو کہین یہ دل مضطر تو نہین ہے

یہ منزل تسلیم ہے ای خضر بتا دو
ہموار ہے رستہ کوئی ٹھوکر تو نہین ہے

سچ تو کہو واعظ کہ قیامت کی درازی
طول شب ہجران کی برابر تو نہین ہے

اصرار ہے اتنا تمہین کیون دینے مین اسکے
یہ بوسہ لب کچھہ زر و زیور تو نہین ہے

تم اور ادا ہای فسونکار تمہاری
دل ہی تو ہے آخر کوئی پتھر تو نہین ہے

یہ سچ ہے بڑی شی ہے حسینونکی محبت
ناصح مرا قابو مرے دل پر تو نہین ہے

کیا غم ہے جو میخانہ مین شیشہ کوئی ٹوٹا
ای محتسب اپنا وہ مقدر تو نہین ہے

اوٹھیگا نہ بے حشر اوٹھی کوہی عدو سے
یہ نقش کف پا ہے مرا سر تو نہین ہے

ہمکو در میخانہ پہ ہو آنے دے واعظ
توبہ کا ہوا بند ابھی در تو نہین ہے

ممکن ہے کہ ٹل جای ظہیر جگر افگار
کوچہ ہے ترا عرصۂ محشر تو نہین ہے

رگ رگ مین اک تپش جو سمائی ہوئی سی ہے
یہ آگ تو کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

تربت پہ بیکسی سی جو چھائی ہوئی سی ہے
یہ نعش تو کسی کی ستائی ہوئی سی ہے

ناصح نہ اوسکے ملنے کی قسمین دلا مجھے
سوگند اسطرف سے تو کھائی ہوئی سی ہے

پرسش ہوا اونکی بزم مین اپنی یقین نہین / یہ بات تو کسی کی بنائی ہوی سی ہے

کچھ رشک آفرین ہین کف پا کی شوخیان / یہ تو حنا کسی کی لگائی ہوی سی ہے

بدمستی شبینہ کا اب تک خمار ہے / یہ بیخودی تو نہین ہے پلائی ہوی سی ہے

ظاہر ہین رنگ وعدہ سے وعدہ خلافیان / یہ طرز گفتگو تو اڑائی ہوی سی ہے

اچھی ہی گر کہون تو سمجھتے بری ہو تم / پٹی کسی برے کی پڑھائی ہوی سی ہے

وہ کشتۂ ستم زدہ شاید ظہیر ہو / اک نعش تازہ خون مین نہائی ہوی سی ہے

تربت مٹے ہوؤن کی مٹائی ہوی سی ہے / خاک مزار تک بہی اڑائی ہوی سی ہے

قاصد او نہین کچھ اور سمائی ہوی سی ہے / اور یان لبون پہ جان بہی آئی ہوی سی ہے

ای چرخ کجروی کا تجہے کیا شعور ہے / یہ چال تو کسی کی اڑائی ہوی سی ہے

کیا کہہ رہی ہے شرم مین شوخی نگاہ کی / یہ آنکھ تو کسی سے لڑائی ہوئی سی ہے

ای شمع کسکے سامنے یہ شوخ چشمیان / حیرانی تری نگاہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

ہونی ہے تمسے قطع ملاقات ایک دن / یہ بات تو زبان پہ آئی ہوی سی ہے

دخل شب فراق نہین بزم غیر مین / میری طرح سے یہ بہی ستائی ہوی سی ہے

کیا پھر کسی حسین پہ کہین مر مٹے ظہیر / کیون مردنی سی چہرہ پہ چھائی ہوی سی ہے

امید قتل نیم نگاہی مین رہ گئی / کھینچ کھینچ کے تیغ دست سپاہی مین رہ گئی

تقریب صلح تلخ نگاہی مین رہ گئی / سب کی زبان بند گواہی مین رہ گئی

کچھ کچھ حیا جو تلخ نگاہی مین رہ گئی / تھوڑی سی دیر گھر کی تباہی مین رہ گئی

اندھیری رہا شب مہتاب ہجر مین / مل جل کے روشنی بہی سیاہی مین رہ گئی

گریہ درد نہیں نغمۂ شادی ہی سہی
کچھ تمہاری بھی تو شرکت مری شیون میں رہے

خار بن بن کے چبھے حسرت و ارمان دل میں
پھر کھٹکتے ہوے کانٹے اسی گلشن میں رہے

بعد کشتن بھی ترے دل سے کدورت نہ گئی
دفن اس خاک کے مردے اسی مدفن میں رہے

چارہ گر زخم پہ دیتا ہے سمجھ کر ٹانکے
کہ جراحت کا مزہ کاوش سوزن میں رہے

پھونک دے کاش زمانے کو تری برق نظر
ایک کانٹا بھی اولجھنے کو نہ دامن میں رہے

اوسکے گیسوی پریشان کو صبا تاب نہ دے
برہمی کا شکن بھی خاطر دشمن میں رہے

عمر بھر ہم ترے ممنون رہیں ای شب ہجر
آج مہمان اگر خانۂ دشمن میں رہے

اب بجھے اب بجھے اک موج دم سرد کے ساتھ
ہم چراغ سحری محفل دشمن میں رہے

نیم جلووں سے تسلی نہیں ہوتی دل کو
کاش تار نظر اپنا تری چلون میں رہے

حیف اوس کشتہ پہ جو خاک رہ دوست نہیں
رحم اوس زندہ پہ جو حسرت مردن میں رہے

ٹوٹ جائیں دل غمگین تمنا اللہ کرے
ہات وہ ہات جو شب بھر تری گردن میں رہے

وہ رہے پاس بھی تو رشک نے ملنے نہ دیا
بدگمانی کی طرح سے دل بدظن میں رہے

آتش رشک سے سرمایۂ دل سب پھونکا
چار تنکے نہ جلانے کو نشیمن میں رہے

ہم تو اس دل کی محبت سے الہی باز آئے
یہ بلا کاش کہیں سینۂ دشمن میں رہے

روز رہے صبح وطن شام غریبان ہمکو
ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ نشیمن میں رہے

صبر بنکر دل عاشق میں سماے یکسر
وہ کرشمے کہ تری نرگس پرفن میں رہے

ہاتھ وہ خار ہیں جنکو نہیں کچھ تجھ سے لگاؤ
خار وہ گل ہیں کہ اولجھے تری دامن میں رہے

کاش اپنے ہی گل داغ تمنا ہوتے
ہار بن بن کے جو غنچہ تری گردن میں رہے

جو اشارے کہ تری نرگس پرفن سے بچے
فتنے بن بن کے وہی دیدۂ روزن میں رہے

شیخ آگاہ ہو گر سر حقیقت سے ظہیر
سبحہ سے فرق نہ زنار برہمن میں رہا

رسم و راہ رازدانی اور ہے
گفتگوی بے زبانی اور ہے

بعد کشتن بدگمانی اور ہے
کیا ابھی تاک سرگرانی اور ہے

وعدہ ہی سے ہو نہیں تسکین دل
کچھ نشاط کامرانی اور ہے

عاشقی اور آرزوی التفات
شیوۂ آداب دانی اور ہے

نامہ بر کہتا ہے اگر مجھ سے کچھ
مجھسے اسرار زبانی اور ہے

غیر سے ملتا تو کچھ مشکل نہیں
ہمکو بس مکر بدگمانی اور ہے

التفات عام ہے کچھ اور شے
اور الطاف نہانی اور ہے

ہای لطف تلخکامیہای شوق
لذت نامہربانی اور ہے

رنجشین دل مین نظر مین کاوشین
اور تسکین زبانی اور ہے

ظلم ہوے جھگڑے سے شب غم کی ظہیر
اک ستم سخت جانی اور ہے

مہکی ہوی کسی کے جو عطر قبا مین ہے
کچھ آج بوی مشک بھی شامل ہوا مین ہے

تاثیر دل جلوں کے بہت کچھ دعا مین ہے
آنکھوں سے دیکھ لوگے جو قدرت خدا مین ہے

موج نسیم صبح کی اٹکھیلیان نہ پوچھ
شامل جو گرد راہ تری کچھ ہوا مین ہے

کچھ کم نہین ادای تغافل عتاب سے
شوخی مین کب ہے وہ جو قیامت حیا مین ہے

ہوتی ہے حسن عشق مین کتنی مناسبت
میرے بیان کا رنگ تمہاری ادا مین ہے

لیتی ہے اوسکی زلف معنبر سے نہر کی
دیکھو دماغ موج صبا کس ہوا مین ہے

ملتے ہوے ہین عاشق مضطر سے ننگ و ننگ کیا
بیتابیان ہین ناز مین شوخی ادا مین ہے

زاہد کو طاعتون سے ہے جس شے کی جستجو
رند سیاہ کار کی وہ التجا مین ہے

بنتے ہین روٹھ روٹھہ کے عاشق سے خوبرو
من من کے روٹھنا یہ تمہاری ادا مین ہے

یکرنگی ستم بھی عنایت سے کم نہین
رنگ وفا شگفتہ تمہاری حنا مین ہے

جو غنچہ نا شگفتہ رہے ہے وہ دل مرا
جو عقدہ وا نہو تری بند قبا مین ہے

ہر ہر قدم پہ ناز سے مٹ مٹ کے رہ گیا
عاشق کے دل کا رنگ ترے نقش پا مین ہے

بیجا ہین اب تو خوگر ہجران سے کاوشین
آزار رنج مین نہ صعوبت بلا مین ہے

دل کہولکر شکایت ہجران کرو ظہیر
منت مین کچہہ مزہ نہ اثر التجا مین ہے

یہ کیسی شوخیان ہونے لگین ہر بار دامن سے
کہ مونہہ کو ڈہانک لیتے ہو دم گفتار دامن سے

نہ رکہنا اے جنون باقی بدن پر تار دامن سے
کہ تجہکو ننگ ہے دامن سے تجہکو عار دامن سے

یہ کیون رہنے لگی میری طرح تکرار دامن سے
یہ کیون ہر دم الجہتی ہو دم رفتار دامن سے

الجہہ کر تو نے دست شوق کیون گستاخ دستی کی
وہ کافر اور بھی رہنے لگا ہشیار دامن سے

چہپا لے بات کو ہوتے ہے یا تم آپ چہپتے ہو
یہ کیون ہونے لگے پردے دم اقرار دامن سے

یہ شوخی ہے کہ تمکین ہے الہی کیا قیامت ہے
الجہتے ہین دم رفتار سو سو بار دامن سے

مین ان بہولی اداؤن پر تصدق کیون نہو جاؤن
کبہی گیسو سے الجہن ہے کبہی تکرار دامن سے

الجہکر خار دامن سے مری کیا کیا پشیمان ہین
کہ اب دامن چہڑانا ہو گیا دشوار دامن سے

بہار جامۂ گلگون نہ مانون گا نہ مانون گا
یہ بوٹے ہین کسی نے دیدۂ خونبار دامن سے

کشود مطلب عاشق ہے اوس دامن سے وابستہ
کہ جس کافر کے دامن کو ہے ننگ و عار دامن سے

بہلا اوس چشمِ مخمور دہ سے کیا کام دل نکلے
رہے جو باخبر سایہ سی اوسکے ہوشیار داماں سے

یہ کیسی بیخودی غش یہ غش کیوں مجھکو آتی ہیں
وہ کیوں جہلنے لگے پنکہا مجھے ہر بار داماں سے

مری تردامنی سے ابرِ رحمت پانی پانی ہی
ہمیشہ مانگتی ہے توبہ استغفار داماں سے

شبِ وصل اوس ستمگر نے نیا پردہ نکالا ہے
کہیں حشمت کہینچی ہی مری دیوار داماں سے

ہوا داس کی سوزِ دل پہ کیا کیا رشک افشاں ہے
کوئی پنکہا سا جہلتا ہے دمِ رفتار داماں سے

قیامت تک اگر تہم جائی گریہ تو مرا ذمہ
وہ آنسو تو مری پونچہیں ذرا اکبار داماں سے

کسی پردہ نشین کی تیغِ الفت دل لیکہا ہے
چہپا رکہا ہے ہمنے زخم اس دلدار داماں سے

یہ دو کلمہ محبت کے نہ بہولینگے
بندہے ہیں یہ ہمارے گوہرِ شہوار داماں سے

ظہیر اب سر پہ اوسکے دامنِ دولت کا سایہ ہے
کہ وابستہ ہین جسکے کافر و دیندار داماں سے

مرحبا اصلِ علی سیر کو جانیوالے
خواب ہین دولتِ بیدار کی پانیوالے

کیا غنودہ ہو شکر خواب ہین انکہیں کہولو
خوابِ خرگوش ہین فتنوں کو سلانیوالے

کہول دو ہی نرگسِ مخمور کو ای مایۂ ناز
مژدۂ وصل سناتے ہین جگانیوالے

نرگسین باغ ہی چشمانِ ملک سی جادہ
رکہہ قدم ناز سے آنکہوں مین سمانیوالے

دیدۂ عاشقِ بیتاب ہین در ہائی بہشت
چشم براہ ہین پردونکی اوٹہانیوالے

منتظر ہین ترے سکانِ ملاءِ اعلی
لینے آئے ہین تجھے وحی کی لانیوالے

چلکے اب مسندِ قوسین پہ ہو جلوہ نما
کہ بلاتے ہین تجھے پاس بلانیوالے

ہے یہاں قربِ ندای فتدلی پیہم
شوق سا شوق ہی ای شوق بڑہانیوالے

ساتھہ فتراک کے ہمراہ کا جی چہوٹ گیا
گرم رو مثلِ دعا عرش پہ جانیوالے

جان سو جان سے اس نرگس شہلا پہ نثار
دیکھ لے سرمۂ مازاغ لگانے والے

جادۂ نعت سے ہے بالغرض ہشیار ظہیر
گر بھی پڑتے ہین بہت پاؤن بڑھانیوالے

ہو مبارک تجھے معراج کے جانیوالے
بخت بیدار صفت خواب منانیوالے

ڈھونڈھتی ہے ترے سایہ کو عبث چشم ملک
کہ اوڑا لیگئے آنکھون مین اوڑانیوالے

بخشش امت عاصی تو بڑی بات نہین
کہ ترے ناز اوٹھاتے ہین اوٹھانیوالے

روز محشر بھی تری لطف سی ہے چشم نجات
میری کشتی کو تلاطم سے بچانے والے

دے سہارا تجھے طوفانِ بلا ہین غم حشر
میرے بیڑے کے سدا پار لگانیوالے

حسرتِ مردۂ عاشق کو جلا دے آکر
لب جان بخش سے مردونکے جلانیوالے

بیڑے گنہگار کے بیڑے کا نگہبان تو ہے
کشتی امت عاصی کے بچانیوالے

روز محشر ہے پر آشوب تو کچھ باک نہین
آپ ہین آپ ہین بگڑی کی بنانیوالے

دل اشک ہے گناہون سے ظہیر ناکام
تیرے الطاف ہین امید بندھانیوالے

رحم کر رحم کر او ناز سے چلنے والے
ٹھوکرین ہین دل عاشق کے مسلنے والے

تیری شوخی نے بندھائی ہین امیدین کیا کیا
دم بدم مثل فلک رنگ بدلنے والے

وصل ہے وصل ترے ناز و ادا کے قربان
ہان سدا ہان رے شوخی سے مچلنے والے

ہوتے ہوتے ہی کہین صبر کی عادت ہوگی
رفتہ رفتہ ہی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

شمع سے گرمی محفل ہے نہ پروانے سے
اور ہین اور ہین اس غم مین جلنیوالے

ایک زیور ہے تلون بھی حسینون کیلیے
خود بدل جاتے ہین پوشاک بدلنیوالے

چھوڑ دے نبض کو ہٹ جا مری بالین سے طبیب
ایسے بیمار نہیں تجھ سے سنبھلنے والے

سخت دل سنگ ہین خوبانِ گل اندام ظہیر
ایسے پتھر نہیں نالون سے پگھلنے والے

اولگا ہون کسطرح دل مین اوترنیوالے
داغ بن بن کے کلیجے مین ابھرنیوالے

ناخدا ترس ستمگار مکر سے تو والے
آدمی کیا کہ خدا سے نہیں ڈرنیوالے

قافلے سوی عدم روز چلے جاتے ہین
یہ مسافر نہیں رستے مین ٹھہرنیوالے

خار بوئے ہین جو اغیار نے سب جانتے ہین
یہ شگوفے ہین بہت جلد ابہرنیوالے

شکوۂ غیر یہ کہتا ہے کہ ہان ہان سچ ہے
تم سلامت رہو الزام کے دہرنیوالے

ناز کی شان ہے جو حسن کی زینت ہے عتاب
کہ سنورتے ہین بگڑتے نہیں سنورنیوالے

خود بدآموز ہو جب تم ہی تو کیا جرم رقیب
کہ او بھارے ابھرتے ہین ابھرنیوالے

لو وہ کہتے ہین عرض تمنا کر سب کو
آپ ہی نام خدا ہمسے ہین مرنیوالے

داورِ حشر سے ہرگز نہ کرینگے فریاد
حشر کے دن بھی ترے قہر سے ڈرنیوالے

باز آتے ہین وفا سے کہین جانباز ظہیر
گر گذرتے ہین ستم جان پہ کرنیوالے

ہو جو بے سبب جو وہ رنجیدہ ہوگیے
معلوم دل کے عقدۂ پیچیدہ ہوگیے

اہلِ گل کے رنج ہجر سے کاہیدہ ہوگیے
آخر تری تجہی سے ای دلِ غمدیدہ ہوگیے

کھودی ہی سہی دل خانہ خراب نے
وہ کیا کہ جیتے ہم اور بھی گردیدہ ہوگیے

آتی نہیں ہے نیند کہ وہ آئینہ چشم ہین
کچھ بخت نا صواب بھی خوابیدہ ہوگیے

بیتابی اوٹھائے رنج امیدین سوا ہوئین
ہم کاہشون سے اور بھی بالیدہ ہوگیے

آشوب روزگار ہے وہ چشم نیمخواب
بیدار جملہ فتنۂ خوابیدہ ہو گیے

کہتے تھے یون کہین سے گے مگر اونکی سامنے
سب محو فقرہای تراشیدہ ہو گیے

پردہ اوٹھا اودہر کہ نظر پہر پڑا ادہر
وہ سامنے نہ آسکے کہ پوشیدہ ہو گیے

اسد رشک غیر کی نازک مزاجیان
ہم اونسے بات بات پہ رنجیدہ ہو گیے

قاصد ہی جا سکے کوچہ جانان مین سوا ہے
وہ بہی ہمارے طالع خوابیدہ ہو گیے

دشمن کا ذکر وہ تہائی مین بات تو نہ تہی
تم تو ذراسی بات مین رنجیدہ ہو گیے

ہے کل کی بات رند خرابات تھے ظہیر
حضرت کہان سے عاقل و سنجیدہ ہو گیے

محبت مین ہم سب گوارا کرین گے
مگر وہ تو کہہ دین کہ وہ کیا کرین گے

وہ لیتے تو ہین دل مگر کیا کرین گے
جلایا کرین گے ستایا کرین گے

ملو تم رقیبون سے ہم دل سے روٹہین
تم ایسا کرو گے ہم ایسا کرین گے

مری بیقراری وہ سن سن کے بولے
وہ دل ہین کہ اسطرح تڑپا کرین گے

دم واپسین کیون عیادت کو آئے
وہ دشمن نہین ہین کہ دیکھا کرین گے

ہر اک ابتدا کے لیے انتہا ہے
ستم کر چکین گے تو پہر کیا کرین گے

پہ رفتار والے نہ چوکین گے وان بہی
قیامت مین بہی حشر برپا کرین گے

ستم ناز غمزہ تغافل تبختر
وہ اتنی نزاکت پہ کیا کیا کرین گے

مری حیرتین جنسے دیکہی نہ جائین
وہ کیا آئینے مین تماشا کرین گے

وہ کہتے ہین وہ میرے مشتاق کیون ہین
ہین آئینہ ہون کیا کہ دیکہا کرین گے

برے وہ نہین بیچ والے غضب ہین
خدا جانے کمبخت کیا کیا کرین گے

چلے تھے یے خوش خوش مگر یہ نہ سمجھے
کہ اس عمر فانی مین کیا کیا کرین گے

تم اور تمکو ملنے کی مجھسے تمنا
یہی صاف کہدو ستایا کرین گے

وہ بیزار ہوتے ہین گر دوستی سے
او نہین خط مین دشمن ہی لکہا کرینگے

وہ تم ہو کہ ملکر ملو گے نہ ہم سے
وہ ہم ہین کہ پہر بہی تمنا کرین گے

تمہین وعدہ کرنے مین کیون ہی تامل
ہم ایسے ہین تمسے تقاضا کرین گے

کسی طرح وہ خط کو دیکہین تو قاصد
او نہین حال دشمن ہی لکہا کرین گے

وہ کہتے ہین مرنے کو مر جاے کوئی
دوا مرنیوالے کی ہم کیا کرین گے

وفادار جو میری ضد سے بنے ہین
بہلا وہ عدو سے وفا کیا کرین گے

ہو سکا ر مرنے پہ جی دے رہے ہین
وہ خود بیوفا ہین وفا کیا کرین گے

بس اب ہمسے وہ جب ہے ملتے ہی ملئے
کہ اغیار یون بہی تو سودا کرین گے

ظہیر اون سے ملتے نہ لڑتے بنے گی
نہ ایسا کرین گے نہ ویسا کرین گے

کب کسی سے کلام ہوتا ہے
بیدہانی کا نام ہوتا ہے

لیجیے رخصت غلام ہوتا ہے
آخری یہ سلام ہوتا ہی

روز وان قتل عام ہوتا ہے
کار عالم تمام ہوتا ہے

جسکی آتی ہے وہ ہی مرتا ہے
خیر یون کا نام ہوتا ہے

عرض مطلب پہ کیون برا مانا
سبکو دنیا مین کام ہوتا ہے

آج ہو جائین ہم سے دو دو حرف
کل کا قصہ تمام ہوتا ہے

یان پیام وصال آیا ہے
وصل کا وان پیام ہوتا ہے

جو کسی کا خیال ہے [illegible] | [illegible] اوس کو [illegible]
[illegible] امید [illegible] | [illegible]

[illegible]
[illegible]

نہ سمجھو فغان سے اثر جائیگی | کبھی تو [illegible] اثر جائیگی
نہ اوپر ہی اوپر نظر جائیگی | نہ ہاسے [illegible] کر جائیگی
رہین گے گلے حشر تک ای اجل | شب غم بھی آخر گذر جائیگی
طبیعت سے آخر قیامت نہین | یہین تک تو آئے ٹھہر جائیگی
تم اپنی نبیڑو تمہین اس سے کیا | گذرنے کو یان بھی گذر جائیگی
جلا تو بھی یہہ تو سوچو ذرا | کسی پر قیامت گذر جائیگی
ستم کرکے تم کیون ستمگر بنو | تمہاری ادا کام کر جائیگی
مصیبت سے کاٹونگی کیا زندگی | یونہین روتے دھوتے گذر جائیگی
خیانت نہ تم ہاتھا پائی کرو | [illegible] کی اوتر جائیگی
نہ مضطر ہو اتنا ترے ساتھ تھا | مری جان اسے نامہ بر جائیگی
دل مضطرب کا فسانہ لکھون | کہ اوڑکر وہان یہ خبر جائیگی
بہلا دیجیے وعدہ غیر بھی | ہماری شکایت اوتر جائیگی
کدورت کے ہین چار دن چاؤ بہا | بس آخر کو دل سے اوتر جائیگی
بری دن بھی اپنے نکل جائینگے | شکایت نہ یہہ عمر بھر جائیگی
بنے گی شب غم شب وصل غیر | یہ چتبنی اودہر سے ادہر جائیگی

شب ہجر ٹلتی ہے کوئی ظہیر
مری جان لیکر مگر جائیگی

نہ ہوئی مونس دشمن شب فرقت میری
مجھ پہ شب بار ہوئی جاتی ہے غربت میری

دل سے مٹتی نہین اسیر ہی کدورت میری
روز آ آ کے ستاتے ہین وہ تربت میری

دل مین کس پیار سے رکھتی ہو عداوت میری
مجھ سے بہتر ہے بہرحال کدورت میری

آپ اور غیر سے کرتے ہین شکایت میری
ٹپکی پڑتی ہے عداوت سے محبت میری

وہ جو بڑھ بڑھ کے تری چاہ کا دم بھرتے ہین
اونکو اللہ دکھا دے کوئی صورت میری

خواب مین بھی تو پس مرگ نظر آتا ہون
روز ہوتی ہے رقیبون کو زیارت میری

حشر آیا غضب آیا جدھر آئی ظالم
ملتی جلتی ہے تری ضد سے طبیعت میری

وہ مرا نام بھی لینے کے روادار نہین
غیر کیا جا کے کرین اوس سے شکایت میری

ہون بھی دنیا مین نہین بھی ہون ننگ عنقا
لے اوڑی ہے مجھے آفاق مین شہرت میری

میرے دعوے پہ وہ جھوٹا مجھے ٹھہراتے ہین
کہ طلب کرتے ہین مجھ سے ہی شہادت میری

عرض مطلب پہ کبھی منہہ سے نکلتی ہی نہین
آپ کی ہان ہے یہ کمبخت کہ حسرت میری

اوسکے کوچہ سے اوٹھاتے ہین جو احباب مجھے
بیٹھی جاتی ہے میرے ساتھ طبیعت میری

اب تو گھبرا کے محبت مین یہ کہتا ہون ظہیر
دے نہ دشمن کو بھی اللہ مصیبت میری

ناتوانی سے وہ نازک ہے طبیعت میری
مس سے پہلے ہی بدلنے لگی حالت میری

مین نہ کہتا تھا کہ غماز برے ہوتے ہین
تم نہ سنتے تھے رقیبون سے شکایت میری

چپکے بیٹھے ہوے تکتے ہین وہ صورت میری
بات کرنے نہین دیتی ہے مجھے حیرت میری

یہ تو کہنے ہی کی باتین ہین بہت ہین تمسے
دل مین تم خوب سمجھتے ہو محبت میری

ورنہ کہین ہی تو اغیار کے گھر جاتا ہون
لوگ کرتے ہین تمہین سے تو شکایت میری

بے مروت انہین کہتے ہین وفادار نہین
دیکھ لو اپنے چلن اور مروت میری

مین جہان ہون وہین مجھسے کوئی آگاہ نہین
اور ہونیکو تو کس جا نہین شہرت میری

آئینہ دیکھ کے اک اک سے وہ فرماتے ہین
گل مین رنگت ہے نہ غنچہ مین نزاکت میری

ایک عالم ترے جلوون کا طلبگار ہوا
پھونکے دیتی ہے مجھے گرمیِ شہرت میری

تمکو پیچھے کو ہٹاتی ہے محبت مین حیا
مجھسے آگے گئی فرسنگ ہی ہمت میری

روزِ محشر سے کسی کی تو گنجایش ہو
غیر کے ہاتھ ہی ہو کاش شہادت میری

حسن والفت کے کرشمون کا تماشا ہے عجب
دل ہو تیرا سا محبت مین طبیعت میری

مین بھی اک شے ہون مرے مشربِ رندی پہ نہ جا
تجھکو زاہد نہین معلوم حقیقت میری

میگسار و مری توبہ کا بھروسا کیا ہے
دیر لگتی نہین پھرتے ہوئے نیت میری

آپ دشمن کے طرفدار ہوئے تو ہو جائین
بندہ پرور ہے مرے ساتھ ہی قسمت میری

جو کہے سچ ہے وہ جو ناز کرے سب ہے بجا
چھین لی روزِ ازل غیر نے قسمت میری

ٹوٹنے ہی کے لیے ہے مری توبہ زاہد
باندھنی ہی کے لیے روز ہے نیت میری

وہ ہون پاس نہون شک تو یہی دلمین ظہیر
دخل اغیار سے خالی نہین خلوت میری

شرکت گناہ مین بھی رہی کچھ ثواب کی
توبہ کے ساتھ توڑیے بوتل شراب کی

سنتا ہے کون حضرتِ واعظ جناب کی
کیون میکدہ مین وعظ کی مٹی خراب کی

پیشِ رقیب بزم مین رکھہ لیتا آبرو
اپنی حیا کی اور مرے اضطراب کی

حیرت سے ہے بند گرانجانی مری
زیست سے دشوار آسانی مری

گر نہ دیکھو آئینہ مین دیکھ لو
اپنی صورت اور حیرانی مری

گر نہ بھید سے نے رکھ لی آبرو
بات دشمن نے نہ پہچانی مری

کس خم گیسو سے ہے دلبستگی
مجھپہ صدقے ہے پریشانی مری

کیون اٹھاؤن منت کش غمخوار ہون
خود مری وحشت ہے دیوانی مری

لیچلے احباب نعش خونچکان
آج حورون مین ہے مہمانی مری

پاؤن ٹوٹے جسقدر کی جستجو
سعی بیجا سہل ہے نادانی مرے

سہل ہے تمکو مری قطع امید
شاق ہے مجھپر گرانجانی مری

کفر سے توبہ مری کم استوار
نا مسلمانی مسلمانی مری

دربدر کی جبہہ سائی سے حصول
مٹ چکی تحریر پیشانی مری

مین شب وصل عدو جیتا رہون
ہے سبک کتنی گرانجانی مری

تمکو زیبا ہے تمہاری ہے ہنسی
کب گئی مجھسے پریشانی مری

آپ تو اپنی نہین ہین پند گو
کیا کرینگے وہ نگہبانی مری

اوسکی دامن پاک پر لیجے نگاہ
زہد سے آلودہ دامانی مری

روز و شب آنکھون مین رکھتا ہے مجھے
غرض دشمن سے ہے نگہبانی مری

آئینہ ہے گر تمہارا عکس رو
ہے مری تصویر حیرانی مری

ٹھوکرین کھائے ہین جس جگہہ منزل ہوئی
ہوگئی رہبر تن آسانی مری

ہے توقع بے سبب دار زندگی
موت کرتی ہے نگہبانی مری

ہے یہی شیوہ مسلمانی ظہیر
دست کافر اور قربانی مری

جسے چاہو ہوئی دشمن ہوا وہ
محبت میں اثر کیا چاہیے کیا ہے

پہنانے اور پھر چھوٹیں گے باقی
لحاظ دوستی نہ کر کیا چاہیے کیا ہے

بڑی ہے آہ ظالم دل جلوں کی
کرو تم اسکا اثر کیا چاہیے کیا ہے

نہیں مجھ سے ظہیر آگاہ کوئی
مرا عیب و ہنر کیا جانے کیا ہے

اونہیں دھیان کیا آگیا سوتے سوتے
کہ وہ رہ گئے کچھ خفا ہوتے ہوتے

بگڑنا ہنسی میں ادا انکی ٹھہری
مجھے لگ گئیں ہچکیاں روتے روتے

محبت میں دشمن ہیں دل کاش ملتے
کہ رہتا کوئی ایک دو کو تو کھوتے

لب زخم شاکی ہیں اوناوک افگن
لگائے عجب تیر ہیں تہدتے تہوتے

تمہاری محبت نے یہہ گل کھلائے
تہہ دو سہاگ گئے خار تم بوتے بوتے

ہمیں در گذر کر گئے خیر گذری
ابھی رہ گئی اون سے شر ہوتے ہوتے

وہ کب چشم پرخون یہ رکھتے ہیں دامن
کوئی مر بھی جائے اگر روتے روتے

نہ چھوٹا ظہیر آہ داغ معاصی
بتنگ آ گئے ہم اسے دھوتے دھوتے

نہ باتیں نہ آنکھیں ہیں وہ چاہ کی
ملاقات ہے گاہ بیگاہ کی

وہ کہتے ہیں منہ سے اگر آہ کی
تو امید رکھنا کبھی چاہ کی

جو ٹھہرے ہیں بوسے عنایت کرو
کہ میعاد گذری ہے تنخواہ کی

وہ کہتے ہیں شکووں پہ اغیار کے
یہی شک گر تھا تو کیوں چاہ کی

چلو بتکدے تک ذرا شیخ جی
دکھا دیں تمہیں قدرت اللہ کی

کہین دیدۂ غور سے نگاہین جو ٹھہر — جھگڑے ہین بہت سے اور کہانی تھوڑی

دیگر

یارب زر و جان و مال تو دیتا ہے — علم و خرد و جمال تو دیتا ہے
کچھ کسب و تلاش پر نہین ہے موقوف — دیتا ہے جسے کمال تو دیتا ہے

دیگر

کیفیتِ حال و قال تو دیتا ہے — چشم و نظرِ جمال تو دیتا ہے
آنکھونکو نگاہ دل کو نورِ عرفان — اے قادر بیہمال تو دیتا ہے

دیگر

محتاج کو رزق و آب تو دیتا ہے — بیتاب کو صبر و تاب تو دیتا ہے
یارب نہین کچھ تیرے خزانہ مین کمی — دیتا ہے تو بحساب تو دیتا ہے

دیگر

مستوجبِ طاعت زمانہ تو ہے — بخشندۂ تاج خسروانہ تو ہے
یارب نہین وہر ہین کسیکا کوئی — بیگانہ ہے خلق اور یگانہ تو ہے

دیگر

ہر شے مین کمال کبریا کو پایا — شہ رگ سے قریب تر خدا کو پایا
بیمثل و نظیر ذات مطلق دیکھی — اور بعد خدا کے مصطفٰے کو پایا

دیگر

ہو کس سے ثنائے شاہِ لولاک — عاجز ہین بشر کی فہم و ادراک
اللہ کے قول پر ہے اتمام کلام — لولاک لما خلقتِ الافلاک

دیگر

صد شکر کہ آدمی بنایا تو نے	ہستی مین عدم سے لا بٹھایا تو نے
تلخی و خوشی و عیش اندوہ و ملال	دکھیا وہ نظر سے جو دکھایا تو نے

دیگر

کب لا و نعم کا ہم کو مقدور رہا	وہ تو نے کیا تجھے جو منظور رہا
جس بار کشی سے ہین فرشتے معذور	انسان ضعیف اوسپہ مامور ہوا

دیگر

قسام ازل نے جو بنائی تکلیف	خاصانِ خدا نے وہ اوٹھائی تکلیف
دنیا کی ہر اک شے کو دیکھا بے اصل	اک دولتِ بے زوال پائی تکلیف

دیگر

جو کچھ ہے کیا کیا خدایا تو نے	خالی نہین سر سے جو بنایا تو نے
شایان ہے تجھی کو کبریائی تیری	ناچیز کو چیز کر دکھایا تو نے

دیگر

حکمت سے نہین خلاف قدرت تیری	دوزخ بھی تیری ہے اور جنت تیری
کچھ اس سے نہ مدعا نہ اوسکا شکوہ	راضی برضا ہون مشیت تیری

دیگر

یارب غم و رنج ہین عنایت تیری	بندہ ہون تیرا یہ سب ہے دولت تیری
تو نے مجھے دی ہے اور تو نے لی لی	کیا منہ ہے کہ کر سکون شکایت تیری

دیگر

یارب ہے مجھے فرض ہی عبادت تیری
کیا کچھ نہ دیا غیب تو نے نہ بخشا مجھکو
کچھ مجھ سے ادا ہوئی نہ طاعت تیری
افسوس ہوئی نہ قدرِ نعمت تیری

دیگر

بکار ہیں جتنے لمبی ڈاڑھی والے
سب پیش رو ہیں اک دغا کی ٹٹی
قصاب ہیں یہ چھری کٹاری والے
کرتے ہیں شکار خوب جھاڑی والے

دیگر

عابد ہو فقیہ ہو گدا ہو یا شاہ
حسد شوہر یک عروس زالِ دنیا
کرتی ہے ہر ایک کو یہ مجبہ گمراہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

ناصل سے ہے خطا کی امید
کرتے ہیں جو اسرال یہ او سیکو بیٹے
نیکی کی امید ہے بدی کی امید
رکھتا ہو جو اوسنے دوستی کی امید

دیگر

انسان نہ بخیل سے کبھی آ سکتا ہے
اپنے پہ خوشی ان جو پا جائے رسوخ
سایہ سے جہاں تک کہ بچا جائے بچے
سچ ہے کہ خدا لگے کو نا خون نہ دے

تخمیس بر غزل مولانا محمد جان قدسی

عیدا جانِ جہان نازش عالی نسبی
آب و رنگ چمنِ ہاشمی و مطلبی
شورش حسن نہان مظہر سر عجبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اللہ اللہ رے اثر عشق ترا بوالعجبی
لے اڑی حسن کو خود حسن کی شہرت طلبی
گفتگو وحدت و کثرت میں ہے اب بے ادبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر کس کے کرشمہ سے ہوئے دیر و حرم
کس کی آئینہ طلعت ہیں حدوث اور قدم
تجھ سوا کون ہے اے چشم و چراغ عالم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

مرحبا شوخی نیرنگ جمال اکبر
ہے ادھر نقش حدوث اور ادھر رنگ قدم
ہر دو عالم میں دکھایا غرض اپنا عالم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

بیکسی ہے مرے اعمال سے کیا کچھ مجھ پر
چارہ چارہ ہے دم تیغ کہ ہر جاؤں کدھر
نگہ لطف سوا کوئی نہیں چارۂ مضطر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

آرزو مند ہیں طوبیٰ و بہشت و کوثر
کہ تری ایک نگہ لطف و کرم ہو ہم پر
زمزمہ سنج ہے ہر حور بہشت انور
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

طے کئے تو نے ہیں اک دم میں یہ عرش گلگشت
اول گلشن فردوس سے لیکر تا ہشت
عرش اعظم ہے ترے توسن چالاک کا دشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یان نہ اب موسیِ عمران ہین نہ امین ہے نہ دشت
عیسی و چرخ چہارم نہ بہشت ہر شت
سے مقام فتدلی پہ حدیثِ گلگشت
شبِ معراج عروجِ تو زافلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہو گی جب گرمیِ ہنگامۂ محشر بیتاب
آپ سے عرض سرا ہونگے رفیع الدرجات
اے سراپا کرم وجود و سخا و برکات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آبِ حیات

رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

حامی کشتیِ امت ہی تو اے خضر نجات
تیرے صدقے سے خطائین ہین ہماری حسنات
سنگاری ہو جو محشر مین تو ہی تازہ برات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

ہے تیری ذات شہا چشمۂ جود و اکرام
تلخکامان ضلالت بہی ہوئے شیرین کام
قلزم رحمت باری ہے تو ای شاہِ انام
نخل بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد ازآن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

نزہت مین قدم سے تیری اے رحمتِ عام
تر و تازہ چمنِ قدس و ریاضِ دو ایام
کیا دمِ صبح ازل تہا سحر روزِ قیام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد ازآن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

خاک سے پہلے ترا نور ہوا جلوہ فزا
جوہر نور کجا و جسدِ خاک کجا
ذرہ و مہر مین ہے فاصلہ و ارض و سما
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

دور کہنچتا ہے قدم سے تیرے عرشِ اعظم
شاد ہین مدح نگاری سے تری لوح و قلم

زمزمہ لب پہ ہے ہر جن و بشر کی ہر دم
نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

دیکھنا لاف زنی اور میرا دعوے ورّم
کیا کہا پھر کیا ہائے غضب وا ئی ستم
سر خجالت سے گریباں میں غرو ہے ہر دم
نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی

ہوئی آئی ہے کہ شاہان جہان کی منشور
باقی رہتی ہیں اشاعت بزبان دستور
تھی مشیت میں اگر حرمتِ یثرب منظور
ذات پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

مظہر لطف خدا نور خدا شانِ خدا
ہوں ثنا سنج ترا اسکے سوا اور میں کیا
یا رسولِ مدنی صلے علی صلے علی
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

راحتِ قلب حزیں دارو ئے دردِ جگری
دردمند انہ شفا جو سے ظہیر و قدسی
یا معین الضعفا خذ بیدی خذ بیدی
سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی
آمدہ سوے تو قدسی سپئے درمان طلبی

تخمیس برغزل مولانا محمد صدر الدین خانصاحب بہادر مرحوم

صدر الصدور دہلی متخلص بہ آزردہ

تردد ہے کہ زہد کے باب میں
ملا آب زمزم مئے ناب میں
تکلف سے ہے کیا بزم احباب میں
پلا ساقیا مے خنک آب میں

کہ ہنستی ہین تو یہ مہتاب مین

سلامت اگر چشم بیخواب ہے — تو یہ خاکدان نذر سیلاب ہے
مصیبت مین کیا جان بیتاب ہے — ان آنکھون سے پنجاب ہفت آب ہے
برستے ہے ابر دو چشم پنجاب مین

یہ ہین حسن و الفت کے راز و نیاز — ہوئی محو تکبیر تشبیب و فراز
سجود خدا مین بھی آئے نہ باز — گیا دین گیا حضورِ نماز
وہ یاد آئے ابروے محراب مین

الٰہی عدو جس سے شرمائی دے — الٰہی جہان جس سے گھبرائی دے
الٰہی زمین جس سے تھرائی دے — الٰہی فلک جس سے پھٹ جائی دے
وہ تاثیر آہِ جگر تاب مین

نیا ہے جہان مین سراغ ابر کا — نہ سرسبز ہرگز ہو باغ ابر کا
نہ لبریز ہو پھر ایاغ ابر کا — ہو آسمان پر دماغ ابر کا
جو ہمت ہو کچھ چشم پر آب مین

تغیر ہوا ہے زمانے مین کب — دگرگون ہوا حال دوران عجب
فلک نے دکھایا یہ کیسا غضب — وہ تڑپان ہین سرایت تھی جنکی شب
گذرتی سمور اور سنجاب مین

لگاتا ہے گر ہاتھ پورا لگا — کہ حاصل ہو بسمل کو لذت ذرا
نہین ہے جو سوزش تو پھر لطف کیا — ملے کچھ تو زخم جگر کا مزا
بجھا کر رکھا تیغ زہراب مین

جو ہوں ایک جا مصطفے خاں سے پھر | سنوں ہم جدا مصطفے خاں سے پھر
کہاں آشنا مصطفے خاں سے پھر | جدا یا ملا مصطفے خاں سے پھر

وہی ایک باقی ہیں احباب میں

کسے کوئی کہہ دے کہ کیا دل کا حال | کہ بیدرد کیا جانے گھائل کا حال
جو پوچھو تو بسمل سے بسمل کا حال | کسوں باغباں کیا عنادل کا حال

کہ سب شکر بیگانہ تو تاب میں

پڑی گی نہ جا نوں پہ بجلی گری | نہ ان آسمانوں پہ بجلی گری
کہ ہم بے زبانوں پہ بجلی گری | بلند آشیانوں پہ بجلی گری

جو نیچے تھے ڈوبی وہ سیلاب میں

ظہیر آج بیتاب ہیں دل جگر | گیا شوق پا بوس حد سے گذر
تلطف کی شاید ہوئی ہو نظر | نہ آئے ہوں آزردہ لینا خبر

پڑی دھوم یہ سارے پنجاب میں

تخمیس بر غزل حضور پرنور ناظم بے نظیر ناثر بے مثال حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخاں صاحب بہادر صولت جنگ جی سی۔ آئی۔ ای فرمانروائے ٹونک دام اقبالہ

ترنم ریز مرغانِ خوش الحان ہوتی جاتی ہیں | نواسنجانِ گلشن تہنیت خوان ہوتی جاتی ہیں
چمن شور عنادل سی پرافشان ہوتی جاتی ہیں | خزانکر پرزے ہر جیب و گریبان ہوتی جاتی ہیں

گل و غنچہ چمن مین زیبِ داماں ہوتی جاتی ہین

جنون کا جوش ہی وحشت کے ساماں ہوتے جاتی ہین
کہین تارِ رفو نذرِ گریبان ہوتے جاتی ہین
بہم ہیر ارتباطِ دست و داماں ہوتے جاتی ہین
بہار آئی ہی ہر پارہ خیابان ہوتے جاتی ہین

مطرا سبزہ و گل سی گلستان ہوتے جاتی ہین

نویدِ وصل ہی عشرت کی ساماں ہوتے جاتی ہین
فراہم ساز و برگِ خرمی یان ہوتی جاتی ہین
وداعِ غم ہی رخصت رنج حرمان ہوتی جاتی ہین
اثر اب آہ کے ایدل نمایاں ہوتی جاتی ہین

جفا سی اپنے دل مین وہ پشیمان ہوتی جاتی ہین

ہوا ہی سوزِ غم سی سینہ اپنا صورتِ گلخن
گلِ داغِ کہن کہل کہل کر کہلانے لگے ہین
ہوائی فصلِ گل ہی اور اُس آتش پہ دامن ان
نہ مست جا بہارِ گلستان ای غیرتِ گلشن

ہمارے داغہای دل گلستان ہوتی جاتی ہین

یہ اندازِ ستم تو کچھ نرالے ہین زمانے سے
دلِ برہم شدہ کی کیا تمہین حاصل ستانے سی
جفا عاشق پہ تم کرتے ہو ہر حیلے بہانے سے
سنوارو آگے آئینہ کو رکہکر انکو شانے سے

ہوا سی بال گیسو کے پریشان ہوتی جاتی ہین

نہین وہ بھینی بھینی بو گل و نسرین کی خرمن مین
اثر الماس ریزی کا ہی اب بلبل کی شیون مین
نہ وہ رنگت ہی رنگت مین نہ وہ جوبن ہی جوبن مین
وہ رشکِ گل مگر گلگشت کو آتا ہی گلشن مین

دفورِ شرم سے گل چاک داماں ہوتے جاتی ہین

بڑہی ہی اوس گلشن پر بہار روی خنداں نے
لبِ جان بخش سی پہلو ہی رنگین رنگ مرجاں نے
خجل الماس و گوہر ہین صفای آب دنداں سی
فزون تر اور بہی حسرت ہوئی ہی سرخئی پان نے

لبِ رنگین تیری لعلِ بدخشاں ہوتی جاتی ہین

تمھارے شعلۂ رخسار سے گلشن میں گر آتا	ہر ایک نخل گلستاں سے پیدا ہو کا نخل ایمن کا
بیانِ آتشِ سرو کیا اور آتشِ گل کب	جلایا آتشِ رشک سے تو دودوں نے کچھ ایسا

سنو بلبل کے سرو چراغاں ہوئی جاتی ہیں

نظر جو اپنا اعمل ہی کیوں جبیں سے رتا کر سخن میں پیچ	سخن ہی دیکھ کر پیچ و رنگ کے تماری سراسر پیچ
بیانِ واقعی سے فرق آئینہ ہو تو کیونکر ہو	دل شوریدہ کیونکر اسے خلیل اپنا مشعر اسحٰق

ہوا سے یار کے گیسو پریشاں ہوئی جاتی ہیں

قصاید

قصیدۂ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در حمد و ثنای حضرت خداوند عز و جل و نعت حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و مناقب آلہ الاطہار و مدح اصحاب کبار سلام اللہ علیہم اجمعین

زہے کرامتِ توحید ایزدِ غفار	زبانِ خامۂ معجز رقم ہے گوہر بار

معین و ملک و قادر و رؤف و رحیم
نصیر و ناصر و دیان و واحد القہار

مصور و صمد و ذوالجلال و الجبروت
مہی و مالک و دارا و داور و داوار

خدائے برتر و بر حق بری ز چون و چرا
بصیر و سامع و رحمان و راحم و ستار

قوی و قادر و قیوم و لاشریک لہٗ
دلیل و ہادی و برہان خالق الجبار

غنی و باسط و منان و خالق سبحان
خدائے جان و جہانیان و مالک مختار

وہ نقش بند بدایع نگار جسکے ہین
نکات خامۂ قدرت ثوابت و سیار

وہ بادشاہ کہ فرمان روائے بے دستور
وہ کبریا کہ کسیکی نہین مدد در کار

وہ حکمران کہ ہمتا و قدر ہین قربان پر
وہ تاجور کہ ازل اور ابد کا ہی مختار

وہ بادشاہ کہ جسکا نہین مشیر و ندیم
وہ بے شریک نہین جسکو مشورہ در کار

وہ ذوالجلال کہ ہی حکمران کن فیکون
وہ کردگار کہ سب کارکن ہی کار برار

وہ بے نیاز کہ سب کا کرشمۂ قدرت
نیاز عاشق و ناز بتان لالہ عذار

وہ کبریا جسے شایان ہی کبریا و منی
وہ ذوالجلال کہ معبود کا فر و دیندار

وہ بادشاہ کہ جسکا گدا ہی دنیا سا
سپہر و مہر و نجوم و ثوابت و سیار

وہ دستگیر کہ جسکا جہان ہی دست نگر
اور اوسکے فیض کی محتاج ہین صغار و کبار

وہ حکمران کہ فقط حکم کن کی ہو قوت سے
جہان و کرسی و لوح و قلم ہوئے تیار

خطے طراز نگار جہان بو قلمون
زہی نگارش تحریر کلک صنع نگار

نہ اوسکے کام مین کچہ پیشکار کی حاجت
نہ اوسکی کارگذاری مین دخل کارگذار

نہ اوسکو دست کو دکار آلہ تعمیر
نہ اوسکے قصر عمارت میں حاجت معمار

وہ اوستاد کہ جسنے بطور قدرت سے
بلند سقف فلک کو کیا ہی بے دیوار

نہ اوسکے حرف پہ جاوے نہادنِ انگشت — نہ اوسکی قدرتِ کامل میں عقل و فہم کو بار

حکیم اور وہ ایجاد آفرین جسنے — کیا بخار سے قایم یہ گنبدِ دوار

کیا بروج سے زیبا سپہرِ طارم — کیا زمین کو محصورِ آبگینہ حصار

بخارِ آب سے پیدا کیا سپہر برین — دیا زمین کو بالاے موجِ آب قرار

بچھایا خاک پہ حکمت سے فرش بوقلمون — کیا سپہر کو انجم سے مطلعِ انوار

جو اوسکی قدرتِ نیرنگ کار یار نہو — ابھی یہ کارگہِ بے ستون ہو مسمار

نہ صلب سنگ سے پیدا ہو لعلِ آتش رنگ — صدف کے بطن سے نکلے نہ گوہرِ شہوار

وہ بادشاہ کہ جسکا سریر عرش مجید — وہ بادشاہ کہ جسکا قلم ہے نامہ نگار

وہ بادشاہ کہ جسکا پیامبر ہے رسول — رسول وہ کہ رسولونکا سرور و سردار

ہمیں خلیفۂ عالم محمدِ عربی — حبیبِ خالقِ کونین احمدِ مختار

اصولِ عالمِ ایجاد سیدِ لولاک — شفیعِ روزِ قیامت قسیمِ جنت و نار

ظہورِ نورِ مجرد نتیجۂ ایجاد — شہودِ جلوۂ مستور مظہرِ الانوار

چراغِ یثرب و بطحی امامِ جملہ رسل — امینِ سرِ حقیقت امانِ روزِ شمار

یگانِ گوہرِ دریاے رحمتِ سبحان — نگینِ خاتمِ کونین مخزنِ اسرار

فروغِ عرشِ برین زیبِ مسندِ تمکین — سوار عرصۂ اوجی شہ براق سوار

حبیبِ خالقِ کونین سرورِ دارین — کہ انبیا و سلف کا ہے قافلہ سالار

وہ مقتدا کہ ملائک ہیں مقتدی جسکے — وہ پیشکار کہ پیشینیان ہیں پیرو کار

رکھے عدم سے نہ ملکِ قدم میں گر وہ قدم — کسے حدوث و قدم کا خیال کچھ نہ ما

نہ صاحبِ توح میں گر وہ گوہر شوتا — [illegible]

اگر وہ خلقتِ عالم کا ہو نہ پشت پناہ — تو آفرینشِ آدم کبھی ہنوز نہار
گر اوسکا نور جہانگیر آبپاش نہو — نہو وہ آتشِ سوزان خلیل پر گلزار
مفخر اوسکو قدم سے ہے ساحتِ افلاک — منور اوسکے سبب سے ہے گنبدِ دوار
وہ برق نور جو موسی نے طور پر دیکھی — اوسیکا جز ہی ضیائے جبین پر انوار
جو ذاتِ پاک نہ باعث ہو آفرینش کی — جہانِ کتمِ عدم سے نہ خلق ہو نہار
فروغِ گوہرِ آدم شرافتِ حوا — امام سید ابرار آلِ اطہار
وہ آلِ پاک رسولِ خدا جناب بتول — ازل سے جنت و کوثر کی مالک و مختار
بتول پاک جگر گوشۂ رسولِ کریم — کہ نورِ عین کیے راہ حق مین جسنے نثار
وہ نور عین تہی یعنے حضرت سبطین — دلِ بتول و جوانانِ خلد کی سردار
شہید جادۂ تسلیم سید الشہدا — کہ جد پاک ہین دونونکے سید ابرار
شہِ سریرِ رسالت ہی فلک خرگاہ — وہ بارگاہ کہ رکنِ رکین ہین جسکی چار
چراغ بزم رشادت خلیفۂ اول — مشیرِ خاص و ندیم و وزیر عاشق و یار
وہ کون یعنی ابو بکرؓ دوستدار رسول — وہ کون حضرت صدیقؓ صادق الاقرار
نکو خصال و نکو ذات و نکو منظر — ستودہ کار ستودہ عمل ستودہ شعار
یہ عدل و داد ہی اوسکی زمانِ نصفت مین — کہ مال و زر مین برابر ہین بیزر و زردار
زبسکہ ہیچ سمجھتا ہے مال دنیا کو — نظر مین اوسکی نہین قدر درہم و دینار
وہ سعی و جہد ہی راہ جہاد مین اوسکو — کہ چھپتے پھرتے ہین گوشون مین مشرک و کفار
دیا رواج ہی وہ سنتِ پیمبر کو — کہ زہد و ورع کی ہر سو ہی گرمیِ بازار
یہ اجتناب ہی اوسکو رواج پایا ہے — ہوئی ہی فاسق و فاجر کو زندگی دشوار

اور اونکی بعد خلافت ہین حضرت فاروق — عمر خلیفہ دوم مخالف اشرار

خدیو لشکر اسلام رایج سنت — معین اہل جماعت معاون انصار

کیا وہ صاف عدالت سے حق و باطل کو — کہ زید و بکر مین پہر عمر بہر ہو تکرار

سبب لشکر اسلام سے زمانے مین — ہر ایک موبد ترسا ہے زاہد دیندار

یہ خوف ہے کہ مبدل ہوا ہے رند سے کفر — بنا ہے رشتۂ تسبیح رشتۂ زنار

وہ جنگجو کہ کیا اک جہان کو زیر و زبر — کہ اوسنے فتح کیے ہین جزائر و امصار

لیا ہی اوسنے زمانیکے خشک و تر سے خراج — کہ اوسکے قبضے مین ہین کل جہان کے دشت و بحار

سیم فریر پیمبر امیر ذوالنورین — کہ جسکا غلبہ عالی ہے مشرق انوار

وہ کون حضرت عثمان خلیفۂ ثالث — غنی و باذل و جواد و سرور و سردار

وہ وہ غنی ہے تونگر ہین جسکی دست نگر — کہ بے زروں کو کیا جسنے دفعتا زردار

وہ وہ غنی ہی ہمہ عمر جسکے سایل نے — سنا زبان سے اوسکی نہ کلمۂ انکار

سخا و بذل مین حاتم کو اس سے کیا نسبت — کرے گر ایک طلب اوس سے دے وہ ایک ہزار

خدا نے بخشی ہی اسکو وہ ہمت عالی — کہ اوسکو لا و نعم سے نہین ہے کچہ سروکار

چہارم ابن عم مصطفے امام ہدی — قسیم کوثر و تسنیم حیدر کرار

ابوالحسن شہ دلدل سوار زوج بتول — اخی و ہمدم و داماد احمد مختار

کنندہ در خیبر درندہ اژدر — علی ولی اسد اللہ قاتل کفار

شہ سریر خلافت خلیفۂ بر حق — اخی و قوت بازوے سید ابرار

وہ مرتضی کہ جو سویا نبی کی بستر پہ — کیا نہ جان گرامی کا پاس کچہ زنہار

وہ مرتضی کہ کہین جسکو لحمک لحمی — زبان پاک و مبارک سے احمد مختار

وہ مرتضیٰ کہ طریقِ شہود و عرفاں میں — سبک روانِ طریقت کا قافلہ سالار
وہ مرتضیٰ کہ رہِ حق میں دیدیا خود کو — وہ مرتضیٰ کہ دل و جاں سے تھی نبی پہ نثار
وہ مرتضیٰ کہ دمِ جنگ جسکی تیغ کی آنچ — تھا القانِ نبی کے لئے عذاب النار
وہ بوتراب کہ حمزہ ہے جسکا عم بزرگ — وہ بوتراب اخی جسکا جعفرِ طیار
وہ بوتراب کہ دوشِ رسول پر چڑھکر — بتانِ کفر کو کعبہ سے کر دیا مسمار
ابوتراب شہ ذوالفقار بابِ علوم — خدا کا شیر یداللہ صفدر جرار
وہ بوتراب کہ جسکا ہے رسول، مشہد — حریمِ خاص خداوند واحد القہار
ظہیر کیا تجھے یاد آیا شاہِ ارشاد — زہے کرامتِ شاہِ حیدرِ کرار

علی سے کیونکہ ہو تدبیرِ لشکرِ کفار
علی سے مشکل علیٰ اور علی ہے حرفِ جار

یہ التماس ہے خدمت میں یا رسولِ کریم — گدائے در ہوں ترا اور غلام ہیچ نگار
تری نگاہِ عنایت ہے تو حقیر و ذلیل — شہنشہا تیری امداد ہے مجھے درکار
نہیں لیتے تھا نہیں میری کمال کی داد — غضب ہے مجھکو نہ سمجھا کسی نے آدم کا
مٹا دیا میری نکبت نے میرے جوہر کو — رکھا زمانۂ ناساز نے ہمیشہ خوار
گلہ نہیں ہے مجھے اپنی شکستہ حالی کا — کریگا قدر میری کیا زمانۂ غدار
بجا ہے ناز میرا جسقدر ہو نیا نازاں — روا ہے فخر مجھے جسقدر کروں اظہار
غریب اگاہ ہیں ہیچ ثروتِ دنیا — کہ مجھکو دولتِ الفقر سے ہے شان و وقار
کہاں سے سلسلہ میرا ہے کون ہیں آبا — غلام خاص ہوں کس شہ کا کسکا ہیچ نگار
ظہیر وقتِ مناجات ہے نہ وقتِ گلہ — دم گلہ ہے کہ یہ وقت توبہ استغفار

ہزار توبہ بدرگاہ قاضی الحاجات ۔ ہزار کردہ ناکردنی سے استغفار

شہنشہا ملکا داورا خداوندا ۔ سوا ترے نہین کوئی معاون و غفار

نہین ہے کچھ تری رحمت کا اے رحیم حساب ۔ نہین ہے کچھ بھی مری تردامنی کا حصر و شمار

الٰہی تیری رضا کا کیا نہین کچھ کام ۔ گناہگار و سیہ رو ہون عاجز و نادار

مرے گناہ کو کر عفو اے عفور رحیم ۔ بحق سید ابرار و آلہ الاطہار

تری جناب سے اب مغفرت کا خواہان ہون ۔ مرے گناہ کو کر عفو اے مرے غفار

غرض نہین ہے مجھے کچھ بہشت و دوزخ سے ۔ تری رضا پہ ہون راضی ہین اے مرے مختار

قصیدہ دوم

قصیدہ دوم در تہنیت تقریب جشن جوبلی شہنشاہ دوران فرمانروائے ہندوستان و انگلستان بخشندۂ تاج و دیہیم ستانندۂ ہفت اقلیم سلطان بنت سلطان خاقان بنت خاقان اعنی حضور ملکہ معظمہ مخدومہ مکرمہ جہان قیصرہ ہندوستان شہنشاہ انگلستان ملکہ کوئین وکٹوریہ اورنگ آرائے سریر جہانبانی مربع نشین صدر سلطانی

ادام اللہ اقبالہا و ضاعف اجلالہا

کھولدی پھر تماشا چشم انجم آسمان ۔ آج ہے تقریب جشن قیصر ہندوستان

آج سے اہل جہاں تلبند عیش ہو
آج سے مفتوح باب ہشت شاہ جہان

وہ در منزل کہ جو رحمت ہے کعبہ اس سے ہے ملتزم
وہ در عالی کہ ہے شوکت میں ہفتم آسمان

وہ در عالی کہ جسکا نام ہے باب کرم
وہ در عالی کہ ہے امیدگاہ بیکسان

آج اس در سے کھلے ہیں عقدۂ امید خلق
آج ہیں مفتوح باب رحمت حق بیگمان

جانتا ہے تو کہ ہر کس کا نہ کا وہ باشندہ تھا
جانتا ہو تو کہ ہر کس قصر کا وہ آستان

خاک ہے جس آستانکی سرمۂ اہل نظر
ہے زمین جس آستانکی آسمانکا آسمان

کیا ہو جس تک نہیں ہم پایہ کو رسائی
قصر وہ جس پر نہ پہونچے طایر عقل و گمان

رفعتوں میں جو علی عالی ہم پست ہیں
ہے مکین کی ہمت عالی پہ خود نازان مکان

سر فرازی کو لیے افتادگی سے پر غرور
اسلیے ہے سایہ افگن بر سر اہل جہان

بسکہ ہے سایہ بھی اسکا اوج پر گذرا ہوا
ہے یہی اور ممکن نہیں مثل مکان لا مکان

ہے اگر پائین تو ہان پایۂ سقف عرش
ہے اگر بالا تو ہے بالاے قصر آسمان

قصر کیا رفعت میں ہے جنت اسکا چھپا ملند
قصر کیا وسعت میں ہے یکجا جہان در جہان

خلد ہے روے زمین پر ازرہ تازہ نعم
آسمان حسن و خوبی سے ہے زیر آسمان

ہیں صفا سے سو جگہ آب گہر دیوار و در
یا بیاض صبح صادق جلوہ آرا ہر مکان

ہے سراپا چشمۂ آب لطافت سو چمن
یا محیط قصر ہے نور نگاہ مردمان

ہے سفیدی میں بیاض دیدۂ اہل نظر
شک ہوتا ہے طلوع صبح صادق کا گمان

باعث حسن صفا نقش میں ہے پای نگاہ
ہے لطافت سے لطافت جلوہ آرا مکان

جھک گیا ہے آسمان بہر سلام پیش طاق
ہے خم محراب دالان سجدہ گاہ یک جہان

بسکہ ہے محراب ایوان ہے بشکل ماہ نو
ایک مطلع سے ہیں طالع صد ہلال آسمان

شرم آتی ہے یہان رکہتے ہوئے پا سے نگاہ | بسکہ ہین گلہائے قالین فرش چشم گلرخان
صرف آرایش ہوئی اس قصر مین لعل و گہر | آج بر آئی تمنای دل دریا و کان
ہین اگر قصر جواہر آسمان پر جلوہ گر | یان زمین پر قصر گوہر ہے یہ بلورین مکان
جسکے ہین ہر مین قدم سے یہ محل قصر بہشت | جس مکین کی شان سے ہے یہ مکان عالی مکان
زیب اورنگ جہانبانی ہے وہ کیوان سریر | پائی رفعت اس محل کا ہے بفرق فرقدان
آج اس قصر معلی کا فلک پر ہے دماغ | قصر ہے قصر فریدون شاہ ہے شاہ جہان
آج ہے جشن جلوس داور جمشید فر | جشن ہے جشن سکندر تخت سے بخت کیان
خسرو اقلیم یورپ بادشاہ انگلینڈ | مرجع اہل جہان شاہنشہ شاہنشہان
صدر اقلیم فرنگستان کوین وکٹوریہ | تاج بخش تاجداران قیصر ہندوستان
آج ہین مفتوح روئے خلق پر ابواب فیض | آج رشک خلد ہے یہ روضہ جنت نشان
آج دربار معلے مین ہے سبکو بار عام | آج بر آئی تمنائے دل خرد و کلان
آج طغیانی پہ ہے بحر کف دریا نوال | آج ہے بارندگی پر ابر دست درفشان
آج ہین صرف کرم معمورہ ہائے سیم و زر | آج ہین وقف ستم لعل و در و دریا و کان
شکل چشم آز در ہاے خزاین باز ہین | ہے صلائے خوان یغما ہر گنج شایگان
آج وہ دن ہے کہ سونے ہین تلون مثل کلیم | آج وہ دن ہے کہ ہے پر لعل و گوہر سے دہان
بخشش سیم و طلا سے ہے رعیت شادکام | قسمت انعام خلعت سے ملازم شادمان
ہے عطاے شاہ سے شاہ و گدا زربفت پوش | غرق بحر سیم و زر ہین ہر کہان و ہر مہان
ایک جانب سر بسر شہزادہ ہائے نامدار | ایک سو جمع وزیران و سفیران جہان
ایک سو رکن رکین دولتین عالیین | ایک جانب حاذق دوران اطبائے زمان

ایک جانب ہمبرانِ صدرِ صدرِ مملکت
ایک جانب کو وزیرِ کشورِ ہندوستان

رونقِ دربار یک سو سرورانِ رزمجو
نیزہ باز و تیغ زن گردن زن گردنکشان

جوق جوق اہلِ قلم زرین قبا زرین کمر
خیل خیل اہلِ علم زرین لوا زرین نشان

ایک جانب فوجِ سرہنگان گروہ اندر گروہ
ایک سو ابلق سواران ہمعنان اندر عنان

بر سرِ اجلاس ہے تو شاہِ گردون سریر
جلوہ گر تختِ سلیمان پہ ہے بلقیسِ زمان

بانوئے شیرین کنیز و خسرو دریا نوال
داورِ دیہیم بخش سرورِ کشورستان

یک نگاہ مہرِ یزدان یک سپہرِ عدل و داد
یک جہان بذل و احسان یک سحابِ درفشان

قیصر و فغفور چاکر داورِ دارا پناہ
سرورِ سرور نواز و بانوے کدبانوان

سرمۂ چشمِ مہر و مہ اوسکی خاکِ بارگاہ
سجدہ گاہِ سرکشانِ دہر اوسکا آستان

صولتِ گرزِ گران پیکرِ سرِ نخوت شکن
سطوتِ تیغِ دو دم گردن زنِ گردنکشان

جوہرِ ادراک کشافِ ضمیرِ مستتر
طبعِ صافی چہرہ پردازِ معانی و بیان

بارِ احسانسے ہوی اوسکے پیرِ گردون پشت کوز
حلم سے اوسکے سبکتر کاہ سے کوہِ گران

قاطعِ بنیانِ جور شایعِ صلح و سداد
بانیِ عدل و عدالت ثانیِ نوشیروان

باعثِ رفعِ خصومت ہے ترا دورانِ عدل
پاسبانِ گلۂ بزغالہ ہے شیرِ ژیان

ہے نگاہِ فیض مین کیفیتِ جرِ ثقیل
کچھ سبکتر کاہ کا ہیدہ سے ہے کوہِ گران

کشتِ دل مین ہے مسرت کو قوائے نامیہ
ہے نسیمِ خلق مین تیری خواصِ کہکشان

آبیاری گر کرے تیری نسیمِ مکرمت
ہو زمینِ شور مین نشو و نمائے گلستان

دورِ عشرت مین ترے کوئی نہین ناکامِ عیش
ہے تری دشمن کو وصلِ گورِ غم جاودان

کیون نہ ہو آرایشِ گیتی کہ ہے دستورِ شاہ
داورِ عادل گورنر خسروِ ہندوستان

بس خطیبِ صبح خوان رنگین بیانی تا کجا / ہان ثنای شاہ کو درکار ہے ایسی بیان

اب دعای شاہ پر کر اختتام تہنیت / ناگوارِ طبعِ نازک تا نہو طولِ بیان

یا الٰہی تا زمانے مین ہے قایم زینت / اور بالائے زمین جبتک ہو سقفِ آسمان

حکمرانِ ہر جہان پر قایم و دایم رہے / خسرو قیصر لقب فرماندہِ ہندوستان

ہو مبارک شاہ کو یہ بزم جشن جوبلی / اور ہوا خواہانِ قیصر ہون ہمیشہ شادمان

ہو الاکبر

قصیدہ دوم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت
خداوند نعمت آقای تاجدار شہریار فلک اقتدار اعظم خطیر یار تبجیل
امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب
بہادر صولت جنگ جی - سی - آئی - ای - فرمانروائے
دار الاسلام ٹونک خلد اللہ ملکہ

یہ کسکی سالگرہ کی خوشی سے ہے عالمگیر / کہ موج موج صبا ہے چمن چمن مین عبیر

نوید امن و امان عام سے جہانگیر / ہی نشاط سے مدہوش ہین صغیر و کبیر

زمانہ از سرِ نو آب سے ہے محو آرائش / بدل گئی ہے کواکب کی رنگِ قلم تقدیر

نہ وہ عناد فلک سے نہ وہ فساد زمین | نہ وہ عجوزۂ دنیا نہ وہ زمانۂ پیر
کچھ اور رنگ جہان ہے کچھ اور ناز و نعیم | قلیل ہیچ الم ہین نشاط و عیش کثیر
زمانہ عیش و طرب سے ہے پُر مالامال | نہال دولت شادی سے ہین غنی و فقیر
لباس اہل دول کا ہے جامۂ زربفت | گدا کا دلق گدائی ہے خلعت کشمیر
بغل مین ہین اہل چمن کی قباے استبرق | رداے سرو و صنوبر ہے پرنیان و حریر
نفس نفس ہے ہم آہنگ نغمۂ شادی | زبان زبان ہے ترنم سراے دم تقریر
ہر ایک نہال گلستان ہے غیرت طوبی | ہر ایک نورس گلشن ہے بعینہ کشمیر
یہ انبساط ہوا سے ہے باغ کا عالم | روش روش ہے چمن اور چمن بہشت نظیر
چمن چمن ہین یہ عروسان باغ پر جوبن | کہ گل ہے شاہد رعنا تو غنچہ ہے تصویر
نہال آرزو سے بیدلان ہین بار آور | کھلے ہین غنچۂ امید خاطر دلگیر
نوید سال گرہ کی ہے جشن اعظم ہے | در حضور پہ ہے مجمع صغیر و کبیر
فلک پہ تو بھی وہین سے چلے تہنیت خوان ہوا | کہ تا ہے نہ سمجھے احتیاج شاہ و وزیر
وہ شہریار کرم پیشہ آفتاب اکلیل | سپہر منبر امارت شہ سپہر سریر
سپہر مرتبہ نواب آفتاب کلاہ | پناہ اہل جہان شہریار کشور گیر
خلیل کعبۂ ایمان محمد ابراہیم | سمی اسم علی خان آسمان توقیر
سہیل کوکبہ فرمانرواے دولت ٹونک | وزیر ملک بہادر امیر ابن امیر
معین زہد و شریعت نصیر ملت و ملک | پناہ دین نبی سایۂ خداے قدیر
بتاب نیر اقبال مملکت آرائے | بزور تیغ جہان تاب مہر عالمگیر
فروغ دودۂ آبا و رونق اسلاف | جہان حکمت و فرہنگ و دانش پذیر

سحاب جود و سخا و جہان بذل کرم — سپہر دولت و اقبال و حشمت و توقیر
پڑھون وہ مدح حضوری مین مطلع رنگین — کہ جسکے رنگ سے ہو جائے رنگ گل تغیر

اگر ہے تجھسے مشابہ تو کچھہ تری تصویر
ترے سوا نہین ممکن ترا عدیل و نظیر

ترا زمانِ عدالت ہے وہ نشاط افزا — کہ ہر خرابۂ دلمین ہے عیش کی تعمیر
ترے قدم سے وہ گلزار ہے ریاست ٹونک — کہ قریہ قریہ سے ہم رنگ خطۂ کشمیر
تری نسق نے اُٹھا دی جہان سے رسم ستم — بتون پہ ناز کرین کیون نہ عاشقِ دلگیر
نگاہِ تیز سے دیکھے جو سوختہ دل گان — تو شعلہ نکلے اوڑھے رنگ لعبتِ کشمیر
تری نہیب عدالت سے دو ہو سرتاپا — نگاہِ گرم سے دیکھے جو شمع کو گلگیر
کچھہ ایسے مور و مہر و عتاب ہین کش — کہ موجِ آب سے ہے پای سرو مین زنجیر
وہ انتظام ترا ہے کہ شوخ چشمی پر — ملی ہے نرگس فتانکو دار کی تعذیر
ہنسے جو شور عنادل پہ گاہ غنچۂ گل — تو پائے شاخ مین موج صبا بنے زنجیر
ترا نہیب سیاست وہ ہے کہ جو صیاد — عوض مین تیر کی ہاتو نہین لی دل نخچیر
کھنچے نام سے ظالم ہی دور رہتے ہین — نہ آئے قوس کے خانہ مین ہو لکھی تیر
برائے خاطرِ مظلوم ہے ستم کی سزا — وگرنہ حلم سے تیرے گران نہین تقصیر
نسیم صبح طمانچہ جڑھی رخ گل پر — چمن مین شور عنادل ہو گر بلحنِ تقریر
بتونکو زلف کے کوڑے لگائے مہرِ غضب — کسی پہ ناز و ادا کی اگر چلے شمشیر
فرو ہے وقتِ غضب یون تری نگاہِ غیور — خجل ہو جرم سے جسطرح صاحبِ تقصیر
ترا زمانِ عدالت وہ ہے کہ ملتی ہے — نگاہ شوخ بتانکو حجاب کی تعذیر

جلے اگر پر پروانہ بزم مین سرِ مو
تو حال شمع لگن رو سے روئی ہو تغییر

مجال کیا دلِ عاشق چراے دزدِ نگاہ
کہ دزدِ شمع کو ملتی ہے دار کی تعذیر

ترے نسق سی جو مسدود ہے دل آزاری
سیاہ ہے رخ زلفِ بتان سے بے تشہیر

تری نسیم کرم سے وہ آب یاری ہے
کہ دشت کوہ مین بو باس مین بہشت نظیر

عجب نہین ہے ترو تازگی عالم سے
کھچے گلاب کی جا عطر مین گل تصویر

ق

کبھی نہ کاغذ تصویر پر جمے نقشہ
صفوف جنگ مرقعہ مین گر کرین تحریر

عدو تو کیا ہی کہ ٹھیرے ترے مقابل مین
تری نگہ سے اوڑے ہے رنگ پیکرِ تصویر

ذرا نہین تری تعمیل حکم سے فرصت
کہ ایک پاؤ لئے گردش مین ہے سپہر مدیر

چڑھا ہے چرخ پہ گردون ہر ایک ستارہ کو
گر ایک دم کی ہو تعمیل حکم مین تاخیر

ترے حسود کا نام و نشان مٹانیکو
نگاہِ قہر تری ہے مگر تری شمشیر

عطا کئی تجھے خالق نے ہین وہ دس اوصاف
نجوم سبعہ سموات جنکے عشر عشیر

سوائے ہمتِ عالی ہین اور کتنے وصف
دلِ حلیم و مزاجِ رحیم و خلق کثیر

کفِ کریم و نگاہِ بلند و فہم رسا
دماغ روشن و طبع سلیم و راے منیر

نہاں نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ
کہ جیسے صفر سے بنتا ہی عشر خط عشیر

تری حضور مین بہر نثار لایا ہے
ثنا طراز ظہیر فقیر و زار و حقیر

وہ لعل ہاے مضامین و گوہر معنی
کہ بحر کان مین ہی جسکا نہین عدیل و نظیر

تری ثنا کو ثنا گر بہی ہو تو ایسا ہو
کہ تو ہی آصفِ دوران ظہیر وقت ظہیر

عجب نہین تری دریا دلی کی شہرت سے
کہ بہر دی لعل و گہر سے دہانِ حرص فقیر

بس اب دعا پہ تری اختتام کرتا ہون
کہ تا گرانیِ خاطر نہو شمار کثیر

زمین پہ تا ہو حنا ایا سپہر مینائی | سر سپہر ہون تا حکمران نجوم منیر

جہان مین تو رہے قایم بحشمت و اقبال
خدائے جل و علی ہو تیرا معین و نصیر

قصیدہ چہارم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

وقت ہے وقت کہ اے خاطر اندوہ مآب
حجلۂ شاہد مقصد سے اوٹھا دے جلباب

یک نظر رخصت نظارہ تمنا بیحد
یک جہان شوق بیان دولت صحبت کمیاب

تا کجا ضبط سخن مہر خموشی تا چند
خامشی اہل سخن کے لئے ہے سخت عذاب

اور کب تک رہین مستور عروس افکار
وقت آیا ہے کہ ہون باز طرب کے ابواب

بیحجابانہ ہو یکبار عروس مضمون
چہرۂ شاہد مقصد سے اولٹ جائے نقاب

فیض سے مبدء فیاض کی کہلجائے زبان
اور خلوت کدۂ دل سے سرک جائے حجاب

بالمشافہ ہون ادا دل کی زبان سے پیغام
بیحجابانہ ہون آپسمین سوال اور جواب

ہان دکہا طبع رسا جوہر قطرے اپنے
ہان لٹا بحر زبان گوہر نایاب شتاب

چہرہ پرداز ہوا سے خامۂ اعجاز نگار — کہینچ تصویر خیالی کو کی بدست شباب

ہمہ تن ناز و کرشمہ ہمہ شوخی و ادا — ہمہ اغماض و تبختر ہمگین خشم و عتاب

یار عاشق کش و بیباک و حسین و طرار — مست و مغرور و جفا پیشہ و شوخ و بیتاب

نہ اوسے پاس مروت نہ طبیعت مین لگاو — نہ ملائے وہ نگاہین نہ وہ دے موہنہ سے جواب

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا — نہ اشارہ نہ تبسم نہ تکلم نہ خطاب

ناز و انداز سے ہو جلوہ نما وہ عیار — شوق دیدار مین ہون اہل نظارہ بیتاب

لا کے دکہلاؤن وہ اک شاہد رعنا کے خیال — کہ نہو جسکا مرقعہ مین جہیتونکے جواب

ہون مین وہ شاعر شیرین سخن و نغز بیان — نہ غزل مین میرا ثانی نہ قصیدہ مین جواب

بزم مین نغمۂ دلکش ہی میرا سحر حلال — رزم مین چاہئے مرا دفتر جنگ سہراب

لب دریا جو طبیعت کی روانی دکہلاؤن — ابہی پا بوس کو آئین مرے موج و گرداب

کوہ پر جا کے سناؤن جو کلام رنگین — پانی پانی ہوا ابہی شرم سے لعل خوش آب

صحن گلشن مین اگر نغمہ سرا ہون جا کر — ساتھ بلبل کے گلستان مین اوڑے رنگ گلاب

گر فسانہ مری شیرین سخنی کا چہڑ جائے — تخم حنظل بمگس شہد کا بنجائے لعاب

مجہکو شایان ہے اگر دیجو نظیری سی نظیر — مجہکو زیبا ہی ملے گرچہ ظہوری کا خطاب

مجہکو واجب ہے کرون جتنی ستایش اپنی — خود ستائی کے سوا کیا ہین خوشی کے اسباب

ہے سمندر کی طرح سوز نہانی میرا — آگ مین اپنی ہوا آپ ہی ہون جل جلکے کباب

ہائے ناقدری ایام نحوست آثار — وائے ناسازی تدبیر سپہر دولاب

ہو کے دیتی ہی مجہے شعلہ بیانی میری — دوسرے کہا ہی مجہے کیسا میری قسمت نے جواب

ورنہ مین اور سراسیمہ پہرون یون دردر — اور اسطرح جہانین میری مٹی ہو خراب

تو نے مارا مجھے اے ہمت جرأت فرسا
ہون بہت تنگ ترے ہاتھ سے اے خانہ خراب

حوصلہ چاہیے تھوڑا سا ہو خانہ نشین
چل مری ساتھ بتاتا ہون تجھے راہ صواب

آجکل ملک دکن مین ہین فراہم یکسر
قدردان سخن و اہل ہنر کے طلاب

وقت آیا ہے کہ ہو گرمی بازار سخن
قدردان بیشتر و اہل سخن ہین کمیاب

سنکے یہ مژدۂ جان بخش مسرت انگیز
یاد آیا مجھے یہ مطلع برجستہ شتاب

وقت ہے وقت کہ ہین باز خوشی کے ابواب
خندۂ برق یہ ہے خندہ زنان موج شراب

مقدم باد بہاری سے جہان ہے سرسبز
باغ دنیا مین چمن زار ہی ہر نقش سراب

لہلہاتے ہین چمن سے ہے شجر خشک نہال
نقش خاکستر صحرا ہی حباب و گرداب

قوت روح نباتی سے گل انگیز ہی خاک
سنگ سے جام شرار اوڑ کے چھٹتا ہی گلاب

جوش تفریح سے تاثیر ہوا پر ہے گمان
کہ پر و بال نکالے نہ کہین مرغ کباب

ہوکے بالیدہ ابھی زلف بتان سے ہو دراز
دی اگر موج صبا گیسوے سنبل کو نہ تاب

خاک کے جسم مین ہی روح نباتی پر جوش
جوش مین نشو کے اطفال شگوفہ بیتاب

دیدۂ نرگس شہلا کی سوی تاک سے تاک
ساغر لالۂ حمرا مین چھلکتی ہے شراب

کیا تعجب ہے کہ سرسبز ہوا شاخ گوزن
کیا تعجب ہے گل شمع اگر ہو شاداب

در و د گلخن گہر افشان صفت ابر مطیر
بحر امواج نمط ریگ روان ہی سیلاب

کثرت لالۂ خودرو سے گلستان کہسار
آبیاری رطوبت سے بیابان شاداب

جھومتی پھرتی ہے مستانہ روش باد بہار
مستی عیش و مسرت کی نہ حد ہے نہ حساب

جوش روئیدگی سبزہ سی کچھ دور نہین
خواب آور ہوا گر جسم پہ رخت کمخواب

شفقِ صبح سے گلرنگ ہی کیا ریشِ سپہر — زاہدِ خشک نے مہندی سی لگایا ہی خضاب

شورِ مرغانِ چمن زمزمۂ رقص و سرود — نغمۂ بربط و طنبور صدائے دولاب

کثرتِ عیش سی معمور ہے اکنافِ جہان — ہر طرف شادی و عشرت کے کھلی ہین ابواب

کس جوان بخت جوان سال کا ہی جشنِ جلوس — کہ نئے سر سے زمانہ کو ملا عہدِ شباب

آج ہے سالگرہ اوس شہِ دریادل کی — جسکی ہمت سے سمندر ہی کم از قطرۂ آب

نیرِ دولت و اقبال مہِ جاہ و جلال — رونقِ تاج و نگین زینتِ پشت و اصلاب

ظلِ حق شانِ خدا مشتری اہلِ کمال — شاہِ جم مرتبہ نواب ہمایون القاب

آبیارِ چمنِ مہرِ شہنشاہِ دکن — مایۂ نازشِ ایام بشارت اسباب

نائبِ ختمِ رسل حامیِ دین و اسلام — آصفِ عہدِ شہنشاہِ سلیمان القاب

میر محبوب علیخانِ سکندر طالع — افتخارِ ابوالابا و بطون و اصلاب

خسروِ ملکِ دکن یعنے خداوندِ نظام — گوہرِ تاجِ کیومرث و قباد و دارا ب

وہ جہاندار فلک رخش و ثریا دیہیم — وہ جہانگیر و جہان بخش و گہربار سحاب

خسر و جم خدم و داورِ دارا دربان — عہد مین جسکے فراہم ہین خوشیکے اسباب

واہ کیا نام مبارک ہے جو لب تک آجائے — غنچۂ خاطرِ دلگیر ہو فوراً شاداب

واہ کیا نام گرامی ہی مسرت افزا — کثرتِ عیش و مسرت ہی الم ہی کمیاب

اوسکے دوران طرب خیز مین گم نام ہوا — بسکہ آرام کے برعکس ہے نام بخواب

بسکہ اس دور مین ہی رسمِ سیاست مسدود — ہو کبھی دست ہوس سی نہ کشتہ سیماب

پیچ و تابِ دلِ عاشق کی سزا ملتی ہی — زلف شبگونکا خم و پیچ سی ہی حال خراب

اوسکے دشمن کی جو دلمین ہو خیالِ راحت — نہ رہے بسترِ مخمل مین ذرا نام کو خواب

خود کشون کے لئے ہی بسکہ سزا تشہیر
تو بس مرگ بہی ہوتے ہین تشہیر دن یہ عذاب

اپنے انجام پہ خود شمع لگن سے ہے گریان
اور پروانہ جانباز کی مٹی سے ہے خراب

واہ کیا دور ہے کیا عدل ہے کیا نظم و نسق
نگہ نازبتان کو ہے جفاؤن سے حجاب

شوخ چشمی سے ہوئی نرگس شہلا بدنام
بے حجابی کے سبب دار پہ کہنچتا ہے گلاب

کیا عجب ہے کہ اگر راست ہو زلف سرکش
کیا عجب ہے نگہ مست اگر ہو نواب

مدح حاضر مین لکہون مطلع روشن ایسا
کہ ہو مہر جہانتاب بہی اوس سے ہمتاب

واہ ترا عدل ہے ای داور فرخندہ خطاب
رحم بیکس پہ ستمگار پہ ہے ظلم ثواب

دست فیاض کے آگے ترے قطرہ قلزم
سامنے قلزم ہمت کے ترے بحر سراب

دوستونکو ہے خنک زار ترا خلق عمیم
دشمنونکو لئے پیکان نہے ترا ابر شہاب

روے نیکو ہے ترا اور وہ خوے نیکو
حسن صورت کا نہ ثانی ہے نہ سیرت کا جواب

بحر مواج ہے دل ہمت عالی قلزم
دست زرپاش ہے نیسان کف دربار سحاب

حسن صورت ہے ترا حسن معانی کی نظر
وصف ذاتی ہے ترا جوہر فطری کا جواب

قابض طبع روان ہے تری اوصاف کا حصر
بست خاطر کے لئے فیض ترا ہے جلاب

تیرے اوصاف جمیلہ کی ہے توصیف محال
نکتہ نکتہ ہے اگر باب تو ہے باب کتاب

کوہ کاہیدہ ہوا حلم گران سے ترے
کف ہمت کی روانی سے ہوا بحر سراب

سوتے رہتے ہین ہمیشہ تری دشمن کے نصیب
اور تابندہ و بیدار ہین بخت احباب

بحر و کان جب سے ہوئے وقف سخاوت تیرے
نگران ہے کف ہمت کو تری چشم حباب

تیغ قبضے مین ترے اور تیری تیغ مین دم
دل عاشق کیطرح جان عدو ہے بیتاب

نام دشمن کبھی ارحام مین پائے نہ قیام ‏— تیغ بُران ہے تری قاطعِ نسلِ اصلاب

دیکھ لے آنکھ سے گر دستِ دُر افشان تیرا ‏— پانی پانی عرقِ شرم سے ہو جائے سحاب

وہ ترا زہد وہ تقویٰ ہے کہ کچھ دور نہین ‏— نشہ ہو جائے ہرن کھینچتے ہی سر کو شراب

عمر سب صرف ہوئی اور نہ آیا ہم کو ‏— تیرے اوصاف کی گنتی تری بخشش کا حساب

قطعہ

اک تماشا ہے مگر اشہب گلگون تیرا ‏— باد صرصر ہے چلاوہ ہے پری ہے کہ عقاب

سر عنون سے دم جولان نہین جمتی ہے نگاہ ‏— نگہ ناز ہے یہ یا فرس برق شتاب

ہے ترے پیل سواری کی وہ مستانہ روش ‏— جس طرح جھوم کے چلتا ہے کوئی مست شراب

اب دعائیہ پہ تری خاتمہ کرتا ہے ظہیر ‏— اور ہے شان کریمی سے امید ایجاب

سطح آب پہ ہے تا سطح غبرا ہے بسیط ‏— تار ہے نور مہ و مہر کی افلاک پہ تاب

عمر و دولت سے زمانے مین برومند ہو تو ‏— مدعی ہون ترے پامال خوشی ہون احباب

قصیدہ پنجم

در تہنیت تقریب شادی کتخدائی فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت فلک رفعت حاتم ہمت نائب الریاست جناب معلی القاب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ دام اقبالہ و اجلالہ

ترانہ سنج مسرت ہے عندلیب قلم ‏— بذوق شادیٔ فرزند سرور اعظم

صریر خامہ سے ایک نغمہ مبارکباد
فراز صفحۂ کاغذ بساط بزم نغم

عجب طرب ہے کہ ہے باعثِ مسرتِ خلق
عجب خوشی ہے کہ شادان ہے خاطرِ عالم

زبسکہ صیتِ طرب ہے نویدِ عالمگیر
نوائی تہنیہ پہونچی ہے تا بگوش اُمم

عجب نہین ہے کہ رقصان ہو لولئی گردون
عجب نہین ہے کہ ناہید چھیڑے صوت نغم

زہے نوید طرب ساز محفلِ شادی
ہمی نشاط سے مسرور ہے دلِ عالم

شبِ برات ہے شب روز روزِ عید ضحیٰ
عروسِ دہر کو ہے فکر زیبِ تن ہر دم

ہوا ہے از سر نو نوجوان جہان پیر
یہ بزم عقد ہے بزم عروسیِ عالم

فلک نے ڈہونڈ کے تقریب یہ نکالی ہے
کہ تا جہان ہو دوبارہ شگفتہ و خورم

یہ بزم وہ ہے کہ جس سے جہان ہے بزم طرب
فضاے دہر ہے رشکِ فزای باغِ ارم

ہوئی ہے اسلئے تقریب عقد زہرہ و ماہ
کہ وا ہون عقدۂ دشوار مقصدِ عالم

ہوا ہے اسلئے یہ اتصال زہرہ و ماہ
بنا بنی مین رہے تا کہ ارتباط بہم

گلِ مراد سے گوندہا ہے حور نے سہرا
پروکے رشتۂ جانکو بسوزنِ مریم

ہوا ہے بانی بزم ایک امیر دریادل
وہ کون وہ جو ہے دنیا مین افضل و اکرم

ضمانِ دولت و دین جم حشم عبد اللہ
جہان دانش و فرہنگ خان مہر خدم

وزیر نائب و نواب آسمان تمکین
معین و مالک و مختار دولتِ اعظم

سہیل قدر و ارسطو منش فلاطون رای
سپہر قدر ثریا لوا و مہر حشم

کریم باذل و فیاض و منصف و عادل
جہان جود و سپہر سنا سحاب کرم

نصیر و ناصر و منصور و حاکم و عادل
امیر و آمر عالی و افضل و اکرم

قمر جمال و سہی قامت و حسین و جمیل
فلک جناب و ثریا علم نجوم خدم

ہنر پسند و ہنر پرور و ہنر آرا ہے / معین اہلِ کمال و ندیمِ اہلِ قلم

بہم ہے نائب و نواب مین وہ نسبتِ خاص / کہ جیسے رسمِ کتابت مین لفظ عِلم و عَلم

عزیزِ خاطرِ آبا و اشرفِ اجداد / سرورِ سینۂ حوا و نازشِ آدم

ظہیر مطلعِ تازہ کو ہی پڑھو ایسا / کہ ہمزبان ہو زبانِ سخنورانِ عجم

جو آبیارِ چمن ہو تری نسیمِ کرم
درِ خوش آب پہ ہو خندہ زن ہم شبنم

جو بات بات تری ہے نتیجۂ حکمت / تو لفظ لفظ ترا ہے دلیلِ اہلِ حکم

خطا ہمیشہ تری طبعِ پاک سے منفک / صواب رای متین ہو ترے سدا توأم

تری درستیِ تدبیر نسخۂ فطرت / صلاحِ کار ارسطو ترے غلام و خدم

تری نمود و نمو درخ ریاضِ حدوث / ترا حدوث دلیلِ بہارِ باغِ قدم

عقولِ اہلِ جہان ہو جو فی المثل نسخہ / تو اوس مین عقل تری ایک جزو ہو اعظم

گیا نہ دل سے کبھی پاسِ لطف و مہر عطا / زبانِ خامہ پہ آیا کبھی نہ لفظِ ستم

کشود عقدۂ دشوار یون سمجھے آسان / کہ جیسے پیشِ کریمان خفیف نقشِ درم

نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ / کہ جیسے ایک کو کر دے ہزار صفر رقم

جو تو جہان کو لیا چاہے از رہ تدبیر / تو کار سیف کرے جاے سیف تیرا قلم

تری وہ شہرتِ تہذیب ہے کہ سن سنکر / بنے ہین ناصحِ کل مردم و وحوش شیم

تری صلای کرم ہے وہ نطق سمع نواز / کہ پڑے ہے نعرہ کروبیان سے گوشِ اصم

وہ انتظام ترا ہے کہ بہر نظمِ جہان / نوید امن و امان ہے ترا صریرِ قلم

ستمگرونکے لئی دورِ عدل مین تیرے / بشکلِ آرہ ہین دندانہاے سینِ ستم

اوسی طرف کو زمانہ ہو تو جدہر پہر جاے | نزول رحمت حق ہے تری نگاہ کرم

کہا جو محسن عالم تجہے تو کچہہ نہ کہا | کہ حصر فیض یہ ہے کسر شان اہل ہمم

سماے یون ہین نظر مین تری قلم کے نکات | کہ جیسے دیدۂ عاشق مین غمزہ ہاے صنم

شمیم خلق مین تیرے وہ جانفزائی ہے | کہ شکل گل ہے ہر ایک دل شگفتہ و خرم

ترا زمان عدالت ہے وہ طرب مانوس | کہ محو ہے دل عشاق سے فسانۂ غم

نہین ہے نام کو ایذا کہین زمانے مین | جو ہو تو ہو دل دشمن مین جاے درد و الم

جہان کو عیش ملا دشمنو نکو رشک و حسد | بسان رحمت حق ہے تری صلاے کرم

کمان ابروے جانان ہے یا تری شمشیر | ہلال عید کہ محراب طاق بیت حرم

ترا ستارۂ اقبال خود ہے عالمگیر | نہ دست تیغ ہی درکار ہے نہ زور قلم

بری ہے زنگ خطا سے ترا ضمیر منیر | کہ جیسے تہمت عصیان سے دامن مریم

تری سحاب کرم سے جہان ہوا خورسند | قدم قدم سے ہویدا ہے فیض یمن قدم

تری جو صیت عدالت ہو مصلح دوران | نوید سمع سے بہر جاے گوش خیر امم

غنی سے ہے فکر ثنا سنج سے تری شمشیر | کہ جسکے وصف مین مقطوع ہے زبان قلم

قطعہ

ستم ہے قہر ہے آفت ہے برق خاطف ہے | نہ صاعقہ ہے نہ شعلہ نہ ابروے پر خم

غرض کہ کچہہ ہو مگر ایک قضاے مبرم ہے | یہ تیغ ہے کہ کوئی اژدہا ہے آتش دم

ظہیر خستہ باہنگ نو ہو نغمہ سراے | سریر خامہ نواسنج ہے بصوت نغم

بلطف خویش خدایا بحق عظمت خویش | بحق کرسی و عرش و بحق لوح و قلم

بحق سرور عالم شفیع روز جزا | بحق موسی عمران و عیسی مریم

جہان کے نام سے جبتک کہ ہو قیام جہان | فروغ روے جہان تا ہو نیر اعظم

رہے جہاں میں سلامت سدا مرا ممدوح
بعیش و عشرت و جاہ و جلال و عزّ و حشم

قصیدہ ششم

در تہنیت عید قربان فی الحج حضور فیض گنجور ملکہ دوران نوشابہ زمان دریا نوال مشتری خصال مہر سپہر عظمت و جلال اختر برج جہانداری و جہانبانی نیّر کوکب بختیاری و کامرانی نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ فرمانروای ملک بھوپال ادام اللہ اقبالہا و ضاعف اجلالہا

خسروا آج ہے وہ روز خجستہ عنوان
ذابح چرخ کرے گاؤ زمین کو قربان

آجکا دن ہے وہ ایک شاہد زیبا طلعت
عید قربان کی تمنا ہے کہ خود ہو قربان

آج وہ دن ہے جہان میں کوئی غمناک نہین
کیا عجب ہے کہ برآئین مرے لگے ارمان

کیون نہ قربان ہون اسد نیہ حرم مین حاجی
خسروا عید ہے سوجا لئے تجہیز قربان

حکم قربان کا شہا تیری زبانسے سنکر
ذبح ہونیکا رہا کفر کے دل مین ارمان

طوف کعبہ سے مشرف ہین حرم مین حاجی
آستان پر ہے تری طوف سپہر گردان

دست سنت مین شریعت کی ہے وہ تیز چھری
صورت گاؤ زمین ثور فلک سے لرزان

ہے ترے دور مین یہ صفت عروس اسلام
کفر ہوتا ہے ذبیحہ کے عوض مین قربان

وقت پہونچا ہے کہ اوٹھ جائین دوئی کے پردے
بتکدے مین لب ناقوس کرے شور اذان

حسن اسلام سے بھر آئین بتون کی آنکھین
برہمن سے ہون ادا طوف حرم کے ارکان

اہل زنار کی جاری ہو زبان پر کلمہ
لائین توحید پہ رہبان کلیسا ایمان

وقت پہونچا ہے کہ کعبہ کی بڑہی ہے تعظیم
وقت پہونچا ہے کہ اسلام پہ ہووے نازان

لاکھ طاعت کا ثواب اور تری ایک سخا
راست ہے راست کہ باذل حبیب یزدان

دست زر پاش ترا حج مین کفیل حجاج
ہمت جہد تری رکن رکین ارکان

تجھسے رونق ہے شریعت کو عبادت کو فروغ
تجھسے خوشنود خدا اور نبی سے شادان

مدح حاضر مین پڑہون مطلع رنگین ایسا
جسکو سنکر کہے احسنت گل نافرمان

شاہ کے عہد مین ہے جرم شکست پیمان
دست گلچین پہ ہے واجب زر گل کا تاوان

اے جہاندار جہان پرور کیوان تمکین
وے جہانبان کرم شیوہ و کسری ایوان

بانوے شاہ جہان زیب سریر اقبال
خسرو مہر کلہ داور دارا دربان

شاہ جمجاہ گدا پرور درویش نواز
حامی شرع نبی ظل خداوند جہان

اختر برج سعادت در درج شوکت
بدر برج کرم و مہر سپہر احسان

حسن سیرت کی تری وصف ہین دنیا دینا
شہرت یوسف صورت تری کنعان کنعان

وسعت خوان کرم ہے ترے عالم عالم
رائحہ لطف کی خوشبو ہے ترے ریحان ریحان

دست زر پاش کی شہرت تری دریا دریا
بحر ہمت کی روانی تری طوفان طوفان

نکہت خلق تری موج نسیم گلزار
نزہت فیض تری روح شمیم بستان

شاخسارِ چمن فیض ہی گلشن گلشن
نوبہار گل امید سے ہے دامان دامان

باغ عالم مین تری یمن قدم سے شاہا
سبز و شاداب ہے گلزار تمنای جہان

قوت نامیہ سے ہے وہ شگوفہ کی نمود
دل دشمن مین گل داغ جگر ہین خندان

غنچۂ دل کی ہے کیا موج نسیم لب پر
نکہت گل کا گل شمع سی اٹھتا ہی دہوان

تاب کسکی تری دور انمین لکھی حرف ستم
تیز ہین بہر ستم سے ہین ستم کی دندان

شاد ہون گر ترے اعدا تو خوشی سی مرجائین
اونکو سامانِ طرب بہی ہون اجل کی سامان

نکہتِ باد بہاری ہو دم مار سیاہ
زہر عفعی ہو عرق گیسوے عنبر افشان

خسروا کیون ہون نہ مردود نگاہِ والا
سیم کو ہے مرضِ برص طلا کو یرقان

نطق ہے سحر بیا تونکو دہن مین پانی
نمک خوانِ فصاحت ہے تمہاری زبان

وصف شیرین سخنی مین تری ہرگز نہ کہلے
لب غنچہ ہین عذوبت سی کچہہ ایسے چسپان

گر تری دستِ کرم سے ہو سعادت اندوز
سبز ہو شاخ ثمر در کی طرح شاخِ کمان

منکر امر ترا دشمنِ نسلِ خود ہے
خشک ہو شاخ ہی پہولی جو گلِ نافرمان

ناتوانونکو وہ طاقت ہے حمایت سے تری
پشہ لنگ سے اٹکی نہ کبہی پیل دمان

برق خاطف ہے پئے خرمنِ ہستی عدو
ہے ثناگر کی زبان یا تری تیغ بران

تن سے بیزار ہے اسطرح روانِ دشمن
تیر بیتاب ہو جسطرح بآغوش کمان

گر نسیم کرم شاہ ہو گلشن آراے
غنچہ سان ہو دلِ اعدا مین شگفتہ پیکان

خسروا تیری ثنا اور زبانِ مداح
آمے سیدانمین ہی گوئی ہی ہیچ چوگان

ہان ثنا سنج ہو اے خامہ بمدحِ نواب
تا کہ ثابت ہو الانسان عبید الاحسان

صدر جم مرتبہ نواب ارسطو تدبیر
میر ذی جاہ فلک قدر مشیر خاقان

بمعنی آیۂ المنت علیکم نعمت
مدح حاضر مین وہ اب مطلعِ تریاب لکھون

مطلعِ تر زرخشان مہر سپہر عرفان
آسمان جبہ کرے گوہر انجم قربان

رشحۂ فیض ترا گر ہو کفیلِ نیسان
بارور دانۂ گوہر سے ہو شاخِ مرجان

حکم سنت ترا ناسخ قوانینِ ملل
حجت حق تری قطاع دلیل وبرہان

قول فیصل ترا ابطال دلیلِ تکذیب
دعوتِ صدق تری رفع نزاعِ ادیان

نور باطن ترا گنجینۂ رمزِ مخفی
دلِ روشن ترا آئینۂ اسرار نہان

تری تحقیق نظر پردہ کشاے اوہام
تری تصدیق بیان چہرہ نمای ایقان

تری تردید دلایل کو ہے نفی اثبات
نفی اثبات تری ردثبوتِ بہتان

حسن نیت پہ ہین شاہد تری حسنِ اعمال
عمل خیر سے ظاہر ہے ثبوتِ ایمان

عدل تیرا ہے وہ اطفاے شرورِ احرار
گل ونرگس کو نہین خوفِ جنون ویرقان

طبع صافی نہ تری سحر کو گردین تشبیہ
موجۂ آب گہر سے ہو روان بحر روان

شعر کی بحر مین ہو جوشِ مضامین پیدا
نکتہ نکتہ ہو معانی کا تنورِ طوفان

طائر روح عدو کی لئے ہنگامِ جدال
تیر شاہینِ اجل باز ترا زاغ کمان

عدل مین حلم وغضب کو تری یکسان پایا
وہ سبک سیر مین جتنا یہ ثقالت مین گران

قبلۂ امن وامان ہے ترا بابِ عالی
ہین غریب الوطن اسجا مری دلکے ارمان

ہے زمانہ تری ہیبت سی وہ اصلاح پذیر
درد مند ونکا دل زار ہین کرتے درمان

مرہمِ زخم جگر جنبشِ تیغ ابرو
مومیای دل خستہ شکنِ زلفِ بتان

ناروا ہے تری سطوت سے جور بیداد
تیغ کی نام سے چلتی نہین شمشیر زبان

حسن نیت سے تری ہو وہ جہا ٹین برکت — قطرہ قطرہ مین ہو باران کی خواص نیسان

خوشۂ دانۂ گندم سے گہر ہون پیدا — مزرعہ شور مین گر تخم فشان ہو دہقان

شاخ نسرین کیطرح شاخ قلم ہو سرسبز — شمع کا گل ہو برنگِ گل و ریحان خندان

قطعہ

بخل اور فیض مین چلتی ہین مزکی چوٹین — اسطرف کو تری ہمت ہے اودہر کو نیسان

دیکہین وہ کان کو بہر دے کہ یہ خالی کر دے — وہ اگر قطرہ فشان ہے تو یہ گوہر افشان

آنکہہ اوٹہا کر نگۂ گرم سے گر تو دیکہے — رگ ہر سنگ طپان ہو صفتِ برق جہان

ق

شوخیان ہین تری توسن کی پری کی چہل بل — گردشون مین ہی نظر جست مین ہے برق جہان

آو جاوے ہے غضب کی تو قضا کے بلٹے — سرِ دشمن دمِ جولان اوسکو گوے چوگان

اے دعا گو ہے کہین سال ظہیر خستہ — ختم کر مدح دعا پر کہ نہین تابِ بیان

یا الٰہی بجلالِ حرم و عظمتِ خویش — بشفیع دو جہان و بکتابِ فرقان

تا ہون کعبہ کی زیارت سے مشرف حاجی — حاجیون سے ہون ادا طوف حرم کے ارکان

عید ہر سال مبارک ہو بجاہ و اقبال — اور سلامت رہے نواب عمیم الاحسان

خیر خواہون کو مبارک ہو سدا جشن جلوس
اور دشمن ہو ذبیحہ کے عوض مین قربان

قصیدہ دوم

حسب الارشاد فیض بنیاد اعلیٰ حضرت قدر قدرت رستم دستان افلاطون زبان سپہ سالار المظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہٗ وخلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ

بسا ہے عطر محبت مین گلفشان سہرا
بنی ہے نکہت گلہا ہی بوستان سہرا

کہلا ہے کیا تجہے نوشاہ نوجوان سہرا
ہوا ہے خود تری سر چڑہ کر شادمان سہرا

نکیون ہو غیرت پروین آسمان سہرا
کہ ماہتاب ہے رخ اور کہکشان سہرا

گل مراد دل و اختر سعادت کا
یہ تیرے سر پہ ہے اے آصف زمان سہرا

سپہر حسن ہی دولہہ تو مہر نور دولہن
بہم ہے رابطہ محبت کا رازدان سہرا

جبین سے تا بقدم ہی تمام نور و ضیا
بنا ہے خود ہمہ تن حسن مہوشان سہرا

وہ کیون نہو گا شگفتہ یہ کیون نہ بالیدہ
کہ محو ناز ہے طرہ تو شادمان سہرا

بنا ہے طول امل ہی کہ رشتۂ اخلاص
مسیح و خضر کی یا عمر جاودان سہرا

کہلے ہین غنچۂ گل ان پکا و بڑہ بڑہ کر
نگاہ بد کا ہوا ہے نگاہبان سہرا

کہلے ہی جاتی ہین گل غنچے مسکراتی ہین
یہ کچھ نشاط و طرب سے ہی شادمان سہرا

جھکا ہے شوق قدم بوس مین زمین کی طرف
مزاج شاہ کا ہے خود مزاجدان سہرا

جبین پہ خسروِ ملکِ دکن کی باندھا ہے
بڑھی ہے کیون یہ خوشی سے زبان زبان سہرا

رکھے ہین مصحف و آئینہ شہ کے پیش نظر
حجاب روے دل آرا ہے درمیان سہرا

صفاے رخ لبِ خندان صباحتِ عارض
بنا ہے ہو کے بہم حسن گلرخان سہرا

کھلے ہین سہرے مین عالم کے گوہر مقصود
کہ زرفشان ہے کفِ دست زرفشان سہرا

عجب نہین کہ جسے موتیو نہین تولیے آج
بنی ہے لعل و گہر کی تری زبان سہرا

ہوا ہون کس شہِ دریا نوال کا مداح
لگاؤ مہر ہے جسکی گہرفشان سہرا

در خوش آب مضامین سے گوندھکر لایا
ترا ظہیر ثنا سنج خوش بیان سہرا

قصیدہ نہم

در تہنیت مہد جواہر نگار شاہزادہ کامگار فرزند دلبند بندگان عالی متعالی حضور نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان فرماے ملک دکن حیدرآباد دام اقبالہ حسب فرمائش حضور والا

واہ کس شان سے کس دھوم سے آیا جھولا
ایک عالم مین ہوا شور ہے جھولا جھولا

خسروانہ وہ جلوس اور وہ تجمل وہ شکوہ
ہمنے دیکھا نہ سنا آجتک ایسا جھولا

وہ شہانہ توزک اور فوج ظفر موج کی زیب
نظرِ دیدۂ انجم مین سمایا جھولا

روشنی کی وہ بہار اور وہ آرایشِ شہر ۔ اوسنے پوچھے کوئی حسن سبب تو یہ دیکھا جھولا

باجے گاجے کی صدا چرخ برین تک پہنچی ۔ واہ کس دھوم و دھڑکے سے نکالا جھولا

تھے ہمراہ وہ دریا سپہ جلو نصب ۔ اور تھا صحن مکان مین رشکِ تجلی جھولا

وہ دمکنا وہ چمکنا وہ مرصع نقشہ سا ۔ وہ نگارین وہ منقش وہ مطلا جھولا

قصر فردوس کی غرفون سے یہ حورین بولین ۔ دیکھو دیکھو تو ذرا چاک کے وہ آیا جھولا

اک زمانہ کی نظر پڑتی ہے ماشاء اللہ ۔ کیا ہی شہزادۂ عالم کا ہے پیارا جھولا

دیکھنا عظمت و توقیر ذرا جھولے کی ۔ فرق پر مسندِ انجم کے اوٹھایا جھولا

آج افلاک سے اونچا ہے وہ جھولا جسمین ۔ نورِ چشم شہ والا کو جھولایا جھولا

جبکہ شہزادہ کا آرام گہِ ناز ہوا ۔ اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا جھولا

منزلِ قوس مین خورشید ہوا جلوہ فروز ۔ فخر سے خسرو دوران نے جھولایا جھولا

فرقِ فرقدا سی یا تختِ سلیمان کہیے ۔ چشمۂ مہر ہے یا عقدِ ثریا جھولا

چلتے ہین حشمت و اقبال جلو مین اسکے ۔ ساتھ اک دولت بیدار ہے لایا جھولا

آکے رقصان ہوئی محفل مین خوشی سے زہرا ۔ نازنینانِ پری چہرہ نے گایا جھولا

ہے دعا حضرتِ سلطانکو مبارک ہو ظہیر
آج خالق نے یہ آنکھونسے دکھایا جھولا

قطعات تاریخ طبعزاد مصنف

قطعہ تاریخ واقعہ جانگاہ شہادت نور نگاہ فرزند دلبند مصنف شہید خنجر تسلیم و رضا کشتہ زہر دغا عزیزی سجاد میرزا

آن کشتۂ زہر ستم دست جفا کار — سجاد جوان مرگ دریغا پسر من

چون رخت سفر بست ز دنیا طرف خلد — بربست کمر را بشکست کمر من

پنہان ز نگاہم چو شد آن نور نگاہم — خود رفت و بجو و برد ضیاے نظر من?

حال دل مہجور ظہیر آہ چہ پرسی — او سوے جنان رفت و نشد ہمسفر من

تاریک جہان گشتہ ز بی نوری نجمم — شام شب تار است فروغ سحر من

حاصل نشد از بخت تمناے کہ دارم — اے کاش فتادی بمزارش گذر من?

این کوہ الم بسکہ شکست است سر دل
تاریخ وفاتش شدہ داغ جگر من
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ دیوان استاد شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند

ہوا مطبوع جب دیوان استاد — بہار گلشن گلہائے معنی

ظہیر آئی ندائے غیب مجھکو — کہ اے دردِ کشِ صہبائے معنی

تامل کیا ہے لکھدے بے تامل
بیان ذوق ہے دریائے معنی
۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بلبل ہندوستان فصیح الملک
نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید ۔ کہ تابان ہوا ماہ تابانِ داغ
بہارِ مضامین رنگین نہ پوچھ ۔ شگفتہ ہین نسرین و ریحانِ داغ
عجب حسن پر ہے ریاضِ سخن ۔ عجب جوش پر ہے گلستانِ داغ
فصاحت کا دریا ہوا موجزن ۔ زہے بارشِ ابر فیضانِ داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھ حد نہین ۔ کہ مشکل سے مشکل ہے آسانِ داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے بابِ سخن ۔ تو گنجِ معانی ہے دیوانِ داغ
ثنائے سخن مین ہے قاصر زبان ۔ جہانتک ہو تحسین ہے شایانِ داغ
زہے پایگاہے کلامِ بلیغ ۔ زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکر تاریخ کی تھی ظہیر ۔ ہوئی رہنمو طبع درشانِ داغ

سر افگندہ انجم ہین افلاک پر
کہ طالع ہوا انجم دیوانِ داغ
سنہ ۱۳۰۱ھ

قطعات تاریخ دیوان برادر مرحوم
سید شجاع الدین حسین معروف بہ امراؤ میرزا انور

میرے بھائی کا چھپا دیوان ظہیر ۔ باغ انور آج پھر تازہ ہوا

از سر اندوہ ہاتف نے کہا
داغ انور آج بیجا تازہ ہوا
۱۸۹۹ء

دیگر

ہوا جب مشرق مطبع سے تابان
کہلا پیش نظر گلزار معنی
مشام جانکو کرتی ہے معطر
کہان ہین اہل بینش آکے دیکھین
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر مجھکو

کلام نیر رخشان انور
ہوا مطبوع جب دیوان انور
عجب ہے نکہت بستان انور
تماشا ئے گل و ریحان انور
لکہون تاریخ کیا شایان انور

سر جودت سے اوٹھا شور دیکھو
یہ نادر نسخۂ دیوان انور (تعمیہ)
۱۳۱۶ھ

قطعہ دیگر

ہوا شایع عجب دیوان رنگین
نگارستان چین پر طعنہ زن ہے
گہر سنجان معنی آئین دیکھین
نگاہ غور سے دیکھین سخن رس
پسند ہین کہین موتی کی لڑیان
نمک انگیز ہے شور فصاحت

بہلا ہوا ہے کیا گلزار انور
بہار گلشن بیخار انور
سخن مین گرم ہے بازار انور
کہان سے ہے پایہ اشعار انور
مسلسل ہین در شہوار انوار
زہے نظم ملاحت بار انور

بلاغت سے ہرا کوزی میں دریا
جدا گانہ سے خوبان جہان سے
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر تاریخ

کہاں تک سہل ہیں دشوار انور
ادائے شوخئے گفتار انور
تو بول اوٹھی ہے خود گفتار انور

سر اعجاز سے تحریر کردہ
عجائب گلشنِ اشعار انور
۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر

قطعات تاریخ و تقاریظ طبع دیوان ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر فکر ارجمند آسمان پیوند نخلبند گلستانِ سخندانی نونہال گلشنِ شباب وجوانی مربع نشین چار بالش امارت وکامرانی سخن طراز جادو بیان سحر بیان معجز لسان نواب معلی القاب سید احتشام علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جاوید شاگرد رشید مصنف

وقت است کہ گل برفگند پردہ زرخسار
زانسان کہ زفانوس چراغے بدر آید

قابل ستایش اوسکی ذات پاک ہے جس سے موزونی رباعی چہارگانہ برقرار ہے صفحۂ افراد عالم رنگ آمیزی قدرت سے صد تختۂ لالہ زار ہے حمید دہزار ہجو رخلق کو بندش صناعی آفرینش سے مرتب فرمایا تقطیع تا آسمان کو باین رفعت بحر دلیف ارکان زمین کرد کہا یا سبحان اللہ کیا قادر مطلق حکیم برحق ہے جسکی حمد و ثنا مین اوصاف کا قافیہ تنگ و مرکب فکر لنگ ہے ع

خاموشی از ثناے تو حد ثنای تست

در نعت حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین بہترین نتایج سخن و مذاق کام و دہن ہے ؎

حبیب خدا اشرف انبیا	کہ عرش مجید ش بود متکا

تخلیق عالم و عالمیان و آفرینش جہان و جہانیان اوسکے باعث ہوئی کالبد خاکی کو شرافت اشرف المخلوقات بمصداق ولقد کرمنا بنی آدم اوسکے انوار قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوئی اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و منقبت صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین باعث تر زبانی و رطب اللسانی ہے خلافت اونکی عظمت کی ادنی نشانی ہے ؎

درود ملک بر روان تو باد	بر اصحاب و بر پیروان تو باد

ذلہ ربائی سخنوران خوشنو سید احتشام علیخان جاد و خلف الصدق نواب میر ابراہیم علیخان صاحب بہادر مرحوم ازا کابر امرا بڑودہ ناظرین کامل فن و عاشقین شاہد سخن کو مژدہ رسان ہے کہ بہر مین نظارہ گیان جمال عروس سخن اور کہان ہین مشاطگیان زلف دل آراے علم و فن آئین اور ملاحظہ فرمائین کہ آجکل

دیوان بلاغت نشان فصاحت عنوان سرآمد شعراے نو وکہن واقف نکات سخن صدر نشین بزم سخنوری اریکہ آراے نظم گستری واقف زبان ہمہ دان رشک میرزا و میر حضرت اوستادی سید ظہیر الدین حسین صاحب ظہیر یادگار و ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند حلیہ طبع سے مزین ہوکر تازگی بخش دل عالم ہوا ہے ہر ایک کو بقدر لیاقت حصول لطف بے کیف وکم ہوا ہر مصرعہ فصاحت مشحون موزون قدان عالم کو شرماتا ہے جلوہ رعنائی دکھاتا ہے ہر بیت جواب بیت ابرو چشم حاسدان کے لئے تیغ جنگجو بندش مین سلاست مضمون مین متانت زبان اور محاورے مین فصاحت نازک خیالی مین بلاغت آشکار ہے جسکی شمع آب وتاب پر جان سخنوران مثل پروانہ نثار ہے۔ نازک خیالی مین ثانی مومن خان شوکت الفاظ مین میرزا غالب کے ہمزبان لذت زبان و محاورات مین ہم مذاق ذوق اوستادان حال پر بہر نہج فوق سچ تو یہ ہے کلام ظہیر بے نظیر ہے اگر کسینے دیکھا ہو دکھاوے سنا ہو سنائے دیوان کیا ہے علم سخن کا استاد شفیق ہے دلدادگان عروس سخن کا رفیق قادر الکلامی کلام سے ظاہر ہے حاجت اظہار نہین محتاج گفتار نہین ۔

قطعہ تاریخ۔

کہ دہر بین آئین مشتاق نظارہ	جمال شاہد معنی عیان ہے
کلام با مذاق ثانی ذوق	عذوبت بخش ہر کام وزبان ہے
سخن مین جوہر لاثانی جہانمین	وہ اوستاد ظہیر نکتہ دان ہے
چہپا دیوان اوسکا شکر صد شکر	کہ جسمین لطف مضمون وزبان ہے
لکہی جادو نے وہ دلچسپ تاریخ	تصدق جسپہ جان نکتہ دان ہے

سنا یہ مژدۂ راحت رسان جب | کہ جسکا ہر سخنور مدح خوان ہے

دل بلبل سے نکلا یہ ترانہ
یہی گلشن بہار بےخزان ہے

تقریظ نتیجۂ فکر رنگین خاتم سخنوری شاعر نازک خیال ادابند رنگین مقال منشی محمد رمضان علیصاحب اختر سہارنپوری پرائیویٹ سکرٹری نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم اجمیر شاگرد مصنف

ظہیر آج دعوے ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

خدا کو ثنا ہے ہے منتہا محمد پر درود نا محمد و آل پر صلوات اصحاب پر سلام بارک اللہ سبحان اللہ میرے اُستاد کا دیوان زبان اردو کی جان ۔ فصاحت کی کان ۔ بلاغت کی شان ۔ نئی بندش نئی زبان ۔ نیا رنگ ۔ نیا ڈھنگ ۔ نئی اُمنگ ۔ نئی ترنگ ہر شعر بےنظیر ۔ ہر غزل دلپذیر ۔ ہر کلمہ اپنے رنگ مین نرالا ۔ ہر لفظ آتش کا پرکالہ ہر مصرعہ موزون قدون کا شرمانے والا ۔ ہر قطعہ اپنی قطع سے دوبالا ۔ تشبیہات سے معرّا ۔ تمثیلات سے مبرّا ۔ نشست الفاظ محبوب ۔ روزمرہ خوب خوش اسلوب ادابندی مرغوب ۔ نازک خیالی مطلوب ۔ معاملہ بہت خوب ۔ بول چال شستہ

و رقت - نزاکت خیال شگفتہ - فصاحت الفاظ چھبیلی - بلاغت معانی نکیلی - کہین نالہ عاشقانہ - کہین نعرہ مستانہ - عجب آن بان - عجب شان سے - جلوہ آرائے عالم ہونیوالا ہے - اللہ اللہ رے تمنا - اللہ اللہ رے آرزو - دلکا شوق - آنکھونکا ذوق - ایک مدت سے مشتاق ہوکر اپنے شوق دیدین دیدار کا طلبگار رہتا - المنة للہ اپنی مراد دلی کو پہونچا - حضرت ظہیر کی سحر بیانی - حضرت ظہیر کی زباندانی - حضرت ظہیر کی رطب اللسانی - حضرت ظہیر کی نکتہ دانی - حضرت ظہیر کی نازک خیالی - حضرت ظہیر کی خوش مقالی - حضرت ظہیر کی معاملہ بندی - حضرت ظہیر کی خوش پسندی - اک زمانے مین مشہور ہے - جسکی شہرت دور دور ہے - کون نہین جانتا - کون نہین مانتا - اوستاد مسلم الثبوت - بلبلِ ہندوستان کا ہمصفیر - فخر میرزا و میر - ذوق و مومن کا ہم تقریر - اردوئے معلی کی تصویر - زبانِ دہلی کی توقیر - انہین کے نام سے ہے - نازک خیال - خوش مقال - باکمال - صاف بول چال - ذوق و غالب کا ڈھنگ - قایم اور میر کا رنگ - نصیر اور سودا کا انداز - درد و سوز کا سوز و گداز - انہین کا حصہ ہے - شوخی محاورہ سے ہمکنار - محاورہ شوخی پر نثار - چلبلاپن بانکپن پہ قربان - بانکپن چلبلے پن پر نازان - فقرہ کنایہ کی جان - کنایہ فقرہ کی شان استعارہ تشبیہ پر مائل - تشبیہ استعارہ پر بیدل - فصاحت بلاغت کے قابل - بلاغت فصاحت کے قابل - ادا انداز کی بسمل - انداز ادا کا گھائل - ہر لفظ جام بادہ سخن - ہر کلمہ طوطی شکر شکن - ہر شعر قمری باغ جنان - ہر قطعہ بلبل نوشین بیان - ہر مصرعہ سرو روان - ہر بیت بیت ابروئے مہوشان - صنعت ایہام ہر لفظ سے ہویدا - صنعت تضاد و تقابل - مصرعہ مصرعہ سے پیدا لف نشر مرتب ترتیب وار آشکار -

ایجاد ترکیب پرترتیب الفاظ نثار۔ ماشاءاللہ کیون نہ ہو کیون نہ ایمان آئے یہ اوس
شاعر نازک خیال سخنور بے مثال سحر بیان آتش زبان ظہوری ظہور نظیری نظیر فخر میرزا و
میر راقم الدولہ سید ظہیر الدین حسین ظہیر المعروف بہ نواب میرزا خانصاحب

خلف الصدق حضرت صلاح الدولہ مرصع رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم
اوستاد حضرت بادشاہ عرش آرام گاہ سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی از
ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند کا کلام ہے جسکی ایک عالم مین دہوم دہام
ہے۔ آج کسکو مقابلہ کی تاب ہے۔ آج کون انکا جواب ہے۔ اگر ہین تو آپ اپنی
نظیر ہین آپ اپنے ہم تحریر ہین سبحان اللہ جنکے کلام بلاغت نظام پر آجتک
اعتراض نہین ہوا گویا خداے سخن کا کلام ہے۔ تمام دنیا مین نام ہے۔ یہ انہین
کا کام ہے کہان ہین مشتاق سخن کہان ہین کاملین فن زرا ادہر تشریف لائین
میرے اوستاد کے اچہوتے مصرعون سنئے تو یلی مضمونون نئی بندش نئی ترکیب
نئی تالیف نئی تصنیف اور دلکش اشعار کو ملاحظہ فرمائین۔ اور پیارے پیارے
جادو بہرے الفاظ گلزار ظہیری سے جنکر مشام جانکو تازہ کرین اور داد سخن کی
دین توبہ توبہ مین اور تقریظ نگاری کا دعوی کرون۔ زبان سے ناآشنا شاعری سے
بیخبر پریشان حال شکستہ بال ایسی لیاقت نہین قلم فرسائی کی قدرت نہین نثر لکہنے
کی عادت نہین ایسے سخنور شیرین گفتار کی مین صفت کرون جرأت نہین ہان چند ٹوٹی
پہوٹی مسطرین پیش نظر کیجاتی ہین۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آخری دعا بارگاہ
صمدی مین یہ ہے کہ یا الہ العالمین اس گلشن ظہیر کو ہرا بہرا اور تر و تازہ رکہیو کہ
کہ ہم سب شاگرد بہائی اس باغ سخن سے پہل پہول مراد کے چنتے ہین۔ آمین ثم آمین۔

قطعۂ تاریخ

میرے اوستاد کا دیوانِ ل
گلستانِ مضامین کی پھبن ہے

پیارے لفظ ہین دلچسپ مضمون
زبانکی شوخیونمین بانکپن ہے

ہر ایک مصرعہ یہ ہی برجستہ مصرعہ
غزل ہر اک رشکِ صد چمن ہے

دماغِ نظم عالی عرش پر ہے
زہے ترکیب کیا طرزِ سخن ہے

کنائے چٹکیان لیتے ہین دلمین
اشارونمین نرالا بانکپن ہے

بلاغت مین فصاحت ہے بلا کی
ادا بندی مین مومن کا چلن ہے

محقق اور پھر کیسا محقق
زباندانی مین یکتائے زمن ہے

تعالے اللہ مرا اوستادِ کامل
عجب معجز بیان ہے سحر فن ہے

اوسیدن سے مجھے تھی فکرِ تاریخ
ہوا یہ بحر جب ہے موجزن ہے

ہوئی جب حد سے بیحد فکرِ تاریخ
کہا ہاتف نے کیون غرقِ محن ہے

ندا ہے یہ دلِ بلبل سے اختر
ظہیرِ دہلوی کا یہ چمن ہے
۱۳۱۴ھ

قطعۂ تاریخ بطور تقریظ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد کلیم طور سخندانی نظیریِ نظیر عرفیِ ثانی فارسیِ ان بلاغت فرمان روائی اقلیم فصاحت محقق والانظر سخن گستر سراپا جوہر اوستاد مسلم الثبوت سیدی سندی اعنی میر مہدی صاحب مجروح از کاملین دہلی

سخن سنج یکتا جناب ظہیر
کہ ہے ذات اونکی نہالِ سخن

فصیح اللسان عدیم النظیر
فزایندۂ عز و شانِ سخن

دقایق کشا ہے وہ طبع سلیم
ہو کیونہ نکتہ ظاہر نشانِ سخن

وہ دیوان رنگین مین ہر غزل
زمین جسکی ہے آسمانِ سخن

حُدی خوان ہے اونکی صریر قلم
ہے اب امن مین کاروانِ سخن

نہین کلک ہے بلبل خوشنوا
ترنم سرا ہے بیانِ سخن

کرے طے نہ کیون عرصۂ نظم کو
وہ ہے اشہب خوش عنانِ سخن

عجب طرز بندش مین ہے دلکشی
اسیکو تو کہتے ہین جانِ سخن

اسی سے تو ہین صیدِ معنی شکار
یہی ہے خدنگِ کمانِ سخن

نہ کیون قدر پائے جو ہر دم کہے
میرا سر ہے اور آستانِ سخن

یہی حال اسکا ہے ورد زبان
یہی تو ہے گویا زبانِ سخن

بہلا کیا کوئی ہو سکے نقب زن
ہے طبع متین پاسبانِ سخن

یہ کثرت ہے معنی کے اشعار مین
بجا ہے جو کہئے جہانِ سخن

وہ گلہاے الوان ہین اشعار مین
بہرا جس سے ہے بوستانِ سخن

نہ کیون زور دکہلائے فکر متین
وہ ہے رستم ہفت خوانِ سخن

یہ دیوان ہوا طبع اسواسطے
کہ دیکہین اسے قدردانِ سخن

وہ سرخوش ہون اس بادۂ ناب سے
کدہر ہین کدہر مے کشانِ سخن

پئے سال تاریخ مجروح نے
کہا ہے یہ گلستانِ سخن
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از رشحۂ خامۂ نخلبند گلزار معانی طوطی شکرستان شیوا بیانی سرآمد شعرای ماضی و حال استاذی کمال سلطان الشعر امقرب الخاقان استاد السلطان بلبل ہندوستان ناظم یارجنگ وزیر الدولہ فصیح الملک عالیجناب نواب مرزا خانصاحب بہادر داغ دہلوی یادگار استادی خاقانی ہند حضرت ذوق مرحوم و مغفور

سنی ہمنے نوید جانفزا اب	ہوئی شہرت کلام خوش بیان کی

لکھا ہے داغ نے یہ مصرع سال
ظہیر الدین کا دیوان چھپا اب
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ رنجیۂ خامۂ شاعر نازک خیال نازش بیشال رشک شعرائے ماضی و حال مصنف بوستان خیال نخلبند گلزار معانی حدیقہ سرا ریاض سخندانی اعنی حضرت خواجہ قمرالدین خانصاحب عرف خواجہ مرزا خانصاحب راقم نبیرہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مرحوم مغفور

مدح گر ہوں بحسن ذات ظہیر	قطعہ	بعد حمد خدائے نعت رسول

ذات وہ ذات ہے مکرم کی
ذات سے سب ہیں صفاتِ ظہیر

سید پاک ذات آلِ نبی
ہے نجیب و شریف ذاتِ ظہیر

دہلی مولد ہے خاص حضرت کا
فخرِ عالم ہے کائناتِ ظہیر

حسن دیوان کی کیا لکھوں تعریف
جسکے ہر حرف میں نکاتِ ظہیر

کیسی شیریں زبان بنی ہے
کسقدر صاف ہیں لغاتِ ظہیر

صاف ہے صاف معنے مشکل
سہل سے سہل مشکلاتِ ظہیر

کہہ اوٹھینگے زبان سے اہلِ نظر
دیکھکر حسنِ کلیاتِ ظہیر

آفریں آفریں کلامِ ظریف
مرحبا مرحبا نکاتِ ظہیر

یہ وہ دیوان ہے مثلِ ماہِ منیر
ہے درخشاں یہ کائناتِ ظہیر

تا جہان ہے جہاں میں دیوان
صفحۂ ہستی پہ ہے ثباتِ ظہیر

طبع دیوان کا سال لکھ راقم
کانِ زر کی ہے کلیاتِ ظہیر ۱۲۹۹ھ

ولہ

کیا چھپا ہے ظہیر کا دیوان
کیسے ہر نظم کا ایاغِ فیوض

ہر نظر کی یہ سیر کرنے کو
ہر سخنور کہیگا باغِ فیوض

ارمغان ارمغان ہے اہلِ سخن
ہدیہ ہدیہ ہے یہ بلاغِ سخن

کہدو راقم کہ ہر نظم کے لئے
بہرِ گلگشت ہے یہ باغِ سخن ۱۲۹۹ھ

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج عرائس افکار نصیری ہمدانی ثانی ہندی نژاد اصفہانی عرفی زمانی شاہباز رعنائی خیال ہم آغوش عروس کمال مولانا محمد نجم الدین احمد صاحب از ارشد شاگردانِ مصنف

قطعۂ اول در صنعت توشیح

۱	اے ظہیر طوطئ شیرین مقال	۳	جوہر ہستی و یکتائی ہنوز
۱۰۰	قدر جوہر نیست اکنون در جہان	۱	اے بجوہر لعل پیکانی ہنوز
۲۰۰	راست بازم من چرا مضطر شوم	۵۰	نظم و نثرت را کجا ثانی ہنوز
۱	از بلاغت ہائے تو اندر جہان	۵	ہست زندہ نام خاقانی ہنوز
۶	واز فصاحتہا کہ داری در سخن	۵	ہست سعدی را پشیمانی ہنوز
۱	از تماشائے جمالِ خویشتن	۹۰	صورتِ آئینہ حیرانی ہنوز
۲	پردہ ہا بر روئے خود افگندہ	۶۰۰	خویشتن را خود نمیدانی ہنوز
۱۰۰	قول ما اے خواجہ ما نشنوی	۱۰	یوسفی و خود بزندانی ہنوز
۱	از سر یک مصرعہ یک حرف گیر	۶۰	سمتِ فصلی است امکانی ہنوز

۲۰	گفت ثاقب سال دیوانت چنین
۵۰	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ۱۳۱۶ھ

قطعہ دیگر بطور تقریظ

رفت چو آذر زو ہر آمدہ اردی بہشت	رد یگر بز آمدہ بادِ خزان ناگزیر

سبزهٔ خوابیده رعنا سیه در بر کشید — برگ خزان دیده شد تازه ز ابر مطیر
قطرهٔ شبنم بگل جلوهٔ اختر گرفت — آتش رخسار گل رونق مهر منیر
ذره ز بالا دهی سود با نجم کلاه — پاے زمین را مگر سقف فلک شد سریر
باز عروس چمن طرح نو انداخته — باز به بر در کشید رخت کتان و حریر
زمزمهٔ عندلیب آتش گل را فزود — طوطی شیرین زبان آئنه را کرد زیر
مهر بتاک عنب چیده ز کان لمعه — از زر اصفر چکید بادهٔ خم غدیر
کاهکشان آمده طرهٔ دستار گل — غنچهٔ سر بسته را گشته کله از حریر
چشم بسوداے چشم نرگس گرفت — گل به تماشاے گل چون زر گل شد زریر
شاهد بزم سخن آئنه در رو نهاد — دیدهٔ امید خلق گشت چو انجم بصیر
دیدهٔ یعقوب به چشم سیه مژگان — در مژه برهم زدن آمده یوسف نظیر
ناز بجو و نامه را از اثر فیض او — حرف غلط هم بجو و از نظرش حرف گیر
جان فصاحت همین کان بلاغت همین — نظم به نظم اندرش هست چو شکر به شیر
گنج مضامین همین معدن معنی همین — از کرمش بهره یافت ساغر برنا و پیر
بسکه هر نقطه اش نقطهٔ نیر تخیل — بسکه هر مرکزش کاهکشان هم حقیر
بسکه هر نظم او نظم جهان در نظام — بسکه هر صنعتش صنعت رب قدیر
بسکه هر مصرعه اش مصرعهٔ طوبے فدا — بسکه هر بیت او بیت مه نو اسیر
هست همه رشحهٔ کلک ظهوری ظهور — هست همه لمعهٔ طبع نظیری نظیر
آنکه بمیدان فن گوے ز عالم ربا — آنکه به بزم سخن صاحب تاج و سریر
مالک ملک سخن قادر اصناف فن — همسر سوز و بقا هم فن مرزا و میر

سن وغالب کجا نیر وطالب کجا	رفت کجا زین جہان جرأت وذوق نصیر
رفت کجا مصحفی ماند کجا میر درد	ناسخ وآتش نماند ہم زجہان شد اسیر
زد بجہان ہر یکے نوبتِ خود پنجروز	بست ہمہ رختہا سوے عدم زود ودیر
گرمیِ این آفتاب شعلہ بعالم فگند	بد بچراغان مگر روغنے از تفت وتیر
طبع کہ شد این کلام ہست نخستین از و	شعر زہر رو زازل ہست از و نفع گیر

ثاقبِ محزون نبشت مادہ سالِ او
نظم فدا شد مگر بر سرِ طبعِ ظہیر
۹۹
۹۰×۹

قطعات تاریخ از افکار دُربار جانِ بلاغت کانِ فصاحت ناظم نظامی خیال شاعر بیمثال مولانا نادر علیصاحب برتر والا نظر یادگار رابطہ مرحوم حالی شاگرد مصنف

چو شد جلوہ آرا کلام درخشان	من این سال تاریخ زیبا نوشتم
خماسی سہ الفاظ نادر گرفتہ	بہ شش حروف از سرو پا نوشتم

بہ آئین نو چون رقم گشتہ برتر
رباعی ـ قصیدہ ـ غزلہا ـ نوشتم
۲۱۰ + ۱۰۵ + ۱۰۰۱ = ۱۳۱۶ھ

ولہ

شدہ چون طبعِ دیوانِ مرصع	پسند خلق شد نظمِ عرب بش

نوشتم از سر الہام برتر

بہارِ گلشنِ مضمونِ دلکش
سنہ ۹۹ء

ولہ

شکرِ صد شکر وہ چھپا دیوان
نظمِ رنگین شگفتہ مضمون ہین
شاہدِ نظم کی وہ آرایش
آب و تابِ ایسی دیکھکر جسکو
داغ بلبل نے رشک سے کھایا
گلِ مضمون چنے ہین آنکھوں نے
فکرِ تاریخ جب ہوئی برتر

جسکے شایق ہین نکتہ دانِ زمن
لہلہاتا ہوا ہے باغِ سخن
جیسے قربان ہو پہلے شب کی دولہن
دیدۂ حاسدان بھی ہو روشن
گلِ معنی کا دیکھکر جوبن
بھر گیا ہے نگاہ کا دامن
واہ ہاتف ندا ہے سمع من

لکھدے یہ مصرعۂ تر و تازہ
آج دیکھی بہار باغِ سخن
سمت ۱۹۵۵

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منشی بدایع نگار شیرین گفتار شاعر رنگین بیان منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمز شاگرد سید نیاز احمد صاحب خود در صنعت توشیح و صوری و اعداد ہر سنہ سمت و ہجری و عیسوی

۹	طرفہ دیوانِ ظہیرِ خوش بیان مطبوع شد	۴	دیدہ ہاے شایقین بینند ہم اہلِ خرد

۵۰	نکتۂ باریک دارد معنی ہر شعر او	۲	جودت طبع مصنف خود گواہی میدہد	
۵	ہر کہ مے بیند کلامش از نگاہِ عاشقی	۴	در صفت ہر لفظ باشد شاہ خورشید خد	
۲	چون برائے سال ایما کرد بامن آن حبیب		از خرد جستم پئے تاریخ طبع او مدد	
۶	وا نمودم در زمانے ہر سہ تاریخ سنین	۱۰۰۰	غور و اندیشہ نکردم اندران بیجد وعد	
۱۰	یادگاری راہمین تحریر نقشِ محکم است	۳۰۰	کین پس من باعثِ نام و نشان من شود	

۲۰۰	رمز گفتم معنوی و صوری و توشیح نیز
۱	از مسیحی یکہزار و بیست صد و ہشت و نود
	سنہ ۱۳۱۶ ہجری سمت ۱۹۵۵ بکرمی سنہ ۹۹ عیسوی

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر دبیر عطارد نظیر منشی ہر پرشاد صاحب متخلص بہ شاد شاگرد حضرت رمز

کہئے کیا لکھئے گا اب اسکی صفت	ایسا دیوان آپ نے دیکھا بھی ہے

صرف عمدہ ہی نہین اے شاد یہ
خوشنما و نادر و زیبا بھی ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند آسمان پیوند شاعر خوش مقال نازک خیال جناب راے کرپا شنکر صاحب المتخلص بہ حشم از امراحید آباد دکن

سیر دنیا کی اسمین ہے والمد	خوب دیکھا ہے اسکو ہمنے حشم

اسکی تاریخ کہہ دو از رہِ دل
ہے کلام ظہیر جامِ جم
تعمیہ ۲ — سنہ ۱۳۱۶ ہجری

ولہ

اس نسخہ کو جب کہ مینے دیکھا
سمجھا ہے کلام مرد کامل
پوچھا کہ مصنفِ اسکا ہے کون
ہاتف سے نے کہا ظہیرِ عاقل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعات تاریخ از نتائج طبع گوہر بار شاعر نغز گفتار شیرین زبان صاحب دیوان پنڈت سورج بہان صاحب تپش مہالوی وارد حیدرآباد

یہ اوسی اوستاد کا دیوان ہے پیش نظر
مستند ہے شاعر ون مین آج جسکی شاعری
ڈہنگ ہے ہر شعر مین ذوق و نصیر و درد کا
اوسکے سب مضمون ہیں ہین دلنشین ہین سب نئی
ناسخ و آتش جو ہوتے آج لیتے اس سے فیض
داد دیتے اسکی میر و میرزا و مصحفی
مومن و غالب سے ہرگز کم نہین اسکا کلام
ہے یہ اپنے وقت کا بیشک ظہوری انوری

مصرعہ تاریخ یہی نکلا ہے تپش کیا فصیح
خوب ہے زیبا ہے دیوان ظہیر دہلوی
سنہ ۱۸۹۹ء

ولہ

چاپ گشتہ چو این حدیقۂ نظم ہر گلے راشدہ بقا حاصل

گفت ہاتف کہ ہان بگو ہیکش

باغ امید آرزوے دل

۱۳۱۶ سنہ ہجری

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گہربار شاعر لاجواب عالیجناب سید اظہر علیصاحب اظہر رئیس اعظم قصبہ سہسوان مقیم بڑودہ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب

دیوان ہوا مرتب اوسکا جو ہے فن شاعری مین کامل

یعنے وہ ظہیر نکتہ پیدا جسکے کہ وہ مہ ہین سارے قائل

تاریخ لکھی یہ مینے اظہر

بے مثل کلام راحتِ دل

۱۳۱۶ سنہ ہجری

قطعہ تاریخ فارسی

ولہ

چو گشت طبع کلام ظہیر سحر بیان بگوش جان در معنی نمودم آویزہ

ندائے غیب بگوشم رسید از پے سال

کلام شاعر والاصفات پاکیزہ

۱۳۱۶ سنہ ھ

ولہ

نازک خیالیٔ ظہیر دہلوی
سنہ ۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہربار عالم باعمل شاعر بے بدل واقف رموز فروع و اصول کاشف دقایق معقول و منقول مولانا عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ تسلیم ملازم دربار ٹونک

ہوا طبع زیبا کلام ظہیر	جسے لوگ کہتے ہین روشن ضمیر
مثالو نمین اور حسن تشبیہ مین	کلام مبین اوسکا ہے بے نظیر
مہ و سال مین فکر ہے ای سلیم	رہے تا کہ یہ یاد برنا و پیر

ندا آئی یہ ہاتف غیب سے
عجب سے بے بہا ہے کلام ظہیر
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ طبع گہربار شاعر شوخ طبع شیرین گفتار اسم باسمی متخلص بہ عاشق زار نوباوہ گلزار خوش بیانی و سادہ آرای مسند کامرانی نونہال گلشن نوجوانی نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر از اعظم روسار اجمیر تلمیذ مصنف سابق شاگرد حضرت داغ

تعالی اللہ ہے بیچون سبحان	کہ خلاق دل و کام و دہن ہے

اور اوسکے بعد نعتِ پاک اوسکی | کہ محبوب خدائے ذو المنن ہے
بنام عجب فرحت دہِ روح | بہار بےخزان باغِ سخن ہے
کہان ہین اہل بینش آکے دیکھین | کہ دیدار عروسانِ سخن ہے
ہوا مطبوع یہ دیوان کس کا | کہ شہرت ہندسی لے تا دکن ہے
نئے انداز ہین مضمون نرالے | انوکھا ڈھنگ ہے بانکا سخن ہے
نئی بندش نئی ترکیب ہر جا | نئے انداز مین طرزِ کہن ہے
مضامین در مضامین رمز در رمز | گل اندر گل چمن اندر چمن ہے
معانی در معانی بات مین بات | طراوش گر سخن اندر سخن ہے
فصاحت سے ٹپکتی ہے عذوبت | حلاوت بخش ہر کام و دہن ہے
فدا نازک خیالی پر نزاکت | ادا بندی مین سو معشوق پن ہے
اگر ہے حسن و الفت کا کہین ذکر | گل و بلبل کو رشکِ ہر سخن ہے
اگر ہجر و جدائی کا ہے مذکور | سراپا رنج و اندوہ و محن ہے
اگر پڑتا ہے رنگِ عارفانہ | تو عرفان مین وہ معروفِ زمن ہے
اگر رندی پہ ہے میلانِ خاطر | تو پرلے درجہ کا رندانہ پن ہے
بجا ہے جسکی اوستادی کا ڈنکا | اوسی معجز بیان کا یہ سخن ہے
ظہیر دہلوی کہتے ہین جسکو | وحید عصر ہے فخرِ زمن ہے
اسے کہتے ہین اُردوئے معلّی | زباندانی انہین لوگونکا فن ہے
یہی اُردو کے ہین بانی مبانی | جہان مین مستند انکا سخن ہے
زبان بھی اور پھر اوس شخص کی جو | سر آمد اے اقلیم سخن ہے

جو سچ پوچھو تو اس قابل کہان ہون
ندا غیبت سے آئی ہے یہ عاشق
تفکر سے کہے سب بات بگڑ کے

لکھون تاریخ کیا میرا دہن ہے
کہو پھر کیون کہین کیون [illegible] زن ہے
ہوا زیبا گلستانِ سخن ہے
۱۳۱۲

قطعہ تاریخ از فکر رسا طبع آسمان پیما شاعر خوش بیان بلبل رنگین اللسان جناب مولوی محمود علی صاحب محمود اجمیری شاگرد حضرت ظہیر مرحوم کو لکھی

اندلون سے بے شور تھا اصلوب دل
چھپ گیا دیوان مولانا ظہیر
چھپ گیا دیوان سب محمود بس

ناگہان آ ہی گیا محبوب دل
بیٹھے بیٹھے مل گیا مطلوب دل
اسکو سنئے اب کیا مرغوب دل
۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد طفل دبستان سخندانی نوباوہ گلزار خوش بیانی
سید اقبال حسین متخلص مقبل نبیرہ مصنف

میرے نانا جان کا ہے دیوان چھپا
زمانے مین شہرت ہے خورشید وار
فصاحت بلاغت ہے ادنیٰ کنیز
جو عنقا صفت ہین بلندی گرا
ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ سال

ہوا آج روشن ہے نام ظہیر
رہے عزت و احترام ظہیر
مضامین ہین کمتر غلام ظہیر
وہ ہین صید مضمون بدام ظہیر
ندا آئی اے مست جام ظہیر

گرا کر سر اوج مقبل لکھو
ہوا طبع اب یہ کلام ظہیر
۱۳۱۲

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند طبع ارجمند شاعر نغز گفتار جادو نگار منشی کالیچرن صاحب تلمیذ کلک متخلص بہ عیش تلمیذ مصنف

پوچھا دیوان مولانا ظہیر — پڑھ رہے تھے جسکے لالی واہ واہ
ایک ہیں یہ خوبی بندش نہین — سب نے جسکے دیوان دیکھ ڈالی واہ واہ
بول اوٹھے اشعار شاعر دیکھکر — خوب ہی سانچے مین ڈہالی واہ واہ
ہوش ہان زیبا ہے اوستاد کی آمد — واہ کیا مضمون نکالے واہ واہ
طبع کی تاریخ تم بہی یون لکھو — ہوش ہین مضمون نرالی واہ واہ

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعات تاریخ طبع از مصنف دیوان

ہوا مطبوع جو دیوان گمنام — فغان دل شکن ہے یہی کہدو
اگرچہ ہے مصنف کا کوئی نام — ظہیر خستہ تن ہے یہی کہدو
جسے کہتے ہین اب اوجڑا ہوا دیس — وہی اسکا وطن ہے یہی کہدو
اگر پرسان ہو کوئی نام دیوان — گلستان سخن ہے یہی کہدو

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ دیگر

دیکھا یہ کلام جسنے بولا — واضح ہے یہ کیا ہے خوب موضوع
حاجت نہین طبع کی کہ ہے یہ — دیوان ظہیر آپ مطبوع

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ دیگر

مطبوع ہوا ہے کب یہ دیوان — جب ختم ہوا زمانۂ شیب
کافی ہے یہی کہین سخن سنج — دہلی کی زبان ہے یہ لاریب

احباب نے کی جو فکرِ تاریخ — آئی یہ ندا سے ہاتفِ غیب
کیون فکر ہے کہدو بے تامل — دیوان ظہیر کا ہے بے عیب
١٣١٦ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شاعر نازک خیال شیرین مقال حافظ محمد نور الدین صاحب متخلص بہ نور شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خان صاحب نضا عاشق شاگرد مصنف

ہوا آج مطبوع ہے اوسکا دیوان — کہ رنگِ چمن جسکا رشکِ چمن ہے
مرادین بر آئین سنا جب یہ مژدہ — چھپا ترے اوستاد کا اب سخن ہے
مچی دہوم جسکی ہے اہلِ جہان مین — فصاحت بلاغت کا وہ یہ چمن ہے
کہ ہر ہین نظر باز گلہاے معنی — اسے آکے دیکھین وہ یہ ہی چمن ہے
خوشی سے یہ کہتی ہین اہلِ جہان سب — یہ دیوان کیا ہے کہ اک نورتن ہے
یہ کہتے ہین حالی و داغِ سخنور — جدا گانہ سب سے یہ طرزِ سخن ہے
یہ ہے پیروِ ذوق و ممنون و غالب — کہ مومن کی تقلید اسکا چلن ہے
روش اسکی وہ ہے کہ کہتی ہے سب خلق — انوکھی ہے بندش نرالا سخن ہے
غزل مین جو دیکھو تو ویسی ادائین — رباعی قصیدہ مین اک بانکپن ہے
رباعی قصیدہ مخمس مسدس — جسے دیکئے وہ کٹھن سے کٹھن ہے
لکھون اور کیا اوسکی توصیف اب مین — زبان میری کیا ہے مرا کیا سخن ہے
وہی ہے وہ ہی یہ ظہیر سخن ور — کہ جسکا ہمیشہ سے دہلی وطن ہے
خدا اسکو زندہ بہت روز رکھے — یہی ایک شاعر وحیدِ زمن ہے
ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ دیوان — کہا عقل نے کیون اسیرِ محن ہے
گرا کر سر آزاے نور لکھدے — یہ تاریخ اسکی یہی اسکا سن ہے
١٣١٦ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر شیرین زبان رنگین بیان صاحبزادہ محمد عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ واقف شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب عاشق شاگرد مصنف

ہوا بارے مطبوع دیوان وہ ۔۔۔ نہیں آج دنیا میں جسکی نظیر
سخن کی ذرا دیکھنا شوخیاں ۔۔۔ کہ ہر شعر ہے ایک شوخ و شریر
کیا اہل عالم نے اسکو پسند ۔۔۔ سخن اسکا کیونکر نہو دل پذیر
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی ۔۔۔ تو ذہن رسا یون ہوا دستگیر
مرے دل سے واقف اسی حال مین ۔۔۔ کہا مجھسے یہ سن کلام ظہیر

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر بلند صاحب طبع ارجمند میر عالم خانصاحب متخلص بہ نور شاگرد مصنف

نسبت نہین ہے انکی کسیکے کلام کو ۔۔۔ دیکھے جو شعر غور سے حضرت ظہیر کے
جسکا نظیر ہند مین اب دوسرا نہین ۔۔۔ اشعار سب نظیر ہین اوس بےنظیر کے
اے نور خدا کا شکر ہے اسکا چھپا کلام ۔۔۔ جسکے سخن مین رنگ ہین مرزا و میر کے

نکلینگے یکہزار و سہ صد او رشانزدہ
اعداد - گر ملاؤ - کلام ظہیر کے

تعمیہ ۸۰ ۔ ۱۲۳۶ ۔ سنہ ۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر

صحت نامۂ دیوان ظہیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۳	لین	آلین	۸۷	۱۴	نہین	یونہین
۱۸	۸	جیب وگریبان	جیب گریبان	۸۷	۱۶	بے جلتے	بے جیتے
۳۲	۴	بندون	بندے	۹۴	۱۱	بہی	ہے
۳۳	۹	تووہ	لووہ	۹۵	۴	کیونکر	کیون گر
۳۴	۱۴	فتنہ	فتنے	۹۵	۱۹	لسقدر	کسقدر
۳۵	۱۹	دشت	وحشت	۱۰۰	۱۲	گراس سے	گیراسے
۳۴	۱۹	نہیوڑہی	ٹیڑہی	۱۰۰	۱۵	حرم مین	حرم کی
۴۲	۷	وہ خوش ہو	خوشی سے	۱۱۳	۱۴	پہر اشک	سرشک
۴۸	۸	بہی	ہی	۱۱۴	۱۹	ہی	بہی
۴۹	۱۳	ہی	بہی	۱۱۵	۵	ہی سنے	لئے بہی
۵۴	۱۳	آتی	آئی	۱۱۷	۷	ہی	بہی
۶۲	۱۶	پہراکرتا ہون	بہا پہرتا ہون	۱۱۸	۱	جان	جسم
۶۹	۱۸	نہیوڑی	ٹیڑہی	۱۲۰	۷	صبح	صلح
۸۱	۹	داف قدح	ظرف قدح	۱۲۰	۱۷	ہی	بہی
				۱۲۰	۱۹	ہی	بہی
۸۳	۸	ہی	بہی	۱۲۲	۶	تقاضا	تماشا
۸۶	۴	ترخاک	نہ تاک	۱۲۷	۸	بہی	ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٣٠	٤	ہی	بہی
١٣٠	١٢	کمبخت کیا	کمبخت یہ کیا
١٣١	٦	ہوتا	ہوتا
١٣١	١٧	ہونے سے	ہوتی ہے
١٣٢	٩	کو	کیون
١٣٢	١٣	تو	جو
١٣٣	١٧	اشکون	شکوون
١٣٦	١٨	بہی	ہی
١٣٧	٥	چہپالے	چہپاتے
١٣٧	٧	کبہی	کسی
١٣٩	٣	خبر	چیز
١٤٣	٢	جانتا ہی کمبخت	جانتا ہی نہین کمبخت
١٤٣	١٠	رہتی ہے	رہتے تھے
١٤٣	١١	آسکے موت	آئی موت
١٤٤	١٨	رہا	ربا
١٤٧	٤	ہے	سے
١٤٨	١٧	چہیڑنے ہی کی	چہیڑ دینے کی
		ہے دیر	ہے دیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٥٢	١٨	پر	پہر
١٥٥	٨	یہہ انکو	انکو یہہ
١٥٧	١٩	پر	پہر
١٥٨	١٩	اوٹہے	اُٹہے
١٦٧	٣	نہین	یہین
١٦٧	٦	ہے	ہی
١٧٠	٧	نہ پایا	نبایا
١٧٠	١٩	یہین	یونہین
١٧١	١٤	دکہلاہے	دکہلائیے
١٧١	١٥	پر	مین
١٧٢	١٧	ویرانیون	دیرانیون
١٧٣	١٧	گئی	پڑی
١٧٤	٦	مرے	ترے
١٨٩	٧	کتنا	جتنا
١٨٩	١٥	مستور	مسطور
١٩٠	١٠	درد	سوز
٢١٨	٣	چہینا	چہٹتا
٢٢١	١٥	نہین	یونہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۳	۱۷	بیخود	خود
۲۲۲	۱۹	ہے	ہین
۲۲۷	۵	شادیان	شادمان
۲۲۷	۱۱	کل کو بھی بصیرت	کل کو بصیرت
۲۲۹	۳	بڑا	بُرا
۲۲۹	۱۳	جبین شوق	جبین کو شوق
۲۳۲	۲	ہدایت	بدایت
۲۳۳	۱۰	یہ فیصلہ نہین ہونا ہے	یہہ فیصلہ یونہین ہونا
		اور نہین ہو جای	ہی اور یونہین ہو جاے
۲۳۵	۱۷	کہنے	گہنے
۲۴۷	۱۰	سبز	سبزہ
۲۴۲	۱۹	نہر کی	ٹیڑہ کی
۲۴۶	۱۸	بھی	ہی
۲۵۳	۱۴	سے	ہے
۲۵۶	۱۵	شکایت	شرارت
۲۵۸	۸	زار خراب	زار و خراب
۲۶۱	۷	دہر	دیر
۲۶۳	۱۵	راضی برضا ہون	راضی برضا ہون
		مشیت تیری	خوشیت تیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۸	ہی	تھی
۲۶۴	۱۱	خطاکی امید	خطا بھی کی امید
۲۶۵	۸	جمالِ اکبر	جمالِ اکرم
۲۶۶	۴	بیتاب	ہیہات
۲۶۶	۸	تو ہے	تو ہی
۲۶۶	۱۱	یاری سے	یاری ہے
۲۶۶	۱۴	ازل تھا	ازل کیا
۲۶۶	۱۷	فاصلہ و	فاصلۂ
۲۷۰	۳	کہین	کہن
۲۷۳	۱۴	یگان	یگانہ
۲۷۴	۹	نور عین تھی	نور عین نبی
۲۷۵	۸	غلبہ	عتبہ
۲۷۶	۶	تاب	باب
۲۷۹	۲	اختر	آخر
۲۷۹	۴	سیمین تبان	سیمین تنان
۲۸۰	۷	سکندر بخت ہے	تخت سے ہے
		بخت کیان	تخت کیان
۲۵۰	۱۰	ابر شہاب	تیر شہاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۰	۱۳	نظر	نظیر	۳۰۲	۸	جھولایا	جھلایا
۲۹۱	۹	اب یہ ہوتا	آپ پہ تا	۳۰۳	۱۷	درو	دردی
۲۹۲	۱۴	عبداللہ	عبیداللہ	۳۰۴	۱۱	رنہمو	رہنمون
۲۹۳	۴	کوہی	کوئی	۳۰۹	۵	علی صاحب	علیمتقی صاحب
۲۹۶	۶	باذل عیب	باذل ہیچ عیب	۳۱۳	۸	ہمد	حبیب
۲۹۶	۱۳	اب سریر	زیب سریر	۳۱۳	۱۰	یہی حال	اسے حال
۲۹۷	۴	موج نسیم	موج تبسم	۳۱۶	۱	نصیری	نصیرائے
۲۹۸	۱	المنت	اتممت	۳۱۶	۳	صاحب	صاحب ثاقب
۲۹۸	۱	مطلع تر رخشان	مطلع نیر رخشان	۳۲۰	۶	ایک ہزار بیست و صد	ایکہزار بیست و صد
۲۹۸	۱۷	دل زار	دل ازار	۳۲۰	۸	منشی ہریہ شاد	منشی جگناتھ پرشاد
۲۹۹	۹	کہین	کہن	۳۲۴	۲	بنام عجب	بنام ایزد عجب
۳۰۱	۵	تری	مری	۳۲۴	۱۳	اگر پڑتا ہے	اگر پرتا ہے

تمت بالخیر